جدید سبائی گروہ کا علمی تعاقب

www.KitaboSunnat.com

تالیف
حافظ عبید اللہ

اعداد و تعارف
محمد فہد حارث

حارث پبلی کیشنز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- **کتاب و سنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- **مجلس التحقیق الاسلامی** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

جدید سبائی گروہ

کا علمی تعاقب

مؤلف:

حافظ عبید اللہ حفظہ اللہ

اعداد و تعارف:

محمد فہد حارث

حارث پبلی کیشنز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام کے ساتھ جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرستِ مَضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
1	عرض ناشر	8
2	عرض حال	13
3	قسط نمبر ۱: مشاجرات صحابہؓ اور سلف کا موقف	15
4	قسط نمبر ۲: مدیر مجلہ صفدر کا فرضی یزیدی گروہ اور اس کے انکار	21
5	مدیر مجلہ صفدر اور ان کے فرضی یزیدی گروہ کے درمیان اختلاف نمبر ۱	22
6	مدیر مجلہ صفدر اور ان کے فرضی یزیدی گروہ کے درمیان اختلاف نمبر ۲	23
7	مدیر مجلہ صفدر اور ان کے فرضی یزیدی گروہ کے درمیان اختلاف نمبر ۳	24
8	قسط نمبر ۳: خلافت راشدہ اور خلافت موعودہ	26
9	مدیر مجلہ صفدر کی بیان کردہ خلافت کی اقسام	28
10	ہمارا تبصرہ اور آیت استخلاف کی تفسیر	29
11	قسط نمبر ۴: حق چار یار کا نعرہ اور خلافت راشدہ موعودہ اور خلافت راشدہ مطلقہ	36
12	بینو تو جروا۔ کیا امیر معاویہؓ کو سنیوں میں کوئی ایک بھی خلیفہ راشد نہیں سمجھتا؟	43
13	قسط نمبر ۵: خلیفہ راشد کی شرائط اور معیار	47

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

14	قسط نمبر ۶: مدیر مجلہ صفدر اوران کے فرضی یزیدی گروہ کے درمیان دوسرا اختلاف	53
15	دوسرے اختلاف پر ہمارا تبصرہ اوراقوال سلف صالحین	53
16	قسط نمبر ۷: مفتی وقاص رفیع کی توہین صحابہ پر مشتمل کتاب	62
17	مدیر ''مجلہ صفدر'' کی جماعت کی تائید یافتہ کتاب سے عبارات	64
18	قسط نمبر ۸: مشاجرات میں صحابہ کرام کا موقف	71
19	قسط نمبر ۹: مدیر مجلہ صفدر اوران کے فرضی یزیدی گروہ کے درمیان تیسرا اختلاف	83
20	تیسرے اختلاف پر ہمارا تبصرہ	83
21	چند توضیحات	84
22	محدث جلیل حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ کی کتاب سے چند اقتباسات	87
23	قسط نمبر ۱۰: مدیر مجلہ صفدر اورفسق یزید	96
24	قسط نمبر ۱۱: یزید کی بیعت سے الگ رہنے والے صحابہ کا اختلاف کیا تھا؟	106
25	یزید کو ''امیرالمومنین'' کس نے کہا؟	109
26	قسط نمبر ۱۲: اجتہادی خطا کا کیا مطلب؟	112
27	قاضی مظہر حسینؒ کی چند عبارات	112
28	قسط نمبر ۱۳: ایک دھوکے کا ازالہ	126

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

29	کیا کسی کتاب کی تعریف کرنے سے اس کتاب کے ہر ہر حرف سے متفق ہونا لازم آتا ہے؟	130
30	قسط نمبر ۱۴: جدید سبائی گروہ کا طریقہ واردات	136
31	اصولی بات اور مفتی محمد تقی عثمانی صاحب ﷾ کی چند عبارات	138
32	تبصرہ: اہل سنت کے بزعم خود ٹھیکیداروں کا رویہ	146
33	قسط ۱۵: مشاجرات صحابہؓ کے بارے میں دارالعلوم دیوبند کے چند فتاویٰ	148
34	فتویٰ ۱	148
35	فتویٰ ۲	149
36	فتویٰ ۳	150
37	فتویٰ ۴	152
38	سکوت وتوقف سے کیا مراد ہے؟	154
39	قسط نمبر ۱۶: یزید سے متعلق مفتی تقی عثمانی صاحب اور دارالعلوم دیوبند کے فتاویٰ	155
40	قسط نمبر ۱۷: آج کے جدید سبائی گروہ کا طرز عمل	170
41	ایک مغالطہ اور فریب کا ازالہ	173
42	قسط ۱۸: اس مضمون کی غرض وغایت اور چند شبہات کے جوابات	184
43	شبہ نمبر ۱	186
44	جواب	186

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

45	شبہ نمبر ۲	187
46	جواب	187
47	شبہ نمبر ۳	187
48	جواب	188
49	شبہ نمبر ۴	188
50	جواب	188

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عرض ناشر

فی زمانہ علمی حلقوں میں بہت سے خیر کے ساتھ کچھ شر بھی در آیا ہے۔ اس شر میں سرِ فہرست ''ہٹ دھرمی اور تشدد پسندی'' ہے۔ بعض اہل علم اپنے آپ کو اور ساتھ ہی اپنے متبعین کو یہ بات باور کروا دیتے ہیں کہ

''مستند ہے میرا فرمایا ہوا''۔

سو اِس کے بعد کوئی نظریہ، کوئی اختلافِ رائے، کوئی دوسرا زاویہ نگاہ گمراہی قرار دے دیا جاتا ہے۔ ایسا ہی کچھ حال اہلسنت میں ایک ایسے گروہ کا ہو چلا جس کا دعویٰ تو یہ ہے کہ وہ دفاعِ صحابہ رضی اللہ عنہم کا علمبردار ہے لیکن اصل میں دفاعِ صحابہ کے پردے میں وہ دفاعِ اکابر کا چمپئن بنا ہوا ہے۔ ایسے حضرات وقتاً فوقتاً مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم پر گفتگو کر کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے مابین عدالتیں لگانا اپنا فرضِ منصبی سمجھتے ہیں۔ پھر جہاں عدالت ہوگی وہاں فردِ جرم بھی عائد ہوگا۔ سو مشاجرات کے ذیل میں ایک مخصوص گروہِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے معصوم عن الخطاء ہونے کا نظریہ بمثلِ اہل تشیع ذہنوں میں بٹھا کر دوسرے گروہِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی تنقیص و تردید کا کام شروع کر دیا جاتا ہے۔ اور یہ سب ہوتا ہے کہ ردِّ عمل کی نفسیات کے تحت۔

دفاع صحابہ و تعدیل بنوامیہ کے سلسلے میں ہمارے کچھ نامور علماء رحمہم اللہ کی تحقیقات کے ردعمل میں ہمارے بعض علمائے کرام کے قلم سے ایسی تحاریر نکل گئیں جنھوں نے ایک عامی کے ہاتھ میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات کو ایک کھیل تماشہ بنا کر رکھا دیا ہے۔ آج ہرا یرا غیرا نتھو خیرا اٹھ کر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو باغی، خاطی، جائر اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ملک ثابت کرنے میں لگا رہتا ہے اور ان سب کے ماخذ اور آثار انہیں کتابوں سے ماخوذ ہیں جو مذکورہ بالا علماء کی تحقیقات کے جواب میں لکھی گئی تھیں۔ حد تو یہ ہوئی کہ ماضی قریب کے ایک عالم دین نے تو علامہ اسحٰق صدیقی سندیلوی صاحب کے رد میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو نہ صرف باغی و جائر و خاطی قرار دینے پر پورا زور صرف کر دیا بلکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیعت نہ کرنے کے جرم میں صریحاً نص قرآنی کی مخالفت کرنے والا تک قرار دے دیا، گویا خطائے اجتہادی اپنے مرتبے سے گر کر نص قرآنی کی مخالفت کرنے کی معصیت ٹھہرا دی گئی۔ اسی طرح کی تحاریر کا کرنا ہوا کہ وہ نوجوان طبقہ جس کو فلسفہ تاریخ چھو کر نہیں گزرا، جس نے کبھی طبری اور ابن سعد کی کتب چھوئی بھی نہ ہوں گی، اِن علماء کی کتب کے آسرے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو عدالتی کٹہرے میں کھڑا کر کے ۱۴۰۰ سال بعد ان کو بغاوت کا مجرم ٹھہرا دیتا ہے۔ یہ لہر اَب اس قدر زیادہ شدت سے چل پڑی ہے کہ یہاں ہر دوسرا بندہ ابن خلدون بنا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات پر کلام کرنا اپنا استحقاق سمجھتا ہے۔

اور اب تو ماشاء اللہ سے وکیلِ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ قاضی طاہر علی الہاشمی صاحب کی کتب کے ردِعمل میں سلسلہ وار مضامین کے تحت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو خاطی و باغی ثابت کرنے کی مہم بہت زور و شور سے چل رہی ہے، جبکہ دوسری طرف یہ اصحاب اپنے اکابر کی بابت خاطی کیا، خطائے اجتہادی کی نسبت پر بھی چراغ پا ہو جاتے ہیں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور عبارات اکابر کے نام سے کتاب تصنیف کر کے اکابر کا ہر طور سے دفاع کرنے کی سعی کرتے ہیں۔ کاش یہ احباب جتنی سعی اکابر کی اخطاء کو اخطاء نہ رہنے پر صرف کر رہے ہیں، اس کی آدھی بھی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خطائے اجتہادی کے غلط نظریئے کی تحقیق پر صرف کرتے تو ضرور کسی صائب نتیجہ تک پہنچ جاتے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہیں حضرات میں ایک اور مناظرِ اسلام نے جنم لیا اور اپنے اکابر کی تحقیقات سے دس قدم آگے بلکہ کہنا چاہیے کہ مخالف جا کر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے فرزند یزید کو فاسق کے مرتبے سے گرا کر کافر تک قرار دے دیا۔ گویا غیر محقق روایات کے ضمن میں ان سے یزید بن معاویہ کی فاسقیت بھی گوارا نہ ہو رہی تھی سو اپنے خود ساختہ اجتہاد کی روشنی میں یزید پر کفر کی تہمت لگا کر ان کو کچھ سکون نصیب ہوا۔ اب یزید کو کافر کیوں نہ قرار دیا جائے جبکہ جن حضرات کی شاگردی کا یہ مناظرِ اسلام دم بھرتے ان کے اساتذہ نے تو باقاعدہ تحقیقات کر کے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کو راشدہ کے مرتبے سے گرا کر ملوکیت کے مرتبے تک پہنچایا ہے اور اس کے لئے ایک مخصوص نعرہ ایجاد کر کے قوالی کی طرح اس کی گردان کی جاتی رہی ہے یعنی حق چار یار، گویا باقی یارِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناحق تھے۔ ویسے اس نامعقول حق چار یار کے نعرے کی زد میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ بھی آجاتے ہیں اور سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بھی اور تو اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ بھی اس کی زد میں آہی جاتے اگر کافر یزید کے خلاف اہل کوفہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا ساتھ دے دیتے۔

یہ حضرات برملا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے جلیل القدر اصحاب جیسے کہ سیدہ عائشہ، سیدنا طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم وغیرہ کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مدمقابل نہ صرف ''باغی گروہ'' باور کرواتے ہیں بلکہ اس کا بلا کسی تکلف کے اظہار بھی کرتے ہیں، جب کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مدمقابل صفین وجمل میں دوسری جانب بھی جلیل القدر اصحاب کی کافی تعداد موجود تھی۔ جبکہ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے بارے میں یزید بن معاویہؒ کے خلاف ''خروج'' کے لفظ کو استعمال کرنے کو بھی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی جناب میں سوءِ ادب گردانتے ہیں۔

حال ہی میں ایسے ہی دورخی حضرات کی جانب سے ''مجلّہ صفدر'' میں ایک مضمون شائع ہوا جس میں اسی پرانی شراب کو نئے پیمانوں میں ڈال کر پیش کیا گیا۔ اس مضمون کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بروقت اور مفصل و مدلل جائزہ ہمارے نہایت فاضل دوست جناب حافظ عبید اللہ حفظہ اللہ نے اٹھارہ جامع اقساط کی صورت پر کیا جو کہ وقتاً فوقتاً فیس بک پر ان کی وال سے نشر ہوتے رہے۔ یہ مضامین اپنے سنجیدہ اسلوب اور علمی مبحث کے ضمن میں اس لائق تھے کہ مناسب سمجھا گیا کہ ان اقساط کو کتابی شکل میں منتقل کر کے پی ڈی ایف کی صورت میں عام قارئین جو کہ فیس بک سے مستفید نہیں ہو پاتے، ان تک بھی پہنچایا جائے۔

اسی سلسلے میں ہم نے حافظ عبید اللہ حفظہ اللہ سے اس مضمون کو حارث پبلی کیشنز کی طرف سے بصورت پی ڈی ایف مناسب فارمیٹنگ اور تراکیب کے ساتھ شائع کرنے کی اجازت چاہی جو کہ آپ نے بخوشی اس احقر کو دے دی۔

حافظ عبید اللہ حفظہ اللہ مشہور حنفی عالم مولانا ابو ریحان عبد الغفور سیالکوٹی مرحوم کے صاحبزادے ہیں۔ آپ نے سن ۱۹۸۹ء میں وفاق المدارس العربیۃ پاکستان سے درسِ نظامی کی تکمیل کی اور ساتھ ہی پنجاب یونیورسٹی سے گریجویشن کیا۔ کچھ عرصے اسلام آباد جامعہ فریدیہ میں تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے اور پھر معاش کے سلسلے میں ابوظہبی متحدہ عرب امارات منتقل ہو گئے جہاں سترہ سال تک آپ بطور ہیومن ریسورس کوآرڈینیٹر مختلف حکومتی اداروں میں کام کرتے رہے۔ آپ کی اب تک تین عدد علمی و قیع کتب شائع ہو کر علمی حلقوں سے داد و تحسین حاصل کر چکی ہیں جن میں مطالعہ قادیانیت، روایات نزول عیسیٰ ابن مریم اور منکرینِ حدیث کے اعتراضات کا علمی و تحقیقی جائزہ اور تعارف حضرت مہدی علیہ الرضوان اور مرزا قادیانی کے دعوائے مہدیت کی حقیقت شامل ہیں۔ تاریخ آپ کا خاص میدان ہے اور یہ حقیقت ہے کہ آپ اس سلسلے میں اب استناد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے متعلق نہایت نپی تلی اور محتاط گفتگو کرنے کے قائل ہیں اور اسی ضمن میں آپ کے اکثر مضامین فیس بک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پرنشر ہوتے رہتے ہیں۔

حارث پبلی کیشنز کے لئے یہ اعزاز کی بات ہے کہ آپ کی تحقیق ادارے سے شائع ہوکر قارئین کے ہاتھوں تک پہنچ رہی ہے۔

اس کتاب کی اشاعت کے سلسلے میں سب سے اول اس اللہ عز وجل کے حضور شکرگزار ہوں کہ اس مالک نے اس احقر کو اس قابل بنایا کہ وہ یہ کام کر سکے۔ اگر اس کی مدد شاملِ حال نہ ہوتو کوئی کام ممکن نہیں۔ اسی کے کرم سے یہ کام ہوسکا ہے اور اس کام کی ہر اچھائی صرف اسی ذاتِ باری تعالیٰ کے سبب سے ہے۔

اس مالکِ کُل کے شکریہ کے بعد اپنے عزیز دوست محترم راشد جمال، محمد صہیب نذیر اور بلال احمد راؤ حفظہم اللہ کا شکریہ ادا کروں گا کہ ان کے تعاون کے بغیر یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچنا ناممکن تھا۔ ان کی ہمت اور ساتھ رہا کہ یہ کام ہوسکا۔ اللہ اس دوستی اور ساتھ کو ہمیشہ بنائے رکھے۔

ساتھ ہم محترم جناب حافظ عمران حفظہ اللہ کے نہایت ممنون ہیں کہ انہوں نے نہایت دقتِ نظری سے ان اقساط کی فارمیٹنگ کر کے نہایت کم وقت میں جدید کمپیوٹرائزڈ کمپوزنگ کے قالب میں ڈھالا۔ اس کے لئے ہم ان کے بے حد شکرگزار ہیں۔

کسی بھی کام میں کمال صرف اس ذاتِ بے ہمتا کو ہی سزاوار ہے، مخلوق کا کام تو غلطیوں سے پُر ہوتا ہے۔ پھر بھی اپنے تئیں پوری کوشش کی ہے کہ اس کتاب میں کوئی غلطی کوئی کمی نہ رہ جائے، تاہم اس کے باوجود اگر کوئی کمی یا غلطی رہ جائے تو قارئین سے التماس ہے کہ اس بابت مطلع فرمائیں، ان شاء اللہ ایجابی طریق سے آئی ہر تنقید کو سر آنکھوں پر رکھا جائے گا۔

محمد فہد حارث ۱۲ نومبر ۲۰۱۹ء

دبئی متحدہ عرب امارات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عرض حال

کچھ لوگوں کا محبوب مشغلہ بلکہ زندگی کا نصب العین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان آج سے چودہ صدیاں پہلے ہونے والے مشاجرات پر لکھنا لکھانا ہے، اور نہ صرف لکھنا لکھانا ہے بلکہ صحابہ کرام کے ان مشاجرات کے فیصلے چکانا اور ان کے درمیان محاکمہ کرنا بھی ہے، اور پھر اس پر ظلم یہ کہ ان لوگوں کی یہ ضد بھی ہے کہ ہمارا یہ طرز عمل ہی مسلک اہل سنت ہے اور جو کوئی بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ان مشاجرات میں سکوت، توقف اور کف لسان کی نصیحت کرے وہ مسلک اہل سنت کے خلاف بات کرتا ہے۔

ان لوگوں کا ایک اور مشغلہ ان کے ساتھ علمی و تحقیقی اختلاف کرنے والے ہر شخص کو ناصبی خارجی اور یزیدی جیسے القاب سے یاد کرنا ہے، ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ یہ لوگ اپنے آپ کو مسلک اہل سنت سے وابستہ بتاتے ہیں بلکہ بلا شرکت غیرے اپنے آپ کو سنیت کا ٹھیکیدار سمجھتے ہیں، لیکن کچھ عرصہ بعد ایک لمبا چوڑا مضمون مشاجرات صحابہ پر گھسیٹ ڈالتے ہیں اور پھر یہ فیصلے بھی صادر کرتے ہیں کہ صحابہ کرام کا فلاں گروہ غلطی پر تھا اور فلاں حق پر......کوئی ان سے پوچھے کہ کیا آپ سے قیامت کے دن یہ سوال ہوگا کہ بتاؤ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کون حق پر تھا اور غلطی پر؟ جبکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ﴿وَكُلًّا وَعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى﴾ فرما کر سب سے اچھائی کا وعدہ فرما دیا ہوا ہے اور اللہ علیم و خبیر کے علم میں تھا کہ ان کے درمیان کیا کیا مشاجرات ہونے ہیں، اس لیے ہمارا ماننا ہے کہ آخرت میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم باہم شیر و شکر ہوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گے اور ﴿وَ نَزَعۡنَا مَا فِیۡ صُدُوۡرِہِمۡ مِّنۡ غِلٍّ اِخۡوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیۡنَ ﴿۴۷﴾﴾① کے مطابق بھائی بھائی ہوں گے......

پھر آخر ایسی کیا مجبوری ہے کہ ہم اپنی زندگی کا مقصد مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے موضوع پر طویل مضامین لکھنے کو بنا لیں؟ وہ بھی کسی رافضی یا دشمن صحابہ کے اعتراض کے جواب میں نہیں کہ وہاں ہمیں مجبوراً جواب دینا پڑتا ہے، بلکہ ان لوگوں کے جواب میں جو یہ کہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان جو کچھ ہوا اس بارے میں سکوت وتوقف اور کف لسان ہی سب سے بہتر ہے اور خوامخواہ عدالت لگا کر فیصلے صادر کرنے میں ذلت اقدام کا قوی اندیشہ ہے۔

اسی سلسلے میں مجلہ صفدر نامی ایک ماہنامہ بھی خاصی شہرت رکھتا ہے اور گاہے بگاہے اس موضوع پر مضامین شائع کرتا رہتا ہے، میرا یہ زیر نظر تبصرہ اسی ماہنامے کے ایک مضمون پر ہے۔

یہ تبصرہ ۱۸ اقساط کی صورت میں افادہ عام کے لیے سوشل میڈیا پر شائع کیا گیا کیونکہ جدید ٹیکنالوجی کے اس دور میں سوشل میڈیا کی افادیت سے انکار ممکن نہیں (اگرچہ اس کے غلط استعمال کی وجہ سے نقصانات بھی بہت ہیں)، آج کل لوگ چھپی ہوئی کتابیں پڑھنے کے بجائے سکرین پر e-book پڑھنے کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں۔

نوٹ: مجھے کوئی محقق یا علامہ ہونے کا دعوی نہیں ہے بلکہ ایک طالب علم ہوں، اس لیے میرے اس مضمون میں اگر کوئی اہل علم میری کسی غلطی پر مطلع ہوں تو ضرور میری اصلاح فرما دیں۔

حافظ عبید اللہ

① الحجر: ۴۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(قسط ا) مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور سلف کا موقف

میرے سامنے اس وقت صفدر نام کے ایک مجلہ کا اگست/ستمبر ۲۰۱۹ کا شمارہ ہے، اور اس کا پہلا مضمون ہے مسائل ثلاثہ اور مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم (اسی مضمون پر ہمارا یہ تبصرہ ہوگا) لیکن اس سے پہلے یہ بتانا ضروری ہے کہ اس ماہنامے کا تعلق ایک ایسے گروہ سے ہے جس کے نزدیک ہر وہ آدمی جو اس کے مخصوص نظریات اور اس کے خود ساختہ نعروں سے اختلاف کرے وہ ''ناصبی'' ''خارجی'' اور ''یزیدی'' کہلاتا ہے، اس مخصوص گروہ کا مقصد حیات مشاجرات صحابہ (رضی اللہ عنہم) کے بارے میں عدالتیں لگا کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فیصلے چکانے کے سوا اور کچھ نہیں، جیسے اہل سنت والجماعت کا اہم ترین عقیدہ اور کام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان ہونے والے اختلافات ومشاجرات میں حق وناحق کا فیصلہ کرنا ہی ہو۔

قارئین محترم! سب سے پہلے واشگاف الفاظ میں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں اہل سنت کا قوی ترین، محتاط ترین اور اولیٰ ترین مسلک ''توقف اور سکوت'' ہے، یعنی اس بارے میں بجائے عدالتیں لگانے کے سکوت اختیار کیا جائے اور ان کا معاملہ اللہ پر چھوڑ دیا جائے، کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تاریخی شخصیات نہیں بلکہ قرآنی شخصیات ہیں، اور اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا کہ ﴿وَكُلًّا وَعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى﴾ ''اللہ نے سب سے اچھائی کا وعدہ کر رکھا ہے''، وہ احکم الحاکمین کے پاس جا چکے، ہم سے ہرگز یہ سوال نہ ہوگا کہ بتاؤ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کون حق پر تھا اور کون باطل پر، اکابر اہل سنت کے چند حوالے ملاحظہ ہوں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام احمد بن حنبل (رحمہ اللہ) سے سوال کیا گیا کہ:

یا ابا عبداللہ ما تقول فیما کان من علي ومعاویة رحمهما اللہ؟ فقال ابو عبداللہ: ما أقول فیها الا الحسنی رحمهم اللہ أجمعین۔ ①

اے ابو عبداللہ (امام احمد بن حنبل کی کنیت ہے) جو کچھ حضرت علی رضی اللہ عنہ ومعاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ہوا آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا:

میں اس بارے میں سوائے اچھی بات کے کچھ نہیں کہتا، اللہ کی ان دونوں پر رحمت ہو"۔

اس روایت کے نیچے کتاب کے محقق ڈاکٹر عطیہ زہرانی لکھتے ہیں:

"اسنادہ صحیح"، وهذا هو مذهب السلف واحسان القول فیهم والسكوت عما شجر بينهم"۔ "اس روایت کی سند صحیح ہے، سلف کا یہی مذہب ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں اچھی بات کی جائے اور جو کچھ ان کے درمیان ہوا اس بارے سکوت اختیار کیا جائے"۔

امام ابو عبداللہ محمد بن احمد القرطبی (رحمہ اللہ) لکھتے ہیں:

"لا یجوز ان ینسب الی أحد من الصحابة خطأ مقطوع به، اذ کانوا کلهم اجتهدوا فیما فعلوه، وارادو اللہ عز وجل، وهم کلهم لنا ائمة، وقد تعبّدنا بالكف عما شجر بينهم، وألا نذكرهم الا بأحسن الذكر... الخ"۔

کسی صحابی کی طرف قطعی طور پر غلطی کی نسبت کرنا جائز نہیں کیونکہ ان سب نے جو کیا وہ اس میں مجتہد تھے اور ان کا ارادہ اللہ کی رضا تھی، وہ سب

① السنة لابی بکر الخلال، الجزء الثانی، ص ۴۶۰، روایت نمبر ۷۱۳، طبع دار الرایة، الریاض۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمارے امام ہیں، اور ہمیں چاہیے کہ جو کچھ ان کے درمیان ہوا، اس (کو بیان کرنے) سے رک جائیں اور ان سب کا ذکر اچھے طریقے سے کریں۔

پھر اگلے صفحے پر حضرت حسن بصری (رحمہ اللہ) کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ آپ سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان ہونے والی لڑائیوں کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

قتالٌ شهده اصحاب محمد ﷺ وغِبنا، وعلِموا وجهِلنا، واجتمعوا فاتبعنا، واختلفوا فوقفنا"۔①

اس لڑائی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے اور ہم نہیں تھے، اُن کا جن باتوں میں اختلاف ہوا وہ اُن کا خوب علم رکھتے تھے جبکہ ہم ان باتوں سے جاہل ہیں، جن باتوں پر ان کا اتفاق ہوا ہم ان کی پیروی کرتے ہیں، اور جن باتوں میں ان کا اختلاف ہوا ہم وہاں توقف کرتے ہیں''۔

امام حافظ ابوالقاسم اسماعیل بن محمد الاصبہانی رحمہ اللہ (م ۵۳۵ھ) لکھتے ہیں:

ومن السنة السكوت عما شجر بين اصحاب رسول الله ﷺ ونشر فضائلهم والاقتداء بهم... الخ"②

سنت (کا مقتضی) یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے مابین جو اختلافات ہوئے ان کے بارے میں خاموشی اختیار کی جائے، ان کے فضائل بیان کئے جائیں اور ان کی اقتداء کی جائے۔

اسی کتاب میں دوسری جگہ یوں رقمطراز ہیں:

---

① الجامع لأحكام القرآن، ج ۱۹، ص ۳۸۳، ۳۸۲، مؤسسة الرسالة.

② الحجة فی بیان المحجة وشرح عقیدة اهل السنة، ج ۱/ص ۲۳۶، دار الرایه، سعودیه.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"وما جرىٰ بين علي ومعاوية فقال السلف: من السنة السُّكوتُ عمّا شَجر بين اصحاب النبي ﷺ "①

حضرت علی اور حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہما) کے مابین جو اختلافات ہوئے، اس سلسلے میں سلف کا موقف یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین اختلافات میں خاموشی اختیار کرنا سنت (کا مقتضیٰ) ہے۔

امام ابوالحسن علی بن اسماعیل الاشعری رحمہ اللہ (م ۳۲۴ھ) اہل سنت کے عقائد کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:②

"ونتولّٰی سائر اصحاب رسول الله ﷺ ونكفّ عمّا شَجر بينهم"

ہم رسول اللہ ﷺ کے تمام صحابہ سے محبت کرتے ہیں اور ان کے مابین جو اختلافات ہوئے ان (کے بیان کرنے) سے رُک جاتے ہیں (کف لسان کرتے ہیں)۔

امام موفق الدین عبداللہ بن احمد بن قدامۃ المقدسی الحنبلی رحمہ اللہ (م ۶۲۰ھ) لکھتے ہیں:

"ومن السنة تولي اصحاب رسول الله ﷺ ومحبتهم، وذكر محاسنهم، والترحم عليهم، والاستغفار لهم، والكف عن ذكر مساوئهم وماشجر بينهم... الخ"③

''سنت (کا مقتضیٰ) ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ سے دوستی اور محبت رکھی جائے اور ان کی خوبیوں کا ذکر کیا جائے، ان کے لئے رحمت کی دعا کی جائے

---

① الحجة فی بیان المحجة وشرح عقیدة اهل السنة، ج ۲/ص ۵۲۶۔
② الابانة عن اصول الدیانة، ص ۱۱، دار ابن زیدون، بیروت۔
③ لُمعة الاعتقاد، ص ۴۰، المکتب الاسلامی بیروت۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور ان کے لئے مغفرت مانگی جائے، اور ان کے عیوب اور جو کچھ اختلافات ان کے مابین ہوئے ان کو بیان کرنے سے اپنے آپ کو روکا جائے''۔

یہ بطورِ نمونہ چند حوالے ذکر کئے گئے ہیں جن سے معلوم ہوا کہ مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں اہل سنت کا ''حقیقی مسلکِ اعتدال'' توقف و امساک اور سکوت ہے، نہ یہ کہ اپنی اپنی عدالتیں لگا کر اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کٹہرے میں کھڑا کر کے فیصلے صادر کرتے رہیں کہ ان کے اجتہادی اختلافات و مشاجرات میں فلاں قطعی طور پر مخطی تھا اور فلاں مصیب، اور جو اُس زمانے میں موجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اکثریت اور سلف صالحین کی اتباع میں توقف و امساک کو ''احوط و اسلم واقویٰ'' بتائے، اُس پر خارجی و ناصبی و یزیدی جیسی پھبتی اڑائی جائے۔

حتیٰ کہ مجلہ صفدر کی انتظامیہ کے مقتدا حضرت قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ نے بھی اصولی طور پر اس بات سے اتفاق کیا تھا (اگرچہ ان کی بعض عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس اصول پر کاربند نہیں رہے تھے)، چنانچہ لکھتے ہیں:

''احتیاط اسی میں ہے کہ مشاجراتِ صحابہ کا ذکر ہی نہ کیا جائے لیکن اگر کسی ضرورت کے تحت کرنا پڑے تو طرزِ بیان ایسا ہو جس سے کسی صحابی کی تنقیص و توہین لازم نہ آئے''۔①

ایک اور جگہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب (رحمہ اللہ) کے حوالہ سے امام قرطبی (رحمہ اللہ) کی عبارت پر تبصرہ نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''حضرت مفتی صاحب (رحمہ اللہ) کے مندرجہ تبصرہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلم اور بہتر تو یہی ہے کہ مشاجراتِ صحابہ کے بارے میں سکوت کیا جائے......

① خارجی فتنہ طبع اول، ص ۳۰۳، ۳۰۴/ج ا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الخ‘‘①۔

لیکن صد افسوس کہ یہ گروہ جسے ہم جدید سبائی گروہ اس لیے کہتے ہیں کہ دن رات ان کا مشغلہ بھی صحابہ کرام کے مشاجرات اور زمانہ خیر القرون میں ہونے والی شخصیات کے بارے میں لوگوں کے دلوں میں بدگمانیاں پیدا کرنا ہی ہے (جس پر ہم آگے تفصیل سے بات کریں گے) اور یہی کام آج سے چودہ سو سال پہلے عبداللہ بن سبا اور اس کا گروہ کیا کرتے تھے۔

①خارجی فتنہ طبع اول، ص ۳۱۵/ج ۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(قسط ۲) مدیر مجلّہ صفدر کا فرضی یزیدی گروہ اور اس کے انکار

قارئین محترم! ''مجلہ صفدر'' نامی ماہنامے (ماہ اگست/ستمبر ۲۰۱۹) کے مدیر نے اپنی اسی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے ایک بار پھر مسئلہ خلافت راشدہ، مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور فسق یزید کے بارے میں قلم اٹھایا ہے، مضمون کا عنوان ہے:

''مسائل ثلاثہ اور حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم''۔

صاحب مضمون نے بزعم خود اپنی طرف سے ایک فرضی ''یزیدی گروہ'' ایجاد کیا ہے، اور پھر اپنی طرف سے اس فرضی یزیدی گروہ کے نظریات گنوائے ہیں، اور یہ دعوی کیا ہے کہ ان کا یہ (فرضی) یزیدی گروہ اہل حق کی مشہور علمی شخصیات کو بے جا طور پر اپنا ہم نوا ثابت کرنے کی روش اپنائے ہوئے ہے، صاحب مضمون کے بقول وہ اپنے اس مضمون میں اس (فرضی) یزیدی گروہ کے مخصوص افکار اور مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم کی ان سے براءت ثابت کر رہے ہیں اور پھر مضمون کی ابتداء میں بطور تمہید صاحب مضمون نے اپنے خیال کے مطابق یزیدی گروہ اور اہل السنۃ والجماعت کے مابین تین بنیادی اختلافات کو واضح کیا ہے۔

کتنی عجیب بات ہے کہ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب حفظہ اللہ، زندہ سلامت موجود ہیں، اگر ان کی طرف کسی نے کوئی غلط بات منسوب کی ہے یا کسی گروہ نے (صاحب مضمون کے دعوی کے مطابق) کسی قسم کے غلط افکار و نظریات کی ان کی طرف نسبت کی ہے تو سب سے آسان اور مختصر حل یہ تھا کہ حضرت مفتی صاحب سے ہی مراجعت کر لی جاتی، یا خود حضرت کی کتب میں دیکھ لیا جاتا کہ انہوں نے ان مسائل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے بارے میں کیا لکھا ہے، لیکن چونکہ ناقدین صحابہ کا یہ گروہ، جسے ''جدید سبائی ٹولہ'' کہنا بے جا نہ ہوگا خود عجیب وغریب تاویلات کے ذریعے اپنے مخصوص نظریات کو دوسروں کے سر تھوپنے کی کوشش کرتا رہتا ہے اور الزام دوسروں کو دیتا ہے اس لئے اس مضمون میں بھی یہی طریقہ اختیار کیا گیا ہے (اس پر ہم آگے بات کریں گے)۔

پہلے ہم ان تین بنیادی اختلافات پر بات کریں گے جو اپنے آپ کو سنیت کا ٹھیکیدار سمجھنے والے صاحب مضمون نے اپنے اور اپنے خیالی یزیدی گروہ کے درمیان بتائے ہیں، (واضح رہے کہ فرقوں پر لکھی گئی کتب میں ہمیں کوئی فرقہ یزیدی نام کا نہیں ملا، اور صاحب مضمون کا اصطلاحی یزیدی فرقہ وہ ہے جو کسی بھی مسئلہ پر ان کے مخصوص نظریات کے ساتھ اختلاف کرے)، چنانچہ صاحب مضمون نے اپنے آپ کو اہل سنت کی طرف منسوب کرتے ہوئے، اپنے اور اس خیالی یزیدی گروہ کے درمیان بنیادی طور پر تین اختلافات بتائے ہیں جن کا خلاصہ آئندہ سطور میں بیان کیا جائے گا، اس کے بعد نمبروار ان پر ہم اپنا تبصرہ کریں گے۔ واللہ ولی التوفیق۔

مدیر مجلہ اور ان کے فرضی یزیدی گروہ کے درمیان اختلاف نمبر 1:

صاحب مضمون کے مطابق پہلا اختلاف یہ ہے کہ:

اکابر اہل سنت کے نزدیک قرآن پاک کی موعودہ خلافت علی منہاج النبوۃ کے مصداق صرف خلفاء اربعہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم ہیں جنہیں خلفاء راشدین اور ان کی خلافت کو اصطلاح میں خلافت راشدہ کہا جاتا ہے (یہاں صاحب مضمون نے حاشیہ میں لکھا ہے کہ: مشہور سنی نعرہ خلافت راشدہ حق چار یار میں بھی اسی طرف اشارہ ہے کہ قرآن پاک کی موعودہ خلافت راشدہ کے مصداق باتفاق اہل السنۃ والجماعۃ خلفاء اربعہ ہیں اور یہ انہی کا حق ہے۔ ناقل) جبکہ امام حسن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہ ، سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت خلافت راشدہ مطلقہ ہے جسے خلافت عادلہ کہا جاتا ہے، جبکہ یزیدی گروہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے علاوہ باقی خلفاء صحابہ رضی اللہ عنہم کی خلافت کو قرآن پاک کی موعودہ خلافت کا مصداق قرار دیتا ہے۔

نوٹ: صاحب مضمون نے صرف حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ لفظ امام لکھا ہے، باقی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ تک کسی کے ساتھ لفظ امام نہیں لکھا، نہ ہی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ لکھا ہے جو قابل غور بات ہے، اگر تو یہ لفظ امام صرف مقتدی اور پیشوا کے معنی میں لکھا گیا ہے تو کیا صاحب مضمون کے نزدیک دوسرے حضرات امام نہیں؟، کہیں یہ شیعیت کا اثر تو نہیں؟ (اس پر بات ہم آگے دارالعلوم دیوبند کا ایک فتویٰ پیش کریں گے)۔

مدیر مجلہ اور ان کے فرضی یزیدی گروہ کے درمیان اختلاف نمبر 2:

صاحب مضمون نے دوسرا اختلاف یوں بیان کیا ہے کہ:

اکابر اہل سنت کے نزدیک مشاجرات صحابہ میں سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اُن کے رفقاء حق پر اور باقی حضرات خطا اجتہادی پر تھے، اور خطا اجتہادی بھی موجب اجر وثواب ہے، اس لئے کسی ایک جانب کے صحابہ کو ناحق، باطل یا حقیقی باغی یا گناہ گار ٹھہرانا قطعاً ناجائز اور حرام ہے (قارئین: صاحب مضمون کا یہ فتویٰ ذہن میں رکھیں، ہم بتائیں گے کہ اس فتوے کی رو سے یہ ناجائز اور حرام کام کس کس نے کیا۔ ناقل) دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح ان تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی عادل و برحق اور قطعی و یقینی جنتی اور ہر قسم کی تنقید سے بالاتر ماننا ضروری ہے، اور ان کے آپس کے اختلافات کو اجتہادی اختلاف تسلیم کرنا لازمی ہے اور جن سے اجتہادی خطا ہوئی ان کی خطا کو خطا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محض کہنا نا جائز ہے (ہم آگے یہ بتائیں گے کہ یہ نا جائز کام کس کس نے کیا ہے۔ ناقل)

جبکہ یزیدی گروہ کے نزدیک ان مشاجرات میں جو حضرات سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مخالفین تھے خصوصاً سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، ان کی طرف خطا اجتہادی کی نسبت کرنا گستاخی ہے اور اس بنا پر یہ طبقہ چودہ سو سالہ امت کو گستاخ معاویہ قرار دینے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔

نوٹ: قارئین محترم! مضمون کے اس اقتباس کو آپ دو تین بار غور سے پڑھ لیں، خاص طور پر ان الفاظ کو اچھی طرح ذہن نشین فرما لیں۔ ''حق'' ''خطا اجتہادی'' ''ناحق'' ''باطل'' ''حقیقی باغی'' ''گناہ گار'' ''عادل'' ''برحق'' ہر قسم کی تنقید سے بالاتر ''خطا محض'' وغیرہ۔

مدیر مجلہ اور ان کے فرضی یزیدی گروہ کے درمیان اختلاف نمبر ۳:

صاحب مضمون نے تیسرا بنیادی اختلاف کچھ یوں ذکر کیا ہے:

اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا ''یزید'' بالاتفاق فاسق (گناہ گار مسلمان) تھا اور واقعہ حرہ، حرمت بیت اللہ کی پامالی اور اختیار کے باوجود قاتلان سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے سربراہ کو سزا نہ دینے کا جرم دار تھا لیکن اس کے ان کرتوتوں میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا کوئی دخل اور قصور نہ تھا کیونکہ یہ واقعات تو ان کے دنیا سے جانے کے بعد پیش آئے، نیز یزید کی عملی خرابیوں کا ان کو علم بھی نہیں تھا (جو صاحب مضمون کو چودہ سو سال بعد ہو گیا۔ ناقل) لہٰذا سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی عظمت اور صحابیت کی آڑ میں فسق یزید سے انکار یا فسق یزید کی آڑ میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ادنی بے ادبی دونوں گمراہی ہیں۔

جبکہ یزیدی گروہ یزید کو ''خلیفہ عادل'' اور ''امیر المؤمنین سیدنا یزید رحمہ اللہ''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تسلیم کرتا ہے اور اس کی طرف فسق کی نسبت کو درست نہیں سمجھتا۔

قارئین محترم! یہ ہیں وہ تین بنیادی اختلافات جو صاحب مضمون (جو اپنے آپ کو اہل سنت کی طرف منسوب کرتے ہیں) اور ان کے خیالی یزیدی گروہ کے درمیان پائے جاتے ہیں۔

آئندہ اقساط میں ہم ترتیب کے ساتھ ان پر بات کریں گے، اور بتائیں گے کہ صاحب مضمون کے ان دعووں اور فتووں کی زد میں کون کون بزرگ اہل سنت سے نکل کر یزیدی گروہ میں شامل ہوتے ہیں تاکہ اکابر اہل سنت کی رٹ لگانے والوں کو کھل کر یہ فیصلہ کرنے میں آسانی ہو کہ ان کے خیالی یزیدی گروہ کے اہم ارکان کون کون ہوئے ہیں......

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قسط ۳ خلافت راشدہ اور خلافت موعودہ

اس قسط کی ابتداء ہم اکابر اہل سنت کے چند مزید فرمودات سے کرتے ہیں،
امام احمد بن حنبل (رحمہ اللہ) نے اہل سنت والجماعۃ کی صفات بیان کرتے ہوئے بہت سی چیزیں ذکر فرمائیں جن کے ضمن میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں اعتقاد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''وترحّم على جميع أصحاب محمد صغيرهم وكبيرهم وحدث بفضائلهم وأمسك عما شجر بينهم''

''حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ پر رحمت بھیجو، وہ چھوٹے ہوں یا بڑے، اور ان کے فضائل بیان کرو، اور جو کچھ ان کے درمیان مشاجرات ہوئے ان کو بیان کرنے سے رک جاؤ (جسے دوسرے لفظوں میں توقف اور سکوت اختیار کرنا کہتے ہیں۔ ناقل)''

اور پھر آخر میں فرماتے ہیں کہ:

"هذا ما اجتمع عليه السلف من العلماء في الآفاق"①

''یہ وہ باتیں ہیں جن پر تمام آفاق میں علماء سلف کا اتفاق ہے''۔

اسی طرح حافظ ابن تیمیہ (رحمہ اللہ) لکھتے ہیں کہ:

"وكذلك نؤمن بالامساك عما شجر بينهم"②

① مناقب الامام احمد بن حنبل لابن الجوزي، بتحقيق الدكتور عبدالله التركي، صفحه ۲۲۲ تا ۲۲۴۔

② مجموع فتاوى ابن تيمية، جلد ۳ صفحه ۴۰۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اسی طرح ہم ایمان رکھتے ہیں کہ صحابہ کے مشاجرات میں امساک اختیار کیا جائے)''۔

معلوم ہوا کہ اہل سنت کے علماء کا مسلک مشاجرات صحابہ کے بارے میں امساک اور توقف کا ہے، نہ یہ کہ ضد کرکے لوگوں کو مجبور کیا جائے کہ وہ ضرور صحابہ کے ایک گروہ کو حق پر اور دوسرے کو باطل پر (جسے ہمارے کرم فرما اجتہادی خطا کے لفظ سے تعبیر کرکے کہتے ہیں کہ اس پر بھی ایک اجر ملتا ہے، جبکہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ حق کا مقابل باطل یا ناحق ہوتا ہے نہ کہ اجتہادی خطا یا صرف خطا، اس پر ہم مزید کلام آگے کریں گے ان شاء اللہ۔ ناقل)

اب ہم آتے ہیں مجلہ صفدر کے مدیر کے مضمون کی طرف، جیسا کہ اوپر بیان ہوا، مدیر موصوف نے بزعم خود اہل سنت اور (ان کے فرضی) یزیدی گروہ کے درمیان تین بنیادی اختلاف بتائے ہیں، ان میں سے سب سے پہلا اختلاف یہ بیان کیا ہے کہ:

اکابر اہل سنت کے نزدیک قرآن پاک کی موعودہ خلافت علی منہاج النبوۃ کے مصداق صرف خلفاء اربعہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم ہیں جنہیں خلفاء راشدین اور ان کی خلافت کو اصطلاح میں خلافت راشدہ کہا جاتا ہے (یہاں صاحب مضمون نے حاشیہ میں لکھا ہے کہ: مشہور سنی نعرہ خلافت راشدہ حق چار یار میں بھی اسی طرف اشارہ ہے کہ قرآن پاک کی موعودہ خلافت راشدہ کے مصداق باتفاق ''اہل السنۃ والجماعۃ'' خلفاء اربعہ ہیں اور یہ انہی کا حق ہے۔ ناقل) جبکہ امام حسن رضی اللہ عنہ، سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت خلافت راشدہ مطلقہ ہے جسے خلافت عادلہ کہا جاتا ہے۔

جبکہ یزیدی گروہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے علاوہ باقی خلفاء صحابہ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلافت کو قرآن پاک کی ''موعودہ خلافت'' کا مصداق قرار دیتا ہے۔

مدیر مجلہ صفدر کی بیان کردہ خلافت کی اقسام:

یہاں صاحب مضمون نے ''خلافت'' کی مختلف اقسام کا نام لیا ہے:

نمبر ا: ''قرآن پاک کی موعودہ خلافت''

نمبر ۲: ''خلافت علی منہاج النبوۃ''

نمبر ۳: ''اصطلاحی خلافت راشدہ''

نمبر ۴: ''خلافت راشدہ مطلقہ''

نمبر ۵: ''خلافت عادلہ''

صاحب مضمون کا دعوی ہے کہ ان پانچ قسم کی خلافتوں میں سے پہلی تین (قرآن پاک کی موعودہ اور خلافت علی منہاج النبوۃ اور اصطلاحی خلافت راشدہ) تو صرف پہلے چار خلفاء (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تا حضرت علی رضی اللہ عنہ) کے ساتھ خاص ہیں، مطلب یہ کہ ان چار کے علاوہ قیامت تک کسی بھی خلافت کو قرآن کی ''موعودہ خلافت'' یا ''خلافت علی منہاج النبوۃ'' یا ''اصطلاحی خلافت راشدہ'' نہیں کہا جا سکتا۔

البتہ نمبر ۴ اور ۵ قسم کی خلافت (خلافت راشدہ مطلقہ اور خلافت عادلہ) خلفاء اربعہ کے بعد والی خلافتوں کو بھی کہا جا سکتا ہے، اور صاحب مضمون نے اپنی اس بات کو اہل سنت کا مسلک بتایا ہے، اور یہ باور کروانے کی کوشش کی ہے کہ جو اس بات سے اختلاف کرے وہ یزیدی تو ہو سکتا ہے لیکن اہل سنت نہیں کیونکہ موصوف نے یہ بات بزعم خود ''اہل سنت'' اور (اپنے فرضی) یزیدی گروہ کے درمیان فرق بیان کرتے ہوئے ہی لکھی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمارا تبصرہ اور آیت استخلاف کی تفسیر:

مدیر مجلہ صفدر کا قرآن پاک کی موعودہ خلافت سے اشارہ غالباً آیت استخلاف (یعنی سورۃ النور کی آیت ۵۵:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ......﴾

کی طرف ہے، اور ان کا اصرار ہے کہ اس کا مصداق صرف خلفاء اربعہ ہیں، ان کے بعد کوئی بھی اس آیت کا مصداق نہیں قرار دیا جا سکتا، تو عرض ہے کہ ان کا جزم ویقین کے ساتھ یہ دعوی درست نہیں، کیونکہ یہ صرف ان مفسرین کی رائے ہے جنھوں نے منکم سے خطاب نزول آیت کے وقت موجود مومنین کے ساتھ خاص سمجھا ہے، جبکہ بہت سے دوسرے مفسرین نے اس آیت کریمہ میں خطاب صرف اس وقت موجود صحابہ کرام کے ساتھ خاص نہیں بلکہ پوری امت کے ساتھ بتایا ہے، امام ابن عطیہ اندلسی، حافظ ابن کثیر، امام قرطبی، علامہ آلوسی وغیرہم کی تفاسیر دیکھ لی جائیں۔

چنانچہ امام قرطبی نے اسی آیت کی تفسیر میں دونوں قول ذکر فرمانے کے بعد لکھا ہے:

"فصح أن الآية عامة لامة محمد ﷺ غير مخصوصة..." ①

''یعنی صحیح بات یہ ہے کہ یہ آیت حضرت محمد ﷺ کی ساری امت کے لئے عام ہے (کسی خاص طبقہ کے ساتھ خاص نہیں)۔''

اسی طرح علامہ آلوسی نے بھی امام ابو السعود کی تفسیر نقل کی ہے کہ آیت عام ہے، لکھتے ہیں:

"وان المراد بالذين آمنوا كل من اتصف بالايمان بعد الكفر على

① تفسیر قرطبی، جلد ۱۲ صفحہ ۲۹۹ دار الکتب المصریہ، قاھرہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الاطلاق من أي طائفة كان وفي أي وقت كان"

''یعنی اس آیت میں ﴿اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا"﴾ سے مراد مطلقاً ہر وہ فرد ہے جو کفر کے بعد ایمان لایا خواہ وہ کسی بھی گروہ سے ہو اور کسی بھی زمانہ میں ہو''۔

آگے علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

"وعن ابن عباس ومجاهد عامة في امة محمد ﷺ واطلقا الامة وهي تطلق على امة الاجابة وعلى امة الدعوة لكن الأغلب في الاستعمال الاطلاق الأول"①

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ اس آیت میں خطاب ساری امت محمدیہ سے ہے، ان دونوں نے مطلقاً امت کا لفظ بولا ہے جس سے مراد امت اجابت بھی ہوسکتی ہے اور امت دعوت بھی لیکن غالب طور پر جب صرف امت کا لفظ بولا جائے تو اس سے مراد امت اجابت ہوتی ہے''۔

نیز حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے بھی بیان القرآن میں اس آیت کے ترجمے میں اور پھر تشریح میں یہی لکھا ہے کہ یہ خطاب امت کو ہے۔

مولانا محمد جمال بلند شہری (استاذ دارالعوم دیوبند) نے تفسیر جلالین کی اردو شرح کمالین میں اسی آیت استخلاف کی تفسیر میں لکھا ہے کہ:

بعض حضرات نے اس وعدہ الٰہی کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا خلفاء راشدین رحمہ اللہ علیہم کے ساتھ خاص قرار دیا ہے لیکن اس تخصیص کی کوئی دلیل نہیں، الفاظ قرآنی عام ہیں، اور ایمان وعمل صالح کے ساتھ مشروط ہیں۔②

① تفسیر روح المعاني، جلد ۹ صفحه ۳۹۳ دار الكتب العلمية بيروت.

② کمالین، اردو شرح جلالین، جلد ۴ صفحہ ۴۳۶.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا آیت استخلاف میں کیے گئے وعدہ خلافت کا مصداق قطعی طور پر صرف چار کو قرار دینا صرف ایک تفسیر ہے، جبکہ دوسری تفاسیر اس کے برعکس ہیں ...... البتہ دونوں تفاسیر کی رو سے خلفاء اربعہ اس آیت کے مصداق میں ضرور داخل ہیں۔

بنا بریں مدیر ''مجلہ صفدر'' اور ان کے مخصوص گروہ نے اگر ایک تفسیر کو راجح سمجھا تو ان کو کوئی حق نہیں کہ وہ دوسری تفسیر کرنے والوں کو اہل سنت سے خارج کر کے اپنے فرضی ''یزیدی'' گروہ میں شامل کریں، ورنہ وہ بتائیں کہ کیا اوپر میں نے جو حوالے درج کیے ہیں کہ اس آیت میں خطاب ساری امت کو ہے کیا یہ لکھنے والے تمام لوگ اکابرین اہل سنت میں سے نہیں؟

الغرض! ''خلافت موعودہ'' کی اصطلاح بنا کر شد و مد کے ساتھ یہ دعویٰ کرنا کہ ''قرآن پاک کی موعودہ خلافت کا مصداق صرف خلفاء اربعہ ہی ہیں'' اور اسے ہی اہل سنت کا اتفاقی موقف بتانا سراسر ناانصافی اور خلاف حقیقت ہے...... مجھے یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ ناقدین صحابہ اس گروہ کو آخر کیوں یہ برداشت نہیں کہ کوئی خلفاء اربعہ (رضی اللہ عنہم) کے بعد بھی کسی کی خلافت کو ''قرآن کی موعودہ خلافت'' یا ''خلافت راشدہ'' کہے؟ کیا اس میں کسی صحابی کی تنقیص یا بے ادبی ہے؟، ایسے اختلافی مسائل کا حکم یہ ہے کہ اختیار تو انسان جس جانب کو چاہے کر سکتا ہے لیکن اس کی تائید و ترجیح میں ایسا طریقہ اختیار نہیں کر سکتا جس سے دوسری جانب کی بالکلیہ ایسی تردید و تغلیط ہو جاتی ہو کہ اس میں سرے سے جواز کی بھی کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔

بطور مثال میں یہاں مدیر مجلہ صفدر کے جد امجد قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کی ایک تحریر نقل کرتا ہوں جو میرے خیال میں ایسے ہی بے جا غلو کی ایک مثال ہے، اس تحریر میں حضرت قاضی مظہر حسین صاحب (رحمہ اللہ) اپنی اس رائے کے حق میں استدلال کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہے ہیں کہ خلافت راشدہ موعودہ صرف چار میں ہی منحصر ہے، اسی ضمن میں لکھتے ہیں:

اور چونکہ وعدہ خداوندی حکومت و خلافت کا مومنین و صالحین ہی کے لیے تھا اس لئے ثابت ہوا کہ ارادہ خداوندی میں یہی تھا کہ ان اصحاب اربعہ کو ہی منصب خلافت عطا کیا جائے گا، اس لیے ان چار یار کی خلافت راشدہ موعودہ کا کوئی مومن بالقرآن انکار نہیں کر سکتا، برعکس اس کے اگر ﴿مِنْكُمْ﴾ اور ﴿اَلَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ﴾ کو نظر انداز کر دیا جائے اور اس وعدہ خلافت کو عام رکھا جائے تو سب سے پہلے ان خلفاء کا مومنین صالحین ہونا ثابت کرنا پڑے گا، پھر اس کے بعد ان کو خلفاء راشدین تسلیم کیا جائے گا اور خلفاء اربعہ کے بعد تو کسی خلیفہ کے بارے میں یہ ثابت کرنا مشکل ہو جائے گا کہ وہ مومنین صالحین میں سے تھے۔①

قارئین محترم! حضرت قاضی صاحب (رحمہ اللہ) کی اس تحریر کو دوبارہ غور سے پڑھیں، وہ فرماتے ہیں کہ اگر آیت استخلاف میں کیے گئے وعدہ کو عام رکھا جائے تو پھر خلفاء اربعہ کے بعد ہر خلیفہ کے بارے میں پہلے یہ ثابت کرنا پڑے گا کہ وہ مومن اور صالح ہے، اس کے بعد جا کر اسے خلیفہ راشد کہنے کی باری آئے گی، نیز قاضی صاحب لکھتے ہیں کہ:

خلفاء اربعہ کے بعد تو کسی خلیفہ (بشمول حضرت معاویہ و حضرت حسن رضی اللہ عنہما۔ ناقل) کے بارے میں یہ ثابت کرنا مشکل ہو جائے گا کہ وہ مومنین صالحین میں سے تھے...... (اگر اس اردو عبارت کا یہ مفہوم میں غلط سمجھا ہوں تو

---

① موعودہ خلافت راشدہ اور حضرت معاویہ کے نادان حامی، غالی گروہ، صفحہ ۳۹ شائع کردہ تحریک خدام اہل سنت پاکستان۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میری اصلاح کر دی جائے ، قاضی صاحب نے یہ عبارت صاف اردو میں لکھی ہے جو آپ کے سامنے ہے)۔

یہ تو ہوئی ''قرآن پاک کی موعودہ خلافت'' کی بات ، اور میں نے اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کی بلکہ اکابرین اہل سنت کی ہی چند تفاسیر کے حوالے ہی پیش کئے ہیں کہ ان کے نزدیک ''آیت استخلاف'' میں خطاب کسی خاص طبقہ سے نہیں بلکہ تمام امت سے ہے ، مدیر ''مجلہ صفدر'' کے نزدیک اگر یہ تمام حضرات بھی ان کے فرضی ''یزیدی'' ہیں تو وہ اس کی وضاحت فرمادیں۔

اب ذرا دل تھام کے بیٹھیں ، اکابرین اہل سنت میں ایسے بھی ہیں جنہوں نے یہ لکھا ہے کہ

''آیت استخلاف میں مذکورہ تمام شرائط کا مجموعہ صرف خلفاء ثلاثہ کی خلافت میں ہی پایا گیا ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں یہ تمام شرائط نہیں پائی گئیں''۔

ملاحظہ ہو:

امام اہل سنت مولانا عبدالشکور لکھنوی (رحمہ اللہ) نے لکھا ہے کہ:

''(آیت استخلاف میں مذکور) تینوں نعمتوں کا مجموعہ (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کے زمانے میں نہیں پایا گیا ، سنی شیعہ دونوں کا اس پر اتفاق ہے''۔[1]

نیز لکھا:

''یہ بات باتفاق فریقین ثابت ہے کہ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کو ان تینوں نعمتوں کا مجموعہ نہیں ملا ، لہٰذا ان کی خلافت اس آیت (یعنی آیت

[1] تحفہ خلافت ، مجموعہ تفسیر آیات قرآنی ، صفحہ ۱۲۰ ، مطبوعہ تحریک خدام اہل سنت ، جہلم.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

استخلاف۔ ناقل) کی موعودہ خلافت ہرگز نہیں ہوسکتی نہ وہ خصوصیت کے ساتھ اس آیت کے موعود لہ کہے جا سکتے ہیں، پس قطعی طور پر یہ بات ثابت ہوگئی کہ سوا اس کے کوئی صورت نہیں کہ وقت نزول کے تمام مومنین صالحین سے یہ وعدہ متعلق مانا جائے اور حضرت خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی خلافت کو اس آیت کی موعودہ خلافت تسلیم کیا جائے''۔①②

تو کیا اسے بنیاد بنا کر یہ کہا جا سکتا ہے کہ چونکہ آیت استخلاف میں مذکور تین نعمتوں کا مجموعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں نہیں پایا گیا اس لیے آپ اس آیت کے مصداق نہیں ہو سکتے؟؟ یا مدیر ''مجلہ صفدر'' آئندہ شمارے میں حسب عادت مولانا لکھنوی رحمہ اللہ کے رد میں بھی مضمون نکالیں گے؟ اور انھیں بھی ''یزیدی گروہ'' میں شامل کریں گے؟

مزید یہ لیں، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (رحمہ اللہ) نے صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ:

تمکین دین اور تمکین فی الارض، حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کے زمانہ میں حاصل نہ ہوسکی۔③

تو کیا ان حضرات کی بات کو لے کر کوئی یہ دعوی کر دے کہ ''قرآن کی موعودہ خلافت کا مصداق صرف خلفاء ثلاثہ ہیں'' تو مدیر ''مجلہ صفدر'' کے نزدیک وہ اہل سنت ہوگا یا ''یزیدی؟''

① تحفہ خلافت، صفحہ ۱۲۴، مطبوعہ تحریک خدام اہل سنت جہلم۔
② نیز دیکھیں مناظرہ منٹگمری ۱۹۳۰ کی روداد، شائع شدہ ماہنامہ ''مناقب، بھکر'' بابت ماہ دسمبر ۱۹۹۱
③ دیکھیں: ازالۃ الخفاء مترجم اردو، ج ۲ ص ۲۷۵ قدیمی کتب خانہ کراچی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واضح رہے کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کو، خلافت راشدہ ہی مانتے ہیں، اور آیت استخلاف کے مصداق میں ہی شمار کرتے ہیں، یہ حوالے صرف مدیر ''مجلہ صفدر'' کے علم میں اضافے کے لیے پیش کیے ہیں تا کہ وہ کسی دوسرے پر پتھر پھینکنے سے پہلے اپنے گھر کی بھی خبر لے لیا کریں کہ کہیں ان کی سنگ باری سے وہ اکابر ہی نہ متأثر ہو جائیں جن کا نام لے لے کر وہ اپنا مشن جاری رکھے ہوئے ہیں۔

آئندہ قسط میں ہم مدیر مجلہ صفدر کی ''خلافت علی منہاج النبوۃ'' اور ''اصطلاحی خلافت راشدہ'' اور ''مطلق خلافت راشدہ'' اور ''خلافت عادلہ'' کا جائزہ لیں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(قسط ۴) حق چار یار کا نعرہ اور خلافت راشدہ موعودہ اور خلافت راشدہ مطلقہ

قارئین محترم! جیسا کہ گذشتہ قسط میں بیان ہوا کہ سورۃ النور کی آیت ۵۵ ﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ ......﴾ الآیۃ کی تفسیر میں (جسے ''آیت استخلاف'' بھی کہا جاتا ہے) مفسرین کے مختلف اقوال ہیں، اور اہل سنت کے بہت سے مفسرین نے اس آیت میں خطاب عام بتایا ہے قیامت تک ہونے والی ساری امت محمدیہ ﷺ کو بشرطیکہ وہ ''مؤمن اور عمل صالح کرنے والے ہوں''، لہٰذا مدیر ''مجلہ صفدر'' کا یہ دعوی سراسر باطل ہے کہ ''قرآن پاک کی موعودہ خلافت راشدہ کے مصداق باتفاق اہل السنۃ والجماعۃ خلفاء اربعہ ہیں'' کیونکہ جن اکابر اہل سنت کے نزدیک اس آیت میں وعدہ ساری امت سے ہوا تو پھر صرف خلفاء اربعہ کی خلافت کو موعودہ خلافت کہنے پر اہل سنت کا اتفاق کہاں ہوا؟

یہاں یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ ''موعودہ خلافت'' کا مطلب ہے ایسی خلافت جس کا وعدہ دیا گیا، اور پورے قرآن میں صراحت کے ساتھ ''وعدہ استخلاف'' صرف سورہ نور کی مندرجہ بالا آیت میں ہی ہے جس میں ﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ......﴾ کے الفاظ ہیں، بعض حضرات سورۃ الحج کی ایک آیت ۴۱ ......﴿اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ ......﴾ الآیۃ (جسے آیت تمکین کہا جاتا ہے) کو آیت استخلاف کے ساتھ ملا کر اپنا موقف ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ وعدہ استخلاف صرف ان سے تھا جو مہاجرین تھے اور جو آیت استخلاف کے نزول کے وقت ایمان لا چکے تھے، یہ ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرات کا اپنا استنباط ہے جو کسی اور کے لئے حجت نہیں، کیونکہ یہ دونوں آیات الگ الگ سورتوں کی ہیں، آیت تمکین میں ''وعدہ استخلاف'' کا ذکر نہیں بلکہ صرف یہ بیان ہوا ہے کہ اگر ہم ان مہاجرین کو یا ان میں سے کسی کو تمکین فی الارض عطا کریں تو وہ اللہ کے احکام کو نافذ کریں گے، جبکہ آیت استخلاف میں ''وعدہ'' کا ذکر ہے کہ ''اللہ نے مومنین صالحین سے وعدہ کیا ہے کہ انھیں بھی اسی طرح زمین کی خلافت عطا کرے گا جیسے ان سے پہلے (بنی اسرائیل) کو عطا کی گئی ......الخ''

مدیر ''مجلہ صفدر'' نے اپنے نظریہ کے مطابق ''قرآن کی موعودہ خلافت'' کا ذکر کر کے حاشیے میں یہ بھی لکھا ہے کہ:

> ''مشہور سنی نعرہ ''خلافت راشدہ حق چار یار'' میں بھی اسی طرف اشارہ ہے کہ قرآن پاک کی موعودہ خلافت راشدہ کے مصداق باتفاق اہل السنۃ والجماعۃ خلفاء اربعہ ہیں اور یہ انہی کا حق ہے''۔

یہ بھی سراسر دور از کار تاویل ہے، پہلی بات یہ کہ یہ نعرہ ہمیں قرون مشہود لہا بالخیر میں کہیں نہیں ملتا بلکہ یہ ایجاد ہی صدیوں بعد کے دور کی ہے، سلف صالحین میں کسی سے ثابت نہیں کہ انہوں نے کہیں (عربی و فارسی کا مجموعہ) یہ نعرہ لگایا ہو کہ ''خلافت راشدہ'' اور اس کے جواب میں لوگوں نے کہا ہو ''حق چار یار''۔

دوسری بات یہ کہ آپ کو یہ وضاحت کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی کہ ''ہماری مراد اس خلافت راشدہ سے قرآن پاک کی موعودہ خلافت علی منہاج النبوۃ ہے؟'' کیا آپ یہ نہیں کر سکتے تھے کہ نعرہ ہی یوں بناتے ''خلافت موعودہ علی منہاج النبوۃ......حق چار یار؟'' تاکہ بار بار اس وضاحت کی ضرورت ہی نہ پڑتی؟ جبکہ آپ خود لکھتے ہیں کہ:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''امام حسن رضی اللہ عنہ، سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت خلافت راشدہ مطلقہ ہے''۔

تو جب کوئی صرف ''خلافت راشدہ'' کا نعرہ لگائے گا تو سامنے والے کو کیسے معلوم ہوگا کہ یہ ''خلافت راشدہ مطلقہ'' والا نعرہ ہے یا ''قرآن کی موعودہ علی منہاج النبوۃ خلافت کا؟''

یہاں تک ہم نے مدیر ''مجلہ صفدر'' کے نظریہ کے مطابق ''خلافت موعودہ'' پر بات کی ہے، اب ہم آتے ہیں ''خلافت علی منہاج النبوۃ'' کی طرف، تو جہاں تک قرآن کریم کی بات ہے تو اس میں کہیں بھی ''خلافت علی منہاج النبوۃ'' کا ذکر نہیں، بلکہ آیت ''استخلاف'' میں بھی صرف استخلاف کا بیان ہے، اس کے ساتھ نہ ''راشدہ'' کی قید ہے اور نہ ہی ''علی منہاج النبوۃ'' کی، غالباً یہ اصطلاح اس حدیث سے لی گئی ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ ''خلافت تیس سال رہے گی'' جسے ''حدیث سفینہ رضی اللہ عنہ'' کہا جاتا ہے، ہم سردست اس پر مفصل بات نہیں کرنا چاہتے، صرف اتنا اشارہ کر دیتے ہیں کہ اس حدیث پر بھی بہت سے اکابر اہل سنت نے کلام کیا ہے، بعض نے تو صاف لکھا ہے کہ ''یہ صحیح نہیں''، یہ بھی یاد رہے کہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے مروی اس بارے میں تمام روایات کا مدار ''سعید بن جمہان'' نامی راوی پر ہے، اس راوی پر بھی کلام کیا گیا ہے، امام ابو حاتم رازی سے تو صراحت کے ساتھ منقول ہے کہ "شیخ یکتب حدیثه و لا یحتج به" ''کہ اس کی حدیث لکھ تو لی جائے لیکن یہ قابل حجت نہیں، یعنی اگر یہ منفرد ہو تو حجت نہیں، اور اس روایت میں یہ منفرد ہے''①

پھر اسی روایت کے کئی کتابوں میں الفاظ بھی مختلف ہیں، مسند البزار وغیرہ میں

① دیکھیں: الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم، ج ۴ ص ۱۰، دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو الفاظ ہیں ان سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ خلافت صرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک ہی رہے گی، اس کے بعد نہیں①۔

پھر طرفہ تماشہ یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد تیس سالوں میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کے چھ ماہ بھی آتے ہیں، لیکن ہمارے کرم فرما ان کی خلافت کو بھی ''خلافت علی منہاج النبوۃ'' میں داخل نہیں کرتے۔

اس کے ساتھ اگر ان احادیث کو بھی ملایا جائے جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان مذکور ہے کہ

> ''بارہ خلفاء ایسے ہوں گے جن کی خلافت میں اسلام مضبوط اور غالب رہے گا اور وہ سب قریش میں سے ہوں گے (خلاصہ)''

اور ایک حدیث میں تو یہ بیان ہے کہ

> ''میرے بعد کوئی نبی نہیں، البتہ خلیفے ہوں گے اور کثیر تعداد میں ہوں گے (یہ احادیث صحت کے اعتبار سے حدیث سفینہ سے زیادہ اعلیٰ ہیں)''

تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ خلافت صرف تیس سال تک منحصر نہیں...... شاید شارحین نے حدیث سفینہ اور ان دوسری احادیث میں تطبیق دینے کی غرض سے یہ لکھ دیا کہ حدیث سفینہ میں جس خلافت کا ذکر ہے وہ ''خلافت علی منہاج النبوۃ'' ہے اور دوسری احادیث میں ''مطلق خلافت'' کا بیان ہے، جسے مدیر ''مجلہ صفدر'' اہل سنت کا اتفاقی عقیدہ سمجھ بیٹھے...... لیکن بارہ خلفاء والی حدیث میں تو صراحت ہے کہ ان خلیفوں کی خلافت میں دین اسلام غالب اور مضبوط ہوگا یعنی اس کا بول بالا ہوگا، تو ''خلافت علی منہاج النبوۃ'' اس کے علاوہ اور کیا چیز ہے؟ ''منہاج النبوۃ'' یہی تو ہے کہ دین

① دیکھیں: مسند البزار: حدیث نمبر ۳۸۲۹ اور السنۃ لابن ابی عاصم: حدیث نمبر: 1157.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلام غالب رہے، اس لئے قیامت تک جو اسلامی خلافت بھی ایسی ہو جس میں دین غالب اور مضبوط ہو اور اسلام کا بول بالا ہو وہ ''علی منہاج النبوۃ'' ہی سمجھی جائے گی۔

علاوہ ازیں مسند احمد کی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ''کٹکھنی بادشاہت'' اور ''جبری بادشاہت'' کے بعد پھر ''خلافت علی منہاج النبوۃ'' قائم ہونے کا ذکر ہے ① اور یہ ''خلافت علی منہاج النبوۃ'' یقیناً خلفاء اربعہ کے دور کے بعد کسی اور دور والی ہے، لہٰذا یہ دعوی بھی محل نظر ہے کہ ''خلافت علی منہاج النبوۃ صرف خلفاء اربعہ میں ہی منحصر ہے''، اس دعوے سے اختلاف کی قوی دلائل کی بنیاد پر گنجائش موجود ہے۔

اور جیسا کہ اوپر بیان ہوا، اگر حدیث سفینہ کی بنیاد پر بھی ''خلافت موعودہ اور خلافت علی منہاج النبوۃ'' کو تیس سال میں بند کرنا ہے تو پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت تو ہر حال میں اس میں آتی ہے، تو ''خلافت راشدہ......حق پنج یار'' کا نعرہ درست ہوگا (بشرطیکہ واقعی اس خلافت راشدہ سے مراد علی منہاج النبوۃ والی خلافت ہے تو)

اس کے بعد مدیر ''مجلہ صفدر'' نے لکھا ہے کہ:

> امام حسن رضی اللہ عنہ، سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت ''خلافت راشدہ مطلقہ'' ہے جسے ''خلافت عادلہ'' کہا جاتا ہے۔

گویا کہ وہ یہاں اقرار کر رہے ہیں کہ ''خلافت راشدہ مطلقہ'' کی بنیاد پر حضرت حسن، حضرت معاویہ اور حضرت ابن زبیر (رضی اللہ عنہم) کو ''خلفاء راشدین'' کہا جا سکتا ہے، نیز ان کی ''خلافت عادلہ'' ہی تھی، لیکن ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ ''خلافت عادلہ'' اور ''خلافت راشدہ مطلقہ'' کیوں خلافت ''علی منہاج النبوۃ'' نہیں؟ جو

---

① دیکھیں: مسند احمد طبع الرسالۃ: حدیث نمبر: ۱۸۴۰۶.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلافت عادلہ ہوگی وہی تو راشدہ ہے، اور جو خلافت راشدہ و عادلہ ہے وہی تو علی منہاج النبوۃ ہے۔

پھر ہم یہاں مدیر ''مجلہ صفدر'' کو بتانا چاہتے ہیں کہ آپ نے تو ''اکابر اہل سنت'' کا یہ مسلک لکھا ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ، سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت ''خلافت راشدہ مطلقہ'' ہے جسے ''خلافت عادلہ'' کہا جاتا ہے، آپ یہ بتائیں کہ ان اکابر اہل سنت کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جو ان حضرات کو ''خلیفہ راشد'' (خلافت راشدہ مطلقہ کے معنی میں) اور ''خلیفہ عادل'' تو دور کی بات، سرے سے ''خلیفہ'' کہنا بھی درست نہیں سمجھتے؟ وہ بھی اہل سنت کے مسلک پر ہیں یا نہیں؟، بطور مثال چند حوالوں پر نظر کرم فرمالیں۔

میرے سامنے اس وقت مولانا نانوتوی (رحمہ اللہ) کی کتاب ہدیۃ الشیعہ مطبوعہ نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ، اردو بازار لاہور ہے، اس میں مولانا نانوتوی (رحمہ اللہ) آیت استخلاف پر بحث کرتے ہوئے ایک جگہ لکھتے ہیں:

> ''باقی رہے امیر معاویہ، ہر چند اِن کو بظاہر تمکین میسر آئی لیکن حقیقت میں وہ تمکین دین نہ تھی، تمکین ملک وسلطنت تھی چنانچہ واقفان فن سیر پر پوشیدہ نہیں کہ خلفاء اربعہ کے اطوار و انداز اور امیر معاویہ کے اطوار و انداز میں زمین وآسمان کا فرق تھا، اُن کی گزران فقیرانہ وزاہدانہ تھی اور امیر معاویہ کا طور ملوک سا تھا اس لیے اہل سنت ان کو باوجودیکہ صحابی سمجھتے ہیں، خلفاء میں نہیں گنتے، ملوک میں شمار کرتے ہیں، لیکن ملوک ملوک میں بھی فرق ہے، ایک نوشیروان تھا، ایک چنگیز خان ......''[1]

[1] ہدیۃ الشیعہ، صفحہ ۶۷۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

یاد رہے کہ اس سے کچھ سطریں پہلے اسی صفحے پر مولانا نانوتوی (رحمہ اللہ) حضرت حسن بن علی (رضی اللہ عنہما) کے بارے میں لکھ چکے ہیں کہ:

''ہر چند حضرت سبط اکبر امام ہمام، امام حسن رضی اللہ عنہ خلفاء راشدین میں معدود ہیں مگر ان کو جو خلافت پہنچی وہ اس وعدہ (یعنی آیت استخلاف میں کیا گیا وعدہ۔ ناقل) کے سبب نہیں پہنچی'' (صفحہ مذکورہ)

حضرت نانوتوی کی اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ:

وہ اگرچہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو آیت استخلاف کا مصداق نہیں سمجھتے لیکن اس کے باوجود انہیں ''خلفاء راشدین'' میں شمار کرتے ہیں، اگرچہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو تمکین حاصل نہ ہوئی (خود یہیں مولانا نانوتوی نے ہی لکھا ہے کہ: ''ان کی خلافت کو تمکین اور جماؤ لازم نہ ہوا'')۔

لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں وہ لکھتے ہیں کہ

''اہل سنت انھیں (خلفاء راشدین تو درکنار) صرف خلفاء میں بھی نہیں گنتے، بلکہ ملوک میں شمار کرتے ہیں''۔

یعنی حضرت حسن (رضی اللہ عنہ) باوجودیکہ آیت استخلاف کا مصداق نہیں ہو سکتے، اور ان کی ششماہی خلافت پر اس وقت کے مسلمانوں کا اتفاق بھی نہ ہو سکا، انھیں بقول مولانا نانوتوی ''تمکین'' بھی حاصل نہ ہوئی لیکن پھر بھی وہ ''خلفاء راشدین'' میں شمار ہوتے ہیں، لیکن حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) جن کی خلافت پر آخرکار تمام مسلمانوں کا اتفاق ہو گیا اور انھیں تمکین بھی حاصل ہو گئی انھیں مولانا نانوتوی کے نزدیک ''صرف خلیفہ'' بھی نہیں کہا جا سکتا۔

پھر حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو جو تمکین حاصل ہوئی، اس کے بارے میں مولانا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نانوتوی نے لکھا ہے کہ:

''وہ دین کی تمکین نہ تھی (دین کی تمکین کا مطلب ہے دین کا مضبوط ہونا اور نظامِ حکومت کا دین کے مطابق چلنا۔ ناقل) بلکہ جو تمکین انھیں حاصل ہوئی وہ دنیا یعنی حکومت وسلطنت کی تمکین تھی''۔

تو کیا فرماتے ہیں مدیر ''مجلہ صفدر؟'' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ''خلفاء'' میں شمار کرنا اہل سنت کا مسلک ہے یا انھیں ''خلفاء'' میں شمار نہ کرنا اہل سنت کا مسلک ہے؟؟ یاد رہے! یہاں یہ تاویل ممکن نہیں کہ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ نے جو یہ لکھا ہے کہ ''حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا شمار خلفاء میں نہیں ہوتا''۔ اس سے مراد ''قرآن کے موعودہ خلفاء راشدین ہیں''، کیونکہ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ یہیں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو ''خلفاء راشدین'' میں شمار کر رہے ہیں اور ساتھ یہ بھی وضاحت کر رہے ہیں کہ ''ان کی خلافت قرآن کی موعودہ خلافت نہیں''۔

بینوا توجروا: کیا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو سنیوں میں کوئی ایک بھی خلیفہ راشد نہیں سمجھتا؟

مولانا نانوتوی (رحمہ اللہ) کی ایک اور کتاب ''اجوبہ اربعین'' طبع مکتبہ ہاشمی میرٹھ انڈیا، میرے سامنے ہے، اس میں ایک جگہ مولانا لکھتے ہیں:

''اور یہ سچ ہے کہ سنی اصحاب اربعہ یعنی چار یار کو بترتیب معلوم جانشین حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتے ہیں اور خلیفہ راشد اعتقاد کرتے ہیں، پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور یزید پلید اور عبدالملک وغیرہ کو سنیوں میں کوئی ایک بھی خلیفہ راشد نہیں سمجھتا......

آگے لکھتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

......اجی صاحب! اہل سنت ان لوگوں کو بادشاہ سمجھتے ہیں، خلیفہ راشد نہیں سمجھتے، اگر کسی نے ان کو خلیفہ لکھ دیا تو اس سے خلیفہ راشد مراد نہیں......

آگے لکھتے ہیں:

......بالجملہ اہل سنت خلیفہ سبھی کو کہہ دیا کرتے ہیں، اس لفظ میں کچھ بزرگی نہیں اس کے معنی فقط جانشین ہیں......

ہاں لفظ راشد بزرگی پر دلالت کرتا ہے اس صورت میں خلیفہ کی دو قسمیں ہوں گی ایک تو خلیفہ راشد، یہ تو چار یار اور پانچویں چھ مہینے کے لیے حضرت امام حسن (رضی اللہ عنہ) ہو گئے تھے، دوسرا خلیفہ غیر راشد، اور خلیفہ غیر راشد کو بادشاہ اور ملک بھی سنیوں کی اصطلاح میں کہتے ہیں، یزید اور عبدالملک وغیرہ سب اسی قسم کے ہیں، ہاں عمر بن عبدالعزیز البتہ مروانیوں میں خلیفہ راشد ہوئے ہیں''۔①

اس عبارت میں مولانا نانوتوی نے پہلے تو یہ کہا کہ سنی صرف چار اصحاب کو خلیفہ راشد سمجھتے ہیں، اور حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ)، یزید اور عبدالملک وغیرہ کو سنیوں میں کوئی بھی خلیفہ راشد نہیں سمجھتا......

پھر مولانا نانوتوی نے خلیفہ کی دو قسمیں کیں، ایک خلیفہ راشد اور ایک خلیفہ غیر راشد، اور یہاں حضرت حسن (رضی اللہ عنہ) اور حضرت عمر بن عبدالعزیز (رحمہ اللہ) کو بھی خلفاء راشدین میں شمار کر دیا، اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ لفظ راشد بزرگی پر دلالت کرتا ہے، اور ساتھ ہی حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں صراحت کے ساتھ لکھا کہ وہ خلیفہ ''راشد'' نہیں......

① ملخصاً: اجوبہ اربعین، صفحات ۴ تا ۶، حصہ دوم، مطبع ہاشمی، میرٹھ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اب سوال ہوتا ہے کہ اگر خلیفہ راشد صرف چار یار ہی ہیں تو پھر حضرت حسن (رضی اللہ عنہ) اور حضرت عمر بن عبدالعزیز (رحمہ اللہ) کو مولانا نے کس طرح خلفاء راشدین میں شمار کر دیا؟ کیا یہ دونوں آیت استخلاف کا مصداق ہیں؟ اور اگر یہ دونوں آیت استخلاف کا مصداق نہیں (جسے خلافت موعودہ کے لفظ سے بھی یاد کیا جاتا ہے) تو اگر اس کے باوجود ان دونوں کو خلیفہ راشد کہا جا سکتا ہے تو حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو کیوں نہیں کہا جا سکتا کہ مولانا انھیں صرف ''خلیفہ'' کہنے پر بھی تیار نہیں؟؟ جبکہ مدیر ''مجلہ صفدر'' اس کے برعکس حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کو ''خلافت راشدہ مطلقہ'' اور ''خلافت عادلہ'' تسلیم کر رہے ہیں۔

مدیر ''مجلہ صفدر'' اس پر روشنی ڈالیں گے کہ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی بات مسلک اہل سنت ہے یا مدیر ''مجلہ صفدر'' کی یہ بات مسلک اہل سنت کی ترجمان ہے کہ:

''امام حسن رضی اللہ عنہ، سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت ''خلافت راشدہ مطلقہ'' ہے جسے ''خلافت عادلہ'' کہا جاتا ہے''۔

تاکہ ہم ان کے فرضی ''یزیدی گروہ'' کے نظریات پر بات کرنے سے پہلے درست مسلک اہل سنت کی نشاندھی کر لیں کہ وہ کیا ہے؟

نوٹ: قارئین محترم! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور حدیث ہے جس میں آپ نے فرمایا کہ:

''میری امت کے سب سے بہتر لوگ میرے زمانہ والے ہیں (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم۔ ناقل)، پھر وہ لوگ جن کا زمانہ اس سے ملا ہے، پھر ان لوگوں کا جو اس سے ملے ہیں (او کما قال علیہ السلام)''۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا زمانہ اس امت کے بہترین زمانوں میں سے ہے، اور حضرات خلفاء اربعہ وحضرت حسن وحضرت معاویہ (رضی اللہ عنہم) ان سب کے دور اِسی بہترین زمانے کا حصہ ہیں، پھر نہ جانے یہ بات کیسے درست مانی جائے کہ ''حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں دین کو تمکین حاصل نہ تھی''؟؟ جبکہ وہ زمانہ بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کا ہی شمار ہوتا ہے اور امت کے سب سے بہترین لوگوں کا زمانہ ہے۔

نیز نبی کریم ﷺ کی وہ حدیث بھی مختلف الفاظ کے ساتھ مروی ہے (جس کی طرف پہلے اشارہ ہوا) جس میں آپ ﷺ نے اپنی امت میں قریش میں سے ''بارہ'' ایسے ''خلیفوں'' کی خبر دی ہے جن کے دور میں دین اسلام غالب اور مضبوط رہے گا، ظاہر ہے ان میں ''آٹھ'' خلیفے، خلفاء اربعہ کے علاوہ ہی ہیں ...... اور جن شارحین نے بھی یہ بارہ خلیفہ گنوائے ہیں انہوں نے ان میں حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو بھی شمار کیا ہے ...... یوں حدیث نبوی کی رو سے حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) ان بارہ خلفاء میں شمار ہوتے ہیں جن کے دور میں دین اسلام غالب اور مضبوط رہا...... اور یہی تمکین دین ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قسط ۵ خلیفہ راشد کی شرائط اور معیار

قارئین محترم! مذکورہ بالا تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ:

۱۔ قرآن کریم میں ہرگز ایسی کوئی آیت نہیں جس میں ہو کہ ''صرف چار کے لیے خلافت کا وعدہ ہے'' نیز قرآن کریم میں ''خلافت راشدہ'' کے الفاظ نہیں۔

۲۔ اگر مدیر ''مجلہ صفدر'' کا اشارہ ''آیت استخلاف'' کی طرف ہے تو اس میں بھی چار کی تحدید پر اصرار اور ضد درست نہیں، بہت سے مفسرین نے آیت استخلاف کا خطاب عام امت کے لیے لیا ہے، (جن میں سے کچھ کا ذکر پیچھے ہوا)، یعنی امت کے جن افراد میں بھی آیت استخلاف میں بیان کردہ شرط ''ایمان اور عمل صالح'' پائی جائے، اور انھیں **استخلاف فی الارض، تمکین دین اور أمن بعد الخوف** (تینوں کا مجموعہ) عطا ہو تو وہ اس آیت کے وعدے میں داخل ہیں، ہاں یہ وعدہ سب سے پہلے خلفاء اربعہ (رضی اللہ عنہم) کی صورت میں ظہور پذیر آیا، وہ سب سے پہلے اس میں داخل ہیں (اگرچہ بعض اکابر نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں آیت استخلاف میں مذکورہ تین چیزوں کا مجموعہ نہیں پایا گیا، مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمہ اللہ نے تفسیر آیت استخلاف میں اس بات کا دو تین بار ذکر کیا ہے جس کا حوالہ ہم پہلے نقل کر چکے ہیں) لیکن ہم حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کو بھی اس وعدے میں شامل ہی سمجھتے ہیں۔

۳۔ لہٰذا مدیر ''مجلہ صفدر'' کا یہ لکھنا کہ ''آیت استخلاف کے وعدے کا مصداق صرف چار ہی ہیں'' یہ ان کا موقف ہے، جبکہ ان سے پہلے کے بہت سے مفسرین نے اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وعدے کو چار کے ساتھ خاص نہیں کیا، دونوں طرف اہل سنت ہیں، جو جس موقف کو لے لے، لیکن دوسری طرف پر ''یزیدی گروہ'' جیسے آوازے کسنا درست نہیں۔

۴۔ ''خلافت راشدہ'' کے جواب میں ''حق چار'' کہنا، اس سے عوام الناس کو یہی سمجھ آتی ہے کہ ''صرف چار یار کی خلافت ہی راشدہ ہے، ان کے علاوہ کسی کی بھی خلافت راشدہ نہیں''، اگر اس نعرے سے یہ مفہوم نہ سمجھ آرہا ہوتا تو پھر یہ تاویل کرنے کی کیا ضرورت پیش آئی کہ ''اس سے مراد قرآن کی موعودہ خلافت ہے؟؟'' جبکہ یہ تاویل بھی خود محل نظر ہے، یہ صرف اس تفسیر کے مطابق صحیح ہے جس میں اس آیت کا خطاب آیت استخلاف کے نزول کے وقت موجود مومنین و صالحین کو بتایا گیا ہے، لیکن جن مفسرین نے یہ خطاب عام امت کے لیے لیا ہے اس کی رو سے یہ بات بھی درست نہیں کہ قرآن کے موعودہ خلفاء صرف چار ہیں۔

۵۔ یہ خلافت راشدہ حق چار کا نعرہ یا اصطلاح قرن اول میں ہمیں کہیں نظر نہیں آتی، اگر یہ نعرہ دور صحابہ میں ہوتا تو پھر کیا وجہ تھی کہ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کی خلافت پر اس وقت کے صحابہ کا اتفاق نہ ہو سکا اور ایک کثیر جماعت صحابہ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کی بیعت سے الگ رہی؟

اب ہم آتے ہیں ''اصطلاحی خلافت راشدہ'' اور ''مطلق خلافت راشدہ'' اور ''خلافت عادلہ'' کی اصطلاحات کی طرف جن کا ذکر مدیر مجلہ صفدر نے اپنے مضمون میں کیا ہے۔

سب سے پہلی بات یہ دیکھنی ہے کہ ''اصطلاحی خلافت راشدہ'' کیا چیز ہوتی ہے؟ ''خلافت راشدہ'' کا لفظ نہ ہی آیت تمکین میں ہے اور نہ ہی آیت استخلاف میں، پھر خلافت راشدہ کو ''اصطلاحی ولغوی'' میں تقسیم کرنا کس بنیاد پر ہے؟ اگر خلافت کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قسمیں کرنی ہی تھیں تو ''خلافت موعودہ وغیر موعودہ'' یا ''خلافت علی منہاج النبوۃ'' وغیرہ پر ہی اکتفا کیا جاتا۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے کسی شخص کے مستحق خلافت ہونے کی دس شرطیں گنوائی ہیں، اور پھر لکھا ہے کہ:

> ''الحاصل جب یہ شرطیں کسی شخص میں پائی جائیں تو وہ مستحق خلافت سمجھا جائے گا، اور اگر اس کو (اہل حل وعقد) خلیفہ بنائیں اور اس کے ہاتھ پر بیعت کریں تو وہ خلیفہ راشد ہوگا''۔①

ہمارے نزدیک شاہ صاحب نے یہ ''اصطلاحی خلافت راشدہ'' ہی کی تفصیل لکھی ہے۔

نوٹ: حضرت شاہ صاحب نے ان شرطوں میں یہ تو ذکر کیا ہے کہ: وہ مسلمان ہو، کافر نہ ہو، عاقل ہو، مجنون نہ ہو، بالغ ہو، نابالغ نہ ہو، مرد ہو، عورت نہ ہو، آزاد ہو، غلام نہ ہو، متکلم، سمیع وبصیر ہو، گونگا بہرہ اور اندھا نہ ہو، بہادر ہو، بزدل نہ ہو، عادل اور صاحب مروت ہو، یعنی کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرنے والا ہو، صغیرہ پر اصرار کرنے والا نہ ہو، مجتہد ہو (حضرت شاہ صاحب کے نزدیک صحابہ کے زمانے میں مجتہد ہونے کے لئے صرف علم قرآن اور حفظ حدیث کافی تھا)، اور پدری نسب سے قریشی ہو...... لیکن یہ شرط کہیں نہیں کہ ''وہ مہاجرین اولین یا سابقون اولون میں سے ہو''۔

لہٰذا کسی کے خلیفہ راشد ہونے یا نہ ہونے کا پہلے بھی یہی معیار اور قاعدہ تھا اور اب بھی یہی ہے، اور آئندہ بھی یہی رہے گا، اس کے علاوہ اور کوئی خاص قاعدہ قانون کسی کے خلیفہ راشد ہونے کے لیے سنی مسلک میں نہ پہلے کبھی ضروری قرار دیا گیا ہے اور نہ ہی آئندہ اسے ضروری قرار دیا جا سکتا ہے۔

---

① ازالۃ الخفاء مترجم، جلد ۱ صفحات ۱۸ تا ۲۳، نیز جلد ۲ صفحہ ۳۳۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح حضرت شاہ ولی اللہ (رحمہ اللہ) نے خلیفہ راشد کے فرائض بھی بیان کیے ہیں①، اور جو مسلمان حکمران خلیفہ راشد کے یہ فرائض بخوبی ادا کرے وہ ''خلیفہ راشد'' ہے جسے ''خلیفہ عادل'' بھی کہا جا سکتا ہے جیسا کہ مدیر ''مجلہ صفدر'' نے بھی تسلیم کیا ہے۔

لہٰذا مدیر ''مجلہ صفدر'' کا خلافت راشدہ کو ''اصطلاحی خلافت راشدہ'' اور ''مطلق خلافت راشدہ'' میں تقسیم کرنا ہماری سمجھ میں نہیں آیا، نیز جب انہوں نے خود حضرت حسن، حضرت معاویہ اور حضرت ابن زبیر (رضی اللہ عنہم) کی خلافت کو ''خلافت راشدہ مطلقہ'' اور ''خلافت عادلہ'' لکھ دیا اور مان لیا تو انہوں نے خود ہی اپنے ان بعض اکابرین اہل سنت کی بات سے اختلاف بھی کر لیا جنہوں نے لکھا ہے کہ ''حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو تو سرے سے خلیفہ ہی کہا نہیں جائے گا، بلکہ بادشاہ کہا جائے گا''...... اگر مدیر ''مجلہ صفدر'' کا اپنے ہی اکابر کی رائے سے یہ اختلاف ''یزیدیت'' نہیں تو پھر انہیں بھی اپنے اور اپنی جماعت سے تحقیقی اختلاف کرنے والوں پر فتویٰ بازی سے پرہیز کرنا چاہیے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''جبکہ یزیدی گروہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے علاوہ باقی خلفاء صحابہ کی خلافت کو قرآن پاک کی موعودہ خلافت کا مصداق قرار دیتا ہے''۔

ہم نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ مدیر ''مجلہ صفدر'' اور ان کے گروہ نے اپنی طرف سے ایک ''فرضی'' یزیدی فرقہ ایجاد کیا ہے اور پھر وہ اپنی مرضی سے اس کی طرف کچھ بھی منسوب کر کے اس پر لمبی لمبی داستانیں لکھتے رہتے ہیں، اور پھر ان داستانوں کو بعد میں کتابی شکل میں شائع بھی کرتے رہتے ہیں۔

---

① تفصیل کے لیے ازالۃ الخفاء مترجم، جلد ۱ صفحہ ۲۸ تا ۳۰ نیز جلد ۲ صفحہ ۳۳۰ دیکھے جا سکتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ یہاں بھی مدیر ''مجلہ صفدر'' نے (اپنے فرضی) ''یزیدی گروہ'' کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ ''وہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے سوا باقی خلفاء صحابہ کی خلافت کو قرآن پاک کی موعودہ خلافت کا مصداق قرار دیتے ہیں'' تو اس پر عرض ہے کہ:

ہمارا سوال ہے کہ مدیر ''مجلہ صفدر'' کا ان اکابر اہل سنت اور مفسرین کے بارے میں کیا خیال ہے جنہوں نے آیت استخلاف کا خطاب قیامت تک ہونے والی ساری امت کے لئے عام لکھا ہے؟ ان کی تفسیر کے مطابق تو صرف صحابہ خلفاء ہی نہیں بلکہ قیامت تک امت میں ہونے والا ہر وہ خلیفہ اسی آیت کا ''موعود'' ہوگا جس میں آیت مذکورہ میں بیان کردہ شرائط مکمل پائی جائیں، کیا مدیر ''مجلہ صفدر'' کے نزدیک وہ سب مفسرین بھی ''یزیدی گروہ'' کے افراد ہیں؟

دوسری بات آپ نعرہ لگاتے ہیں ''خلافت راشدہ ...... حق چار یار'' جس میں آپ حضرات مطلق ''خلافت راشدہ'' بولتے ہیں، لیکن جب آپ سے سوال کیا جاتا ہے تو اس وقت آپ ''خلافت موعودہ'' اور ''خلافت علی منہاج النبوۃ'' کے الفاظ سے تشریحات کرتے ہیں، اور دوسری طرف یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ''حضرت حسن، حضرت معاویہ اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہم کی خلافت بھی خلافت راشدہ (مطلقہ کی قید کے ساتھ) اور خلافت عادلہ ہی تھی'' ...... تو اگر یہی بات دوسرے کہیں کہ ''خلافت راشدہ صرف چار خلفاء میں بند نہیں بلکہ اس کے بعد بھی ہوسکتی ہے، اور خاص طور پر صحابہ خلفاء کی خلافت تو ہے ہی راشدہ'' تو آپ ان کو یزیدی کیوں کہتے ہیں؟؟ اصطلاح ''خلافت راشدہ و عادلہ'' کی ہے جو آپ بھی بولتے ہیں اور دوسرے بھی ...... آپ کو یہ چیستان بیان کرنے کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے کہ ''ہاں ہیں تو ان حضرات کی خلافت بھی خلافت راشدہ اور عادلہ، لیکن وہ اصطلاحی نہیں بلکہ مطلق راشدہ ہے''؟؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ یا تو اپنا نعرہ بدلیں اور کچھ یوں کریں ''اصطلاحی خلافت راشدہ'' یا یوں کریں ''قرآن کی موعودہ خلافت راشدہ''...... پھر بھی کچھ بات سمجھ میں آتی ہے......لیکن آپ نعرہ ''مطلق خلافت راشدہ'' کا لگائیں، اور پھر کوئی کہے کہ خلفاء اربعہ کے علاوہ بھی کچھ لوگوں کی خلافت راشدہ ہی تھی تو آپ کہیں کہ ''ہاں تھی تو وہ خلافت راشدہ اور عادلہ لیکن وہ مطلقہ تھی'' اس لیے تم ''یزیدی'' ہو...... یہ کیا منطق ہوئی؟

نوٹ: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت کیسے قائم ہوئی؟ کہاں کہاں قائم ہوئی؟ اس وقت کیا حالات تھے؟ وہ خلافت عامہ تھی یا نہیں؟ یہ ابھی ہمارا موضوع نہیں اس لیے اس پر ہم پھر کسی وقت بات کریں گے...... بہرحال ہم اتنا ضرور بیان کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک ہر صحابی ''راشد'' اور ''عادل'' ہے، اور اس میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بھی شامل ہیں، ہم ہرگز ان میں اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ''شرف صحابیت'' میں فرق نہیں کرتے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قسط ٦ مدیر مجلّہ صفدر اور ان کے فرضی یزیدی گروہ کے درمیان دوسرا اختلاف

مدیر ''مجلہ صفدر'' نے (بزعم خود) اہل سنت اور (اپنے فرضی) یزیدی گروہ کے درمیان دوسرا بنیادی اختلاف یوں بیان کیا ہے کہ:

''اکابر اہل سنت کے نزدیک مشاجرات صحابہ میں سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اُن کے رفقاء حق پر اور باقی حضرات خطا اجتہادی پر تھے، اور خطا اجتہادی بھی موجب اجر وثواب ہے، اس لئے کسی ایک جانب کے صحابہ کو ناحق، باطل یا حقیقی باغی یا گناہ گار ٹھہرانا قطعاً ناجائز اور حرام ہے، دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح ان تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی عادل و برحق اور قطعی و یقینی جنتی اور ہر قسم کی تنقید سے بالاتر ماننا ضروری ہے، اور ان کے آپس کے اختلافات کو ''اجتہادی اختلاف'' تسلیم کرنا لازمی ہے اور جن سے اجتہادی خطا ہوئی ان کی خطا کو ''خطا محض'' کہنا ناجائز ہے۔

جبکہ یزیدی گروہ کے نزدیک ان مشاجرات میں جو حضرات سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مخالفین تھے خصوصاً سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، ان کی طرف ''خطا اجتہادی'' کی نسبت کرنا گستاخی ہے اور اس بنا پر یہ طبقہ چودہ سو سالہ امت کو گستاخ معاویہ قرار دینے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔

دوسرے اختلاف پر ہمارا تبصرہ اور اقوال سلف صالحین:

قارئین محترم! مسلک اہل سنت اصول کا نام ہے، کسی بڑے یا چھوٹے سنی عالم کی ذاتی رائے، اس کی رائے تو ہوسکتی ہے لیکن اسے مسلک اہل سنت کا نام نہیں دیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جا سکتا، اور مشاجرات صحابہ کے بارے میں اہل سنت کا اصولی اور راجح مسلک یہی ہے کہ ''کف لسان''، ''توقف'' اور ''سکوت'' اختیار کیا جائے، جس پر کئی ائمہ اہل سنت کے حوالے ہم پہلے نقل کر آئے ہیں، چند مزید حوالے یہاں نقل کرتے ہیں:

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیۃ رحمہ اللہ ''العقیدۃ الواسطیۃ'' میں اہل سنت کے عقائد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''وَيُمْسِكُونَ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَ الصَّحَابَةِ''۔ ①

''اور وہ صحابہ کے مابین ہونے والے مشاجرات میں امساک اختیار کرتے ہیں''۔

معرف حنبلی امام ابوعبداللہ عبید اللہ ابن بطۃ العکبری (م ٣٨٧ ہجری) لکھتے ہیں:

''ومن بعد ذلك تكف عما شجر بين اصحاب رسول الله ﷺ فقد شهدوا المشاهد معه ، وسبقوا الناس بالفضل، فقد غفر الله لهم، وأمرك بالاستغفار لهم، والتقرب الى محبتهم ، وفرض ذلك على لسان نبيه ، وهو يعلم ما سيكون منهم وأنهم سيقتتلون ، وانما فُضلوا على سائر الخلق لأن الخطأ والعمد قد وُضع عنهم وكل ما شجر بينهم مغفور لهم، ولا ينظر في كتاب صفين والجمل، ووقعة الدار وسائر المنازعات التي جرت بينهم، ولا تكتبه لنفسك ولا لغيرك، ولا ترووه عن احد ولا تقرأه على غيرك، ولا تسمعه ممن يرويه، فعلى ذلك اتفق سادات علماء هذه الأمة من النهي عما وصفناه..''

① العقيدة الواسطية، بتحقيق علوي عبدالقادر السقاف، صفحه ١٢٩ ۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ: رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے مشاجرات (بیان کرنے) سے رک جاؤ، وہ کئی مواقع میں (رسول اللہ) کے ساتھ رہے، اور دوسرے لوگوں سے فضیلت میں بڑھ گئے، اللہ نے ان کی مغفرت فرمادی، اور تمہیں ان کے لیے استغفار اور ان سے محبت کا حکم دیا ہے، اور یہ اپنے نبی کی زبان سے لازم کیا ہے، حالانکہ اللہ خوب جانتا تھا کہ ان سے کیا صادر ہونے والا ہے اور وہ آپس میں قتال بھی کریں گے (اس کے باوجود) باقی تمام مخلوق پر انھیں فضیلت دی گئی، کیونکہ ان کی خطا اور عمد (سے صادر ہوئیں غلطیوں) سے درگزر کر دیا گیا، اور جو کچھ ان کے درمیان مشاجرات ہوئے ان میں وہ سب مغفور ہیں، اور (واقعہ) صفین وجمل اور ''واقعۃ الدار'' (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ) اور اسی طرح ان کے درمیان ہونے والے دیگر تنازعات بیان کرنے والی کتاب کو نہ دیکھا جائے، اور نہ ہی یہ سب اپنے لیے یا کسی اور کے لیے لکھو، اور نہ کسی سے اس بارے کوئی روایت کرو، اور نہ کسی کو پڑھ کر سناؤ، اور نہ یہ سب بیان کرنے والے کی بات سنو...... اس امت کے بڑے بڑے علماء کا اتفاق ہے، انہوں نے ان تمام باتوں سے منع فرمایا ہے جو ہم نے بیان کی ہیں''۔

نوٹ: اس کے بعد امام ابن بطہ رحمہ اللہ نے بہت سے علماء کے نام بھی ذکر کیے ہیں۔①

ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے ''جامع بیان العلم وفضلہ'' میں مکمل سند کے ساتھ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے یہ بات روایت کی ہے کہ:

① الشرح والابانة على اصول السنة والديانة، ص ٢٩٥، ٢٩٤، مطبعة العلوم والحكم.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''سُئِلَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ قِتَالِ أَهْلِ صِفِّينَ فَقَالَ: تِلْكَ دِمَاءٌ كَفَّ اللهُ عَنْهَا يَدِي لَا أُرِيدُ أَنْ أَلْطَخَ بِهَا لِسَانِي ①

خلاصہ: حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ سے جنگ صفین والوں کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''یہ وہ خون ہیں جن سے اللہ نے ہمارے ہاتھوں کو بچائے رکھا، تو میں ان کے بارے میں بات کر کے اپنی زبان کو کیوں اس میں ملوث کروں؟''

اور مشہور مفسر امام قرطبی رحمہ اللہ کا حوالہ پہلے نقل ہو چکا کہ:

''لا يجوز ان يُنسب الى أحد من الصحابة خطأ مقطوع به، اذ كانوا كلهم اجتهدوا فيما فعلوه، وارادوا الله عز وجل، وهم كلهم لنا ائمة، وقد تعبّدنا بالكف عما شجر بينهم، وألا نذكرهم الا بأحسن الذكر... الخ"۔

''کسی صحابی کی طرف قطعی طور پر غلطی کی نسبت کرنا جائز نہیں کیونکہ ان سب نے جو کیا وہ اس میں مجتہد تھے اور ان کا ارادہ اللہ کی رضا تھی، وہ سب ہمارے امام ہیں، اور ہمیں چاہیے کہ جو کچھ ان کے درمیان ہوا، اس (کو بیان کرنے) سے رک جائیں اور ان سب کا ذکر اچھے طریقے سے کریں''۔

پھر اگلے صفحے پر حضرت حسن بصری (رحمہ اللہ) کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ

''آپ سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان ہونے والی لڑائیوں کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

''قتالٌ شهده اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم وغبنا، وعلِموا وجهِلنا، واجتمعوا

① جامع بيان العلم وفضله، باسناد لا بأس به كما وضحه المحقق، صفحه ٩٣٤، دار ابن الجوزي.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فاتبعنا، واختلفوا فوقفنا"۔①

''اس لڑائی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے اور ہم نہیں تھے، اُن کا جن باتوں میں اختلاف ہوا وہ اُن کا خوب علم رکھتے تھے جبکہ ہم ان باتوں سے جاہل ہیں، جن باتوں پر ان کا اتفاق ہوا ہم ان کی پیروی کرتے ہیں، اور جن باتوں میں ان کا اختلاف ہوا ہم وہاں توقف کرتے ہیں''۔

مندرجہ بالا عبارات اور جو اس سے پہلے اس مضمون میں نقل کی گئیں یہ سب بھی اکابر اہل سنت کی ہی عبارات ہیں، ان تمام کا لب لباب یہ ہے کہ:

١۔ مشاجرات صحابہ میں اہل سنت کا راجح اور اصولی مسلک سکوت ''کف لسان'' اور ''توقف'' ہی ہے، چونکہ اللہ کے علم میں یہ سب پہلے سے تھا لیکن اس کے باوجود اللہ نے ان سب کے لیے اچھائی کا وعدہ فرمادیا تو اب ہمیں بھی چاہیے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر اچھے طریقے سے کریں اور ان سب کے لیے رحمت کی دعا کریں۔

٢۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اگر کوئی خطائیں ہوئیں تو ان سے اللہ نے پہلے ہی درگزر فرمادیا ہوا ہے، اب ہمیں ان کا ذکر کرنے یا ان کے بارے میں عدالت لگا کر ان کے فیصلے چکانے اور ان کی خطائیں بیان کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

٣۔ چونکہ مشاجرات صحابہ خالص ''اجتہادی اختلاف'' تھا، اور دونوں طرف ''مجتہدین صحابہ'' ہی تھے، اس لیے ہمارے لیے یہ جائز نہیں کہ ہم کسی بھی صحابی کی طرف قطعی اور یقینی طور پر غلطی کی نسبت کریں (کما قال القرطبی)

قارئین محترم! اصول فقہ کے طالب علم جانتے ہیں کہ فقہ کے بے شمار اجتہادی مسائل میں فقہاء کا اختلاف ہے، لیکن اس کے باوجود مثلاً حنفی فقہ کی کتب میں اگر کسی

① الجامع لأحکام القرآن، ج ١٩، ص ٣٨٣، ٣٨٢، مؤسسة الرسالة۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسئلہ میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کا اختلاف بیان ہو تو اس کے بارے میں یہی پڑھایا جاتا ہے کہ ''اگر چہ ہمارے نزدیک امام ابو حنیفہ کی رائے درست ہے لیکن ......**یحتمل الخطأ**...... خطا کا احتمال لیے ہوئے ہے، اور امام شافعی کی رائے اگر چہ ہمارے نزدیک خطا ہے، لیکن ......**یحتمل الصواب**...... اس میں صواب کا احتمال ہے''، بتانے کا مقصد یہ ہے کہ ''اجتہادی اختلافات'' میں ایک جانب کو قطعی اور یقینی طور پر ''درست'' اور دوسری جانب کو قطعی اور یقینی طور پر ''غلط'' نہیں کہا جا سکتا، اور جب خود مدیر ''مجلہ صفدر'' نے واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ:

> ''ان کے (صحابہ کے۔ ناقل) آپس کے اختلافات کو اجتہادی اختلاف تسلیم کرنا لازمی ہے''۔

تو پھر کسی بھی جانب کو قطعی طور پر ''غلطی پر'' کہنا کس طرح اہل سنت کا اصولی مسلک ہو سکتا ہے؟؟ یا تو اس اختلاف کو ''اجتہادی اختلاف'' نہ کہا جائے پھر اگر ضرور مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے فیصلے کرنے کا کسی کو شوق ہو تو وہ فیصلے صادر کرتا پھرے، لیکن یہ عجیب تضاد ہے کہ ایک طرف اسے ''اجتہادی اختلاف'' بھی کہا جا رہا ہے اور دوسری طرف یہ بھی لازم کیا جا رہا ہے کہ ایک طرف کو یقینی طور پر حق پر اور دوسری طرف کو ناحق پر مانا جائے؟ (ایک طالب علم بھی جانتا ہے کہ ''حق'' کا مقابل ''ناحق'' یا ''باطل'' ہی ہوتا ہے، لیکن ہمارے کرم فرما یہاں ''حق'' کے مقابلے میں ''اجتہادی خطا'' کا لفظ بولتے ہیں تاکہ ان کی سنیت کا بھرم قائم رہے)، اگر تو یہ واقعی ''اجتہادی اختلاف'' تھا تو پھر اس میں ''صواب'' اور ''خطا'' دونوں ''اجتہادی'' ہی ہوں گے، ایسا نہیں ہو سکتا کہ ایک جانب کو تو یقینی ''حق'' بتایا جائے اور دوسری جانب کے ساتھ ''اجتہادی'' کا سابقہ لگایا جائے، اگر دوسری جانب کے ساتھ ''اجتہادی'' لگانا ہے تو پہلی جانب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ بھی ''اجتہادی'' کیوں نہیں لگایا جاتا؟ (واضح رہے کہ کامرہ ضلع اٹک کے ایک شخص مولوی مہر حسین بخاری علیہ ما علیہ نے مدیر ''مجلہ صفدر'' کے جد امجد حضرت قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ کی کتاب خارجی فتنہ پر لکھے اپنے خط میں جو اعتراض اٹھائے تھے ان میں ایک یہ اعتراض بھی اٹھایا تھا جس خط کے جواب میں حضرت قاضی صاحب نے ایک پوری کتاب لکھ ڈالی تھی لیکن اس سوال کا کوئی تسلی بخش جواب قاضی صاحب مرحوم نہیں دے سکے تھے، اس کے جواب الجواب میں مہر بخاری نے "الاجابة الکافیة" نامی رسالہ لکھا تھا، جس کا جواب آج تک نہیں دیا گیا، اب یہ مہر بخاری بھی اگلے جہاں جا چکا ہے)۔

یہ ساری تفصیل ذکر کرنے کا مقصد یہ ہرگز نہیں کہ جن حضرات نے مشاجرات صحابہ میں کسی ایک جانب کو ''خطا اجتہادی'' کا مرتکب لکھا ہے وہ نعوذ باللہ گستاخ صحابہ ہیں، جیسا کہ مدیر ''مجلہ صفدر'' نے (اپنے فرضی) ''یزیدی'' گروہ کی طرف یہ بات منسوب کی ہے، ہم نہیں جانتے ان کا یہ فرضی یزیدی گروہ کون سا ہے، لیکن انہوں نے جو ''چودہ سو سالہ امت کو گستاخ معاویہ قرار دینے'' کی پھبتی کسی ہے اس سے ان کا اشارہ جن حضرات کی طرف ہے انہوں نے کہیں بھی دعویٰ نہیں کیا کہ ''حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف اجتہادی خطا کی نسبت کرنے والے تمام لوگ گستاخ معاویہ ہیں''، یہ سراسر غلط بیانی ہے اور درحقیقت کچھ لوگوں کی ان قابل گرفت عبارات سے توجہ ہٹانے کی ناکام کوشش ہے جنہوں نے ''اجتہادی خطا'' سے بہت آگے بڑھ کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر تنقید کی ہے، جن کے کچھ نمونے ہم آگے نقل کریں گے۔

پھر مدیر ''مجلہ صفدر'' لکھتے ہیں کہ:

''خطا اجتہادی بھی موجب اجر وثواب ہے''۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بے شک ایسا ہی ہے، لیکن یہ ''خطا اجتہادی'' صرف ان حضرات کی حد تک ہی ''موجب اجر وثواب'' ہے جن کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اختلاف ہوا یا تمام صحابہ بلکہ تمام مجتہدین امت کے لیے بھی ''موجب اجر وثواب'' ہے؟ اگر تو یہ اصولی بات ہے (جو کہ ہے) تو پھر یہ فرمائیں کہ آپ خود لکھ رہے ہیں کہ ''صحابہ کے آپس کے ان اختلافات کو اجتہادی اختلاف تسلیم کرنا لازمی ہے'' تو اگر بالفرض کوئی شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف ''اجتہادی خطا'' منسوب کردے اور کہے کہ ''میں نے کوئی بے ادبی تو نہیں کی، بلکہ اجتہادی خطا تو موجب اجر وثواب ہے'' یا کوئی شخص فرض کریں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف ''خطا اجتہادی'' کی نسبت کردے (جن کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ یزید کی ولی عہدی کے مسئلہ پر اختلاف ہوا) تو آپ وہاں کوئی فتویٰ تو نہیں لگائیں گے؟

نوٹ: واضح رہے کہ ہم حضرت علی و حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی طرف ہرگز ''خطا اجتہادی'' کی نسبت نہیں کرتے، یہاں یہ بات الزامی طور پر صرف اجتہادی اختلاف تسلیم کرکے صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان قطعی ویقینی خطا وصواب کے فیصلے کرنے والوں کی دوغلی پالیسی کو واضح کرنے کے لیے پوچھی گئی ہے۔

آگے مدیر ''مجلہ صفدر'' لکھتے ہیں کہ:

''کسی ایک جانب کے صحابہ کو ناحق، باطل یا حقیقی باغی یا گناہ گار ٹھہرانا قطعاً ناجائز اور حرام ہے''۔

ہم یہ واضح اور دوٹوک فتویٰ صادر کرنے پر مدیر ''مجلہ صفدر'' کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں، اس کے بعد ہم ان کی خدمت میں چند عبارات پیش کرتے ہیں، اور امید کرتے ہیں کہ وہ اپنے اس مندرجہ بالا فتوے کی روشنی میں بتائیں گے کہ ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبارات میں اس ''اجتہادی اختلاف'' میں ایک جانب کو جو کچھ کہا اور لکھا گیا ہے وہ ''ناجائز'' اور ''حرام'' ہے یا نہیں؟

اس سے پہلے کہ ہم یہ عبارات پیش کریں، ایک اور بات بھی ذہن میں رہے کہ کسی کو پہلے شدومد کے ساتھ یہ ثابت کرنا کہ ''اس نے نص قرآنی وحدیثی کی مخالفت کی، اس نے بغاوت کی جس کی بناء پر قرآنی نص کے مطابق اس کے خلاف ایکشن لیا گیا، فلاں نے گناہ کا کام کیا، فلاں سے گمراہی صادر ہوئی، فلاں سے خطا منکر صادر ہوئی، فلاں نے قرآن وسنت کو ترک کردیا وغیرہ'' اور پھر آخر میں آرام سے یہ کہہ دینا کہ ''ہماری مراد اس سب سے اجتہادی خطا اور صورتاً بغاوت، اور گناہ سے مراد بھی اجتہادی خطا ہے'' یہ موقف ہرگز قابل قبول نہیں، کیونکہ نص صریح کی مخالفت ہرگز ''خطا اجتہادی'' نہیں کہلاتی، اور نہ ہی ''گناہ'' کو ''خطا اجتہادی'' کہا جاتا ہے اور نہ ہی اس بغاوت کو جس کے خلاف نص قرآنی کی بنا پر ایکشن لیا جائے ''صورتاً بغاوت'' کہا جاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قسط ۷ مفتی وقاص رفیع کی توہین صحابہ رضی اللہ عنہم پر مشتمل کتاب

قارئین محترم! جیسا کہ سابقہ قسط میں ہم نے بتایا تھا کہ ہم علماء اہل سنت کی چند عبارات پیش کریں گے جن میں مشاجرات صحابہ کے ایک فریق کو ان علماء نے ''مجتہد مخطی'' سے اوپر بھی بہت زیادہ کہا اور لکھا ہے، میں نے وہ عبارات جمع بھی کر دی تھیں اور اگلی قسط تیار تھی کہ ہمارے ایک دوست نے ہدایت کی کہ ان عبارات کو دشمنان اہل سنت اپنے مذموم مقاصد کے لئے استعمال کر سکتے ہیں، اس لیے قدیم اکابرین کی عبارات اگرچہ ان کا تساہل ہیں اور ان کی ''اجتہادی غلطی'' ہیں (جس پر ان اکابر کو بھی ایک اجر ملے گا کما اقرّہ مدیر مجلہ صفدر)، لیکن یہاں اب ان کا ذکر نہ کیا جائے، ہم نے عرض کیا کہ دشمنان اہل سنت تو پہلے ہی کئی موقعوں پر (چند عدالتی کیسوں میں بھی) ان عبارات کو اپنے حق میں پیش کر چکے ہیں، لیکن ہمارے محترم دوست نے حکماً کہا کہ ان کا ذکر نہ کیا جائے تو ہم نے سر تسلیم خم کرتے ہوئے پوری قسط نئے سرے سے ترتیب دی، اور صرف زمانہ حال کے ایک نوجوان کی کتاب کی عبارات تک محدود کر دی۔

کوئی سال بھر پہلے پاکستان میں ایک کتاب شائع ہوئی جس کا نام تھا ''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور عباراتِ اکابر''، مصنف کا نام ''مفتی محمد وقاص رفیع ...... فاضل مدرسہ عربیہ رائے ونڈ'' تھا، اس کتاب کے حق میں اکلوتا تائیدی تبصرہ (ہمارے علم کے مطابق) مدیر ''مجلہ صفدر'' کی ہی جماعت کے ترجمان ماہنامہ ''حق چار یار'' بابت ماہ ستمبر ۲۰۱۸ میں شائع ہوا، تبصرہ نگار نے مذکورہ کتاب کے بارے میں تعریفی کلمات یوں لکھے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''یہ کتاب مدرسہ عربیہ رائے ونڈ کے فاضل مولانا مفتی محمد وقاص رفیع کے گوہر ریز قلم کا نتیجہ ہے''①

''اس کتاب کے بعض ابواب کے مباحث یقیناً کمزور پہلو بھی لئے ہوئے ہیں مگر ان چند کمزوریوں کے باوصف مجموعی اعتبار سے یہ کتاب سلسلۂ دفاعِ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ایک بہترین لائق مطالعہ، قابل قدر اور مستحق تحسین کاوش ہے''۔②

آگے تبصرہ نگار کی سنیے، مفتی وقاص رفیع کو تسلی دیتے ہوئے کیا کہتے ہیں:

''یزیدی ٹولے کی جاہلانہ، غیر عالمانہ اور سوشل میڈیا پر پھیلائی جانے والی بعض خبیثانہ حرکتوں کو ہنس کر نظر انداز کر دینا چاہیے کہ ان ہوائی لوگوں کی نہ پہلے کبھی وقعت رہی ہے اور نہ کبھی ہو سکے گی''۔③

قارئین محترم! ماہنامہ حق چار یار کے تبصرہ نگار نے اس کتاب کے مصنف کے قلم کو ''گوہر ریز'' لکھا اور یہ بتایا کہ اس کی یہ کتاب ''سلسلۂ دفاع حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ایک بہترین لائق مطالعہ، قابل قدر اور مستحق تحسین کاوش ہے'' (جبکہ کتاب کے مصنف کے مطابق یہ کتاب دفاع اکابر کے سلسلے کی کتاب ہے نہ کہ دفاع سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ میں) اور اس کے بعد شاید تبصرہ نگار جانتے تھے کہ اس کتاب میں کیا لکھا ہے اور انھیں یقین تھا کہ صحابہ کرام کا دفاع کرنے والے اس کتاب پر نقد ضرور کریں گے، تو انہوں نے اسی وقت اس کتاب کی توہین صحابہ پر مشتمل عبارات پر نقد کرنے والوں کو ''یزیدی ٹولہ'' بھی ڈکلیئر کر دیا۔

① ماهنامه حق چاریار، صفحه ۴۷۔

② حواله مذکوره صفحه ۴۸۔

③ حواله مذکوره۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اب آیئے ہم مدیر ''مجلہ صفدر'' اور ان کی جماعت کی تائید یافتہ اس ''بہترین لائق مطالعہ، قابل قدر اور مستحسن کاوش'' سے چند عبارات آپ کے سامنے رکھتے ہیں آپ سے گزارش ہے یہ سب پڑھنے سے پہلے مدیر ''مجلہ صفدر'' کے ان الفاظ کو پرنٹ کر کے اپنے سامنے رکھ لیں کہ:

''مشاجرات صحابہ میں کسی ایک جانب کے صحابہ کو ناحق، باطل یا حقیقی باغی یا گناہ گار ٹھہرانا قطعاً ناجائز اور حرام ہے، دیگر صحابہ کرام کی طرح ان تمام صحابہ کرام کو بھی عادل اور برحق اور قطعی و یقینی جنتی اور ہر قسم کی تنقید سے بالاتر ماننا ضروری ہے، اور ان کے آپس کے اختلاف کو اجتہادی اختلاف تسلیم کرنا لازمی ہے اور جن سے اجتہادی خطا ہوئی ان کی خطا کو خطا محض کہنا ناجائز ہے''۔

مدیر ''مجلہ صفدر'' کی جماعت کی تائید یافتہ کتاب (طبع اول) سے

چند عبارات:

نمبر ۱: اس میں شک نہیں کہ حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے سنہ ۴۳ ہجری میں زیاد کا استلحاق کر کے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی نفی کی تھی اور اس کو تبدیل کر دیا تھا۔①

نمبر ۲: امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے زیاد بن ابیہ کا استلحاق کیا اور اسلام میں یہی وہ پہلا عمل ہے جس کے ذریعے احکامات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نفی (تبدیلی) کی گئی تو یہ بات اپنی جگہ بالکل صحیح اور سچ ہے اور کسی طرح بھی اس کی نفی نہیں کی جا سکتی۔②

نمبر ۳: اس بات میں کوئی شک نہیں کہ حضرت عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہ) نے حضرت علی

① صفحہ ۴۴۷۔ ② صفحہ ۴۵۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(رضی اللہ عنہ) کو نا کام بنانے کی جو تدبیر اختیار کی تھی وہ واقعتا امت میں چند در چند فتنوں کے پیدا ہونے کا سبب بنی تھی①۔

نمبر ۴: جو لوگ تحکیم کی تجویز پیش کر رہے تھے ان کی نیتوں میں خلوص نہ تھا اور وہ وقتی طور پر اس بہانہ اپنا کام نکالنا چاہتے تھے ...... نتیجہ اس کا بھی اسلام کے حق میں نہایت خطرناک نکلا ...... حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کو ناکام بنانے کی ایک تدبیر (تحکیم) جو عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہ) کے دماغ نے سوچی تھی امت میں چند در چند فتنوں اور رخنوں کے پیدا ہونے کا سبب بنی②۔

نمبر ۵: حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے مخطی اور باغی ہونے پر پوری امت کا اجماع ہے۔③

نوٹ: یہاں باغی اور ''صرف'' مخطی لکھا ہے، نہ کہ ''مجتہد مخطی''۔

نمبر ۶: شہادت عمار (رضی اللہ عنہ) کے بعد بھی حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) کا حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ برابر قتال جاری رکھنا اور مسلسل لڑتے رہنا حق سے اعراض اور باطل پر اصرار کے مترادف ہے۔④

نوٹ: غور فرمائیں، ''حق سے اعراض'' اور ''باطل پر اصرار'' کے الفاظ۔

نمبر ۷: خلیفہ برحق حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کے خلاف جو ناحق خروج کر کے حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) سے خطا صادر ہوئی اس کی وجہ سے وہ فی نفسہٖ بغاوت کے مرتکب ہوئے ہیں۔⑤

نوٹ: ''ناحق خروج'' اور ''فی نفسہٖ بغاوت'' کے الفاظ قابل توجہ ہیں، ''فی نفسہٖ بغاوت'' حقیقی بغاوت ہی ہوتی ہے نہ کہ ''صوری بغاوت''۔

① صفحہ ۴۵۶۔
② صفحہ ۴۵۷ تا ۴۵۸۔
③ صفحہ ۱۱۱۔
④ صفحہ ۹۴۔
⑤ صفحہ ۶۰۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمبر ۸: حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے اس اقدام کو اگر فی نفسہٖ حقیقت کے آئینہ میں دیکھا جائے تو بلاشبہ ان کا یہ عمل خروج کے زمرے میں آتا ہے۔①

نوٹ: ''فی نفسہٖ خروج''، ''حقیقی خروج'' ہوتا ہے نہ کہ ''صورتاً''۔

نمبر ۹: حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) اور ان کے ساتھیوں کے اس غلط اقدام کی بناء پر سوائے اس کے اور کچھ ممکن نہیں کہ انہیں لشکر علوی کے مقابلے میں باغی اور خاطی قرار دیا جائے۔②

نوٹ: غور فرمائیں، ''باغی'' اور صرف ''خاطی''، ''مجتہد مخطی'' نہیں لکھا۔

نمبر ۱۰: جہاں تک مولانا ابوالاعلی مودودی صاحب کے حدیث عمار (رضی اللہ عنہ) کی رو سے حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو باغی ثابت کرنے کے استدلال کا تعلق ہے یہ تو علماء اہل سنت کا اجماعی موقف ہے۔③

نوٹ: نص سے ثابت شدہ بغاوت حقیقی بغاوت ہی ہوگی نہ کہ صورتاً۔

نمبر ۱۱: جن لوگوں نے فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا تھا (حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ وغیرہ) ان کے دل فوراً جاہلیت کے اثرات سے پاک صاف نہیں ہو گئے تھے بلکہ تاہنوز ان کے دلوں میں جاہلیت کے اثرات باقی تھے۔④

نوٹ: حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ باتفاق اہل سنت صحابی ہیں، ان کے دلوں کو مفتی وقاص رفیع ٹٹول رہے ہیں، اصل میں یہاں مفتی وقاص رفیع اہل سنت کے ہاں ایک بہت بڑی اور معروف شخصیت کے ان الفاظ کی تاویل کی کوشش کر رہے تھے جنہوں نے لکھا تھا کہ ''حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا دل کفر سے صاف نہ ہوا تھا''۔ (العیاذ باللہ)

①صفحہ ۲۰۰۔ ②صفحہ ۲۰۱۔

③صفحہ ۹۶۔ ④صفحہ ۲۷۷ تا ۲۷۸۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نمبر ۱۲: اس میں شک ہی کیا ہے کہ حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو چاہیے تھا کہ وہ خلیفہ برحق یعنی حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کی مخالفت اور ناجائز خلافت کی طلب ترک کر کے بغاوت سے رجوع کرتے اور خلیفہ کی اطاعت کرتے۔①

نوٹ: ''ناجائز خلافت کی طلب'' کے الفاظ قابل توجہ ہیں، کیا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ناجائز خلافت کے طالب تھے؟

نمبر ۱۳: پس اگر اس معاملہ میں غلطی سے کسی طرح قرآن وحدیث دونوں ہی حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) سے مہجور ہو گئے تو اس میں حیرانگی والی کون سی بات ہے؟ اس لئے کہ حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) معصوم تو نہیں تھے کہ ان سے غلطی کا صدور ہی ممکن نہ ہوتا جیسا کہ حضرات انبیاء علیہم السلام سے غلطی کا صدور ممکن نہیں ہوتا بلکہ وہ صحابی تھے اور صحابی سے بعض مرتبہ کسی ایسی غلطی کا صدور ہونا عین ممکن ہے کہ جس کی قرآن وحدیث میں بالکل اجازت نہ ہو۔②

نوٹ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے قرآن حدیث دونوں مہجور ہو گئے، کیا یہ اجتہادی خطا بتائی جا رہی ہے؟

نمبر ۱۴: اگر یہی غلطی کسی عام شخص سے صادر ہوتی تو اس پر گناہ کبیرہ اور فسق کا اطلاق کیا جاتا مگر یہاں حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) کا شرف صحابیت اور آپ کا علم وفضل یہ لازم کرتا ہے کہ اگر فسق ومعصیت کے اطلاق سے مفر کی کوئی شکل ہو تو اسے اختیار کیا جائے اور وہ واحد شکل یہی ہے کہ حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی اس خطا کو خطا اجتہادی قرار دیا جائے۔③

---

①صفحہ ۴۲۴۔ ②صفحہ ۴۲۵ تا ۴۲۶۔
③صفحہ ۶۳۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نوٹ: یہ ہے آج کے ''جدید سبائی گروہ'' کا فلسفہ، پہلے اس غلطی کو ''گناہ کبیرہ'' اور ''فسق'' بتایا جائے، اس کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر احسان کرتے ہوئے اسے ''اجتہادی خطا'' قرار دیا جائے، کیا ''گناہ کبیرہ'' اور ''فسق'' کو ''اجتہادی خطا'' کہا جاتا ہے؟ اور کیا اکابر اہل سنت نے ایسی ''خطا اجتہادی'' بتائی ہے؟

نمبر ۱۵: یزید (بن معاویہ) بلا شبہ نوجوانی ہی میں شراب پینے لگ گیا تھا، جب حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو اس کی ان حرکتوں کا علم ہوا تو انہوں نے اس کو نرمی سے سمجھایا کہ ایسی حرکتیں کرنی چھوڑ دو، لیکن اگر یہ حرکتیں کرنی ہی ہیں تو پھر کم از کم رات کو کرلیا کرو جب رقیب کی آنکھ بند ہو جاتی ہے، دن کو نہ کیا کرو۔①

نمبر ۱۶: یزید کا نوجوانی میں شراب پینے کا واقعہ حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے دور کا ہے جس میں حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے اسے نرمی سے نصیحت فرمائی اور از راہ تہدید و تنبیہ فرمایا کہ اگر یہ کام کرنے ہیں تو کم از کم رات کو کرلیا کرو البتہ دن میں نہ کیا کرو②۔

نوٹ: غور فرمائیں! بقول ''حق چار یار'' کے تبصرہ نگار کے یہ کتاب صحابی رسول حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دفاع میں بہترین قابل مطالعہ اور قابل تحسین کاوش ہے...... اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا یوں دفاع کیا جا رہا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے ان کا بیٹا شراب پیتا ہے، اور ان کے علم میں اپنے بیٹے کی یہ حرکتیں آجاتی ہیں لیکن وہ خلیفہ وقت ہوتے ہوئے اسے بجائے سزا دینے کے یہ نصیحت کرتے ہیں کہ ''بیٹا اگر یہ کام کرنے ہی ہیں تو رات کو کیا کرو، دن میں مناسب نہیں''...... واہ کیا خوب دفاع معاویہ رضی اللہ عنہ ہے۔

① صفحہ ۶۱۰۔ ② صفحہ ۶۱۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قارئین محترم! یہ صرف ''مشتے از خروارے'' کے طور پر میں نے چند عبارات پیش کی ہیں، اور اس کتاب سے کی ہیں جس کو شائع ہوئے سال سے زیادہ ہو چکا ہے اور اس کتاب کی تعریف وتوصیف مدیر ''مجلہ صفدر'' کی جماعت ہی کے آفیشل ماہنامے ''حق چار یار'' میں شائع ہو چکی ہے، کیا مدیر ''مجلہ صفدر'' اور ان کے ہمنواؤں کے نزدیک ان عبارات میں کسی بھی صحابی پر کسی قسم کی تنقید نہیں پائی جاتی؟ اور کیا ان عبارات میں کسی صحابی کو حقیقتاً باغی اور ''صرف'' مخطی نہیں لکھا گیا؟ کیا ان عبارات میں کسی بھی صحابی کو ''حق سے اعراض اور باطل پر اصرار کرنے والا'' نہیں باور کروایا گیا؟ کیا صحابی کو قرآن وسنت کو مجبور کرنے والا، فرمان نبوی کی نفی کرنے والا اور تبدیل کرنے والا کہنا صحابی پر تنقید نہیں شمار ہوتا؟ اور کیا صحابہ کے بارے میں یہ لکھنا کہ ''ان کی نیتوں میں خلوص نہ تھا'' یہ صحابی پر تنقید نہیں؟

کیا اس کتاب کو ''دفاع حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سلسلے کی بہترین قابل تحسین کاوش قرار دینا'' اور جو ایسی عبارات کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں تنقیدی کہے اور انہیں صحابہ کرام کی بے ادبی بتائے اس پر ''یزیدی گروہ'' آوازہ کسنا ہی ''سنیت'' ہے؟ الیس منکم رجل رشید؟

نوٹ: یہاں آپ کو ایک لطیفہ سنا تا جاؤں، پورے ایک سال تک مفتی وقاص رفیع اور ان کی تائید کرنے والے نام نہاد مناظرین اہل سنت اور ٹھیکیداران اہل سنت اس کتاب کا دفاع کرتے رہے اور اس پر تنقید کرنے والوں کو گالیاں دیتے رہے، لیکن آخر کار مصنف کتاب مفتی وقاص رفیع نے ان سب تائید کنندگان کی عزت افزائی یوں کردی کہ سوشل میڈیا پر ایک بیان جاری کیا جو اگرچہ مبہم اور ''سبائیانہ'' قسم کا پرفریب بیان ہے لیکن پھر بھی اس کتاب کو ''دفاع حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سلسلے کی ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہترین قابل مطالعہ اور قابل تحسین کاوش'' بتانے والے اور ہر کسی کی پگڑی اچھالنے میں دن رات مصروف تبصرہ نگاروں کی قلعی کھول دینے کے لیے کافی ہے، مفتی وقاص رفیع نے پہلے تو یہ تسلیم کیا کہ ''اس کی اس کتاب میں بعض علمی اور تحقیقی خامیاں ہیں''۔

پھر لکھا:

''...... بندہ تمام خاص و عام کو اطلاع کرتا ہے کہ میری کتاب کے پہلے ایڈیشن کی کسی بھی غلطی سے نا تو استدلال کیا جائے اور نا ہی کسی یزیدی کو انتشار کی اجازت ہے''۔

اگرچہ یہ ''عذر گناہ'' بدتر از گناہ ہی ہے کہ انتہائی تلبیس کا مظاہرہ کرتے ہوئے کتاب میں اپنی علمی اور تحقیقی غلطیوں کی تفصیلی نشاندھی نہیں کی گئی بلکہ اس بات کو مبہم چھوڑ دیا گیا تاکہ جب بھی کسی بھی بات پر کوئی گرفت ہو تو کہہ دیا جائے کہ ''میں نے تو لکھ دیا تھا کہ میری کسی غلطی سے استدلال نہ کیا جائے''، لیکن چلو مبہم ہی سہی، مصنف کتاب نے اپنی غلطی کا اعتراف تو کیا، نیز غلطیوں کی تفصیل نہ بتا کر مصنف نے ساری کتاب ہی کی تغلیط کردی، لیکن ہمیں حیرت ہے اس ''علمی و تحقیقی غلطیوں'' والی کتاب پر تائیدی تبصرہ کرنے والوں پر کہ انہوں نے آج تک اپنے تبصرے سے رجوع نہیں کیا بلکہ وہ مسلسل ''یزیدی یزیدی'' کی اپنی پسندیدہ تسبیح ہی جاری رکھے ہوئے ہیں، اور لوگوں کو یہ بتا رہے ہیں کہ ''حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو مجتہد مخطی کہنے والوں کو یزیدی گروہ گستاخ صحابہ کہتا ہے''......فیاأسفاہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(قسط ۸) مشاجرات میں صحابہ رضی اللہ عنہم کرام کا موقف

قارئین محترم! آج کے ''ناقدین صحابہ'' (جو اپنے آپ کو غلطی سے سنیت کا ٹھیکیدار سمجھتے ہیں) اور جن کا محبوب مشغلہ گاہے بگاہے صحابہ کرام کے درمیان ہونے والے مشاجرات کے بارے میں عدالتیں لگا کر غلط اور صحیح کے فیصلے چکانا ہے، ان کا طریق کار یہ ہے کہ پہلے حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) اور ان تمام حضرات کو جو کسی بھی وجہ سے حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کی بیعت سے الگ رہے، باغی، خاطی، گناہ گار، ''ضال مضل''، ''نفس الامر میں باغی'' امام حق کے خلاف ناحق خروج کرنے والے، قرآن وسنت کو مہجور کرنے والے، خطائے منکر کا ارتکاب کرنے والے اور ''ناجائز خلافت کے طالب'' ...... وغیرہ وغیرہ زبردستی ثابت کیا جائے، اور یہ سب کچھ انھیں ثابت کرنے کے بعد کہہ دیا جائے کہ حقیقت میں تو یہ حضرات یہی کچھ تھے لیکن چونکہ وہ صحابی ہیں اس لیے اس سب کو ہم ان کی ''اجتہادی خطا'' کہیں گے اور ''اجتہادی خطا'' کوئی بے ادبی یا تنقید نہیں بلکہ موجب اجر وثواب ہے، نیز وہ ''صورتاً باغی'' تھے نہ کہ حقیقی باغی ......جیسی لایعنی تاویلات۔

جبکہ جن اسلاف نے ''اجتہادی خطا'' کی بات کی ہے انہوں نے یہ آخری حد مقرر کی ہے، کہ مشاجرات صحابہ میں بہتر اور اولی تو یہ ہے کہ سکوت وتوقف اختیار کیا جائے کیونکہ احوط واسلم یہی ہے، لیکن اگر کبھی کسی مجبوری کے تحت اس بارے کچھ کہنا ہی پڑے تو بھی آخری حد ''اجتہادی خطا'' ہے، اس سے آگے کچھ نہیں کہنا ...... ان کا یہ مطلب نہیں تھا کہ حقیقت میں تو وہ تمام صحابہ جنہوں نے حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کا ساتھ نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیا، باغی، خاطی، جائر، امام حق کے خلاف خروج کرنے والے، نصوص کی مخالفت کرنے والے ہی تھے ...... لیکن ہم ان کے مقام صحابیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے ان تمام افعال کو ''اجتہادی خطا'' کہتے ہیں۔

آپ نے غور فرمایا ہوگا کہ ان دونوں نظریوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے، اسلاف نے مشاجرات کے بارے میں آخری حد ''اجتہادی خطا'' بتائی ہے، اور ہمارے آج کے مفتی وقاص رفیع اور ان کے تائید کنندہ ''اکابر کے نادان وکیل'' ان صحابہ کو پہلے زبردستی باغی وطاغی وخاطی بناتے ہیں ......اور پھر ان پر احسان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

''اگر یہی اعمال کسی عام شخص سے صادر ہوتے تو اس پر گناہ کبیرہ اور فسق کا اطلاق کیا جاتا، مگر یہاں چونکہ شرف صحابیت بھی ہے اس لیے ہم اس کا لحاظ کرتے ہوئے ان کے اس کام کو خطائے اجتہادی قرار دیتے ہیں''۔①

مدیر ''مجلہ صفدر'' نے دعوی کیا ہے کہ:

''اکابر اہل سنت کے نزدیک مشاجرات صحابہ میں سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء حق پر اور باقی حضرات خطا اجتہادی پر تھے''۔

تو اس پر ہمارا پہلا سوال ہے کہ ''کیا شرعی اور واقعی اجتہادی اختلاف میں کسی بھی جانب کے مجتہد کو قطعی اور یقینی طور پر مصیب یا مخطی کا فیصلہ اس دنیا میں کیا جا سکتا ہے''؟، کیونکہ ''اجتہادی اختلاف'' تو ہوتا ہی وہاں ہے جہاں کوئی واضح اور صریح قطعی نص موجود نہ ہو، اور اگر اس بارے میں کوئی صریح اور واضح نص موجود ہو تو اس

① ملخصاً: مفتی وقاص رفیع کی کتاب: صفحہ ۱۳۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی صریح مخالفت کرنے والے مجتہد کا اجتہاد ''شرعی اجتہاد'' نہیں کہلائے گا، اور اگر آپ حضرات کا یہ کہنا ہے کہ ہم نصوص قرآنیہ وحدیثیہ کی بنیاد پر ہی یہ فیصلہ کر رہے ہیں تو پھر بتایا جائے کہ کیا یہ نصوص اس وقت موجود صحابہ کرام کے علم میں تھیں یا نہیں؟

اور ہمارا دوسرا سوال یہ ہے کہ مدیر ''مجلہ صفدر'' کے نزدیک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ''اکابر اہل سنت'' میں شامل ہیں یا نہیں؟؟ اگر شامل ہیں بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اہل سنت کے سرخیل ہیں تو ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ زمانہ فتنہ (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد پیش آنے والے واقعات کا زمانہ) میں موجود صحابہ کرام کا ان مشاجرات کے بارے میں موقف کیا تھا؟ آیئے اس پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

علامہ ابن حزم اندلسی رحمہ اللہ (متوفی ۴۵۶ ہجری) لکھتے ہیں:

''الْكَلَام فِي حَرْب عَليّ من حاربه من الصَّحَابَة رضی اللہ عنہم

(قَالَ أَبُو مُحَمَّد) اخْتلف النَّاس فِي تِلْكَ الْحَرْب على ثَلَاث فرق فَقَالَ جَمِيع الشِّيعَة وَبَعض المرجئة وَجُمْهُور الْمُعْتَزلَة وَبَعض أهل السّنة أَن عليا كَانَ الْمُصِيب فِي حربه وكل من خَالفه على خطأ وَقَالَ وَاصل بن عَطاء وَعَمْرو بن عبيد وَأَبُو الْهُذيْل وَطَوَائِف من الْمُعْتَزلَة أَن عليا مصيبا فِي قِتَاله مَعَ مُعَاوِيَة وَأهل النَّهر ووقفوا فِي قِتَاله مَعَ أهل الْجمل وَقَالُوا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ مخطئة وَلَا نَعْرِف أَيهمَا هِيَ وَقَالَت الْخَوَارِج عَليّ الْمُصِيب فِي قِتَاله أهل الْجمل وَأهل صفّين وَهُوَ مخطيء فِي قِتَاله أهل النَّهر وَذهب سعد بن أبي وَقاص وَعبد الله بن عمر وَجُمْهُور الصَّحَابَة إِلَى الْوُقُوف فِي عَليّ وَأهل الْجمل وَأهل صفّين وَبِه يَقُول جُمْهُور أهل السّنة وَأَبُو بكر بن كيسَان وَذهب جمَاعَة من الصَّحَابَة وَخيَار التَّابِعين

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

وَطَوَائِف مِمَّن بعدهمْ إِلَى تصويب محاربي عَليّ من أَصْحَاب الْجمل وَأَصْحَاب صفّين وهم الْحَاضِرُونَ لقتاله فِي الْيَوْمَيْنِ الْمَذْكُورين وَقد أَشَارَ إِلَى هَذَا أَيْضا أَبُو بكر بن كيسَان..."

''حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کی دوسرے صحابہ کے ساتھ جو جنگیں ہوئیں اس بارے میں لوگوں کا اختلاف ہے اور ان کے تین (بڑے) گروہ ہیں۔

تمام شیعہ، بعض مرجئہ، جمہور معتزلہ اور بعض اہل سنت کہتے ہیں کہ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) ان جنگوں میں درست تھے اور وہ تمام لوگ جو آپ کے مد مقابل تھے وہ غلطی پر تھے، (پھر اس گروہ میں سے) واصل بن عطاء، عمرو بن عبید، ابو الہذیل اور معتزلہ کے بہت سے گروہ کہتے ہیں کہ جہاں تک حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کی حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) اور اہل نہر کے ساتھ جنگ کا تعلق ہے تو ان میں حضرت علی (رضی اللہ عنہ) درست تھے (اور دوسرے غلط تھے) لیکن آپ کی جو جنگ اہل جمل (حضرت عائشہ وطلحہ وزبیر رضی اللہ عنہم کے ساتھ) ہوئی اس میں ایک گروہ صحیح اور دوسرا غلط تھا لیکن کون صحیح اور کون غلط تھا؟ یہ ہم نہیں جانتے، لہذا ہم اس بارے توقف کرتے ہیں، اور خوارج کہتے ہیں کہ جنگ جمل وصفین میں حضرت علی (رضی اللہ عنہ) ہی حق پر اور درست تھے، لیکن اہل نہر کے ساتھ جنگ میں وہ غلط تھے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عبداللہ بن عمر اور جمہور صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کا موقف ہے کہ ہم جنگ جمل اور جنگ صفین دونوں کے بارے میں توقف کرتے ہیں (یعنی ہم یہ فیصلہ نہیں دیتے کہ کون صحیح تھا اور کون غلط۔ ناقل) اور جمہور اہل سنت اور ابو بکر بن کیسان کا یہی مسلک ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جبکہ صحابہ رضی اللہ عنہم اور خیار تابعین رحمہم اللہ کی ایک جماعت اور ان کے بعد بہت سے لوگوں کا یہ مسلک ہے کہ جمل اور صفین دونوں جنگوں میں حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کے مدمقابل حضرات مصیب یعنی صحیح موقف پر تھے، اور یہ لوگ (یعنی جو صحابہ اور تابعین یہ موقف رکھتے ہیں۔ ناقل) ان دونوں جنگوں میں شریک تھے، اس بات کی طرف بھی ابوبکر بن کیسان نے اشارہ کیا ہے''۔①

ملاحظہ فرمائیں! ابن حزم رحمہ اللہ بھی ''جمہور صحابہ کرام'' اور ''جمہور اہل سنت'' کا مسلک یہی بیان کر رہے ہیں کہ ہم جنگ جمل و جنگ صفین کے بارے میں توقف کرتے ہیں اور فریقین میں سے کسی کے بارے میں بھی یہ فیصلہ نہیں دیتے کہ کون صحیح تھا اور کون غلط......

نوٹ: اگرچہ آگے علامہ ابن حزم نے ان تمام گروہوں کے مسالک پر اپنا تبصرہ کیا ہے اور اپنی رائے بھی دی ہے جس کی تفصیل اسی کتاب میں آگے دیکھی جا سکتی ہے، لیکن سردست ہم یہاں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ابن حزم نے ''جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم'' اور ''جمہور اہل سنت'' کا مسلک کیا بیان کیا ہے، نیز انہوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ ''صحابہ رضی اللہ عنہم اور خیار تابعین رحمہم اللہ کی ایک جماعت اور ان کے بعد بہت سے لوگوں کا یہ مسلک بھی ہے کہ جمل اور صفین دونوں جنگوں میں حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کے مدمقابل حضرات مصیب یعنی صحیح موقف پر تھے''۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''فَلَا رَيْبَ أَنَّهُ اقْتَتَلَ الْعَسْكَرَانِ: عَسْكَرُ عَلِيٍّ وَمُعَاوِيَةَ بِصِفِّينَ، وَلَمْ يَكُنْ

① الفصل في الملل والنحل، جلد ۴ صفحہ ۱۲۰، ۱۱۹، مكتبة الخانجي، مصر۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مُعَاوِيَةُ مِمَّنْ يَخْتَارُ الْحَرْبَ ابْتِدَاءً، بَلْ كَانَ مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ حِرْصًا عَلَى أَنْ لَا يَكُونَ قِتَالٌ، وَكَانَ غَيْرُهُ أَحْرَصَ عَلَى الْقِتَالِ مِنْهُ. وَقِتَالُ صِفِّينَ لِلنَّاسِ فِيهِ أَقْوَالٌ: فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ: كِلَاهُمَا كَانَ مُجْتَهِدًا مُصِيبًا، كَمَا يَقُولُ ذَلِكَ كَثِيرٌ مِنْ أَهْلِ الْكَلَامِ وَالْفِقْهِ وَالْحَدِيثِ، مِمَّنْ يَقُولُ: كُلُّ مُجْتَهِدٍ مُصِيبٌ، وَيَقُولُ: كَانَا مُجْتَهِدَيْنِ. وَهَذَا قَوْلُ كَثِيرٍ مِنَ الْأَشْعَرِيَّةِ وَالْكَرَّامِيَّةِ وَالْفُقَهَاءِ وَغَيْرِهِمْ، وَهُوَ قَوْلُ طَائِفَةٍ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي حَنِيفَةَ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَغَيْرِهِمْ، وَتَقُولُ الْكَرَّامِيَّةُ: كِلَاهُمَا إِمَامٌ مُصِيبٌ، وَيَجُوزُ نَصْبُ إِمَامَيْنِ لِلْحَاجَةِ.

وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ: بَلِ الْمُصِيبُ أَحَدُهُمَا لَا بِعَيْنِهِ، وَهَذَا قَوْلُ طَائِفَةٍ مِنْهُمْ.

وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ: عَلِيٌّ هُوَ الْمُصِيبُ وَحْدَهُ، وَمُعَاوِيَةُ مُجْتَهِدٌ مُخْطِئٌ، كَمَا يَقُولُ ذَلِكَ طَوَائِفُ مِنْ أَهْلِ الْكَلَامِ وَالْفُقَهَاءِ أَهْلِ الْمَذَاهِبِ الْأَرْبَعَةِ". ①

''بلا شک صفین میں حضرت علی (رضی اللہ عنہ) اور حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے لشکروں کا ٹکراؤ ہوا، لیکن جنگ اختیار کرنے والے (یعنی ابتداء کرنے والے) حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) نہ تھے، بلکہ آپ تمام لوگوں میں سے اس بات کے خواہاں تھے کہ جنگ نہ ہو، جبکہ ان کے علاوہ دوسرے لوگ یہ چاہتے تھے کہ جنگ ہو جائے۔ (لیکن مفتی وقاص رفیع یہ غلط بیانی کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج میں ابتدا کی تھی۔ ناقل)

(پھر ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ) اور صفین کی جنگ کے بارے میں

① منهاج السنة، صفحه ۴۴۷، جلد ۴، طبع السعودية.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کے تین قول ہیں:

پہلا قول: ان میں سے کچھ وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ وہ دونوں (یعنی حضرت علی و حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما) مجتہد مصیب تھے (یعنی اپنے اپنے اجتہاد میں ٹھیک تھے)، یہ قول متکلمین وفقہاء ومحدثین میں سے بہت سے لوگوں کا ہے جن کا یہ کہنا ہے کہ ہر مجتہد مصیب ہی ہوتا ہے، اور کہتے ہیں کہ (چونکہ) وہ دونوں ہی مجتہد تھے (اس لیے دونوں مصیب تھے)، یہی قول ہے اشعریہ، کرامیہ اور فقہاء میں سے بہت سوں کا اوران کے علاوہ دوسروں کا، نیز یہی قول ہے امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام احمد کے اصحاب میں سے ایک جماعت کا۔

دوسرا قول: کچھ یہ کہتے ہیں کہ ان دونوں میں سے صرف ایک ہی مجتہد مصیب تھے، لیکن کون تھے؟ اس کی تعیین نہیں کر سکتے، یہ بھی ان میں ہی ایک جماعت کا قول ہے۔

تیسرا قول: ان میں وہ بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) ہی مصیب تھے اور حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) مجتہد مخطی تھے، جیسے کہ متکلمین اور چاروں مذاہب کے فقہاء کی کئی جماعتوں کا قول ہے''۔

تو ملاحظہ فرمائیں، امام ابن تیمیہ نے رحمہ اللہ اس بارے میں تین اقوال ذکر فرمائے ہیں، اور تینوں ہی اہل سنت کے اقوال بتائے ہیں، لہٰذا یہ رٹ لگانا کہ اہل سنت کا صرف اس پر اجماع ہے کہ ان دونوں مجتہد صحابیوں میں سے صرف ایک مصیب تھے اور دوسرے غلط، اور مصیب یقینی طور پر حضرت علی (رضی اللہ عنہ) تھے اور حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) یقینی طور پر غلط تھے ...... یہ دعویٰ غلط ہے ...... بلکہ یہ تین اقوال میں سے صرف ایک قول ہے۔

یہی امام تیمیہ (رحمہ اللہ) اسی کتاب میں ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَنَّ النَّبِيَّ - ﷺ - أَخْبَرَ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ لَا تَضُرُّهُ الْفِتْنَةُ، وَهُوَ مِمَّنِ اعْتَزَلَ فِي الْقِتَالِ فَلَمْ يُقَاتِلْ لَا مَعَ عَلِيٍّ وَلَا مَعَ مُعَاوِيَةَ، كَمَا اعْتَزَلَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، وَأَبُو بَكْرَةَ، وَعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ، وَأَكْثَرُ السَّابِقِينَ الْأَوَّلِينَ. وَهَذَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ لَيْسَ هُنَاكَ قِتَالٌ وَاجِبٌ وَلَا مُسْتَحَبٌّ، إِذْ لَوْ كَانَ كَذَلِكَ لَمْ يَكُنْ تَرْكُ ذَلِكَ مِمَّا يُمْدَحُ بِهِ الرَّجُلُ، بَلْ كَانَ مَنْ فَعَلَ الْوَاجِبَ أَوِ الْمُسْتَحَبَّ أَفْضَلَ مِمَّنْ تَرَكَهُ، وَدَلَّ ذَلِكَ عَلَى أَنَّ الْقِتَالَ قِتَالُ فِتْنَةٍ.

كَمَا ثَبَتَ فِي الصَّحِيحِ عَنِ النَّبِيِّ - ﷺ - أَنَّهُ قَالَ: " سَتَكُونُ فِتْنَةٌ الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ، وَالْقَائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِي، وَالْمَاشِي خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي، وَالسَّاعِي خَيْرٌ مِنَ الْمُوضِعِ "، وَأَمْثَالُ ذَلِكَ مِنَ الْأَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ الَّتِي تُبَيِّنُ أَنَّ تَرْكَ الْقِتَالِ كَانَ خَيْرًا مِنْ فِعْلِهِ مِنَ الْجَانِبَيْنِ، وَعَلَى هَذَا جُمْهُورُ أَئِمَّةِ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَالسُّنَّةِ، وَهَذَا مَذْهَبُ مَالِكٍ، وَالثَّوْرِيِّ وَأَحْمَدَ وَغَيْرِهِمْ.①

”رسول اللہ ﷺ نے خبر دی تھی کہ محمد بن مسلمہ (رضی اللہ عنہ) کو فتنہ نقصان نہیں پہنچائے گا، پس یہ (صحابی) محمد بن مسلمہ (رضی اللہ عنہ) اس لڑائی میں ایک طرف ہو رہے، نہ انہوں نے حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کی طرف سے لڑائی میں حصہ لیا اور نہ ہی حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی طرف سے، اسی طرح حضرت سعد بن بن ابی وقاص، اسامۃ بن زید، عبداللہ بن عمر، ابوبکرہ، عمران بن حصین، اور اکثر سابقون اُولون (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) اس موقع پر الگ ہی رہے

① منهاج السنة، صفحه ۵۴۱، ۵۴۲، جلد ۱، طبع سعوديه.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(یعنی دونوں میں سے کسی کا بھی ساتھ نہیں دیا)

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہاں جنگ نہ واجب تھی اور نہ ہی مستحب، کیونکہ اگر اس جنگ میں حصہ لینا واجب یا مستحب ہوتا تو اس کو چھوڑنے (اور الگ رہنے پر) آدمی کی تعریف نہ کی جاتی (اشارہ ہے اس حدیث کی طرف جو حضرت محمد بن مسلمہ کے بارے میں گزری جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت محمد بن مسلمہ کے اس قتالِ فتنہ سے الگ رہنے کو بطور تعریف ذکر فرمایا۔ ناقل) بلکہ کسی واجب یا پسندیدہ چیز کا کرنا بنسبت اس کے چھوڑنے کے افضل ہوتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ یہ لڑائی (یعنی جنگ صفین) قتالِ فتنہ تھی......

اسی طرح صحیح میں نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

عنقریب ایک فتنہ بپا ہوگا، اس دوران (اپنی جگہ پر) بیٹھا رہنے والا، کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا، اور اپنی جگہ پر کھڑا رہنے والا، چلنے سے والے سے بہتر ہوگا، اور چلنے والا بھاگنے والے سے بہتر ہوگا، اور بھاگنے والا اس فتنہ میں پڑنے والے سے بہتر ہوگا......

اسی طرح کی اور بھی بہت سی صحیح احادیث ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ دونوں طرف سے جنگ اور لڑائی کا ترک کرنا ہی افضل تھا، یہی جمہور محدثین اور اہل سنت کا کہنا ہے، اور یہی امام مالک، امام ثوری اور امام احمد وغیرہا کا مذہب ہے''۔

نوٹ: اس عبارت میں حافظ ابن تیمیہ (رحمہ اللہ) صراحت کے ساتھ ان حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے موقف کو ترجیح دے رہے ہیں جو ان باہمی جنگوں اور قتال فتنہ سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الگ رہے اور کسی کا بھی ساتھ نہیں دیا ...... اور یہ ترجیح بہت سی صحیح احادیث کی بنیاد پر دے رہے ہیں، نیز انہوں نے ان بعض جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام بھی لکھے ہیں جو غیر جانبدار رہے۔

پھر ایک جگہ چند اقوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَيُقَالُ: حَادِي عَشَرَ قَوْلُكُمْ: "بَايَعَهُ الْكُلُّ بَعْدَ عُثْمَانَ".

مِنْ أَظْهَرِ الْكَذِبِ، فَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ: إِمَّا النِّصْفُ، وَإِمَّا أَقَلُّ أَوْ أَكْثَرُ لَمْ يُبَايِعُوهُ، وَلَمْ يُبَايِعْهُ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَلَا ابْنُ عُمَرَ وَلَا غَيْرُهُمَا.①

''اور جو گیارہویں بات یہ کہی جاتی ہے کہ: حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کے بعد سب نے ان (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کی بیعت کر لی تھی ...... تو یہ بات صاف جھوٹ ہے، کیونکہ بہت سے مسلمانوں نے، آدھوں نے یا اس سے ذرا کم یا اس سے زیادہ نے (یعنی تقریباً آدھوں نے) ان کی بیعت نہیں کی تھی، سعد بن ابی وقاص نے نہیں کی تھی، ابن عمر نے نہیں کی تھی''۔

نوٹ: امام ابن تیمیہ (رحمہ اللہ) سے بڑا قاطع رافضیت شاید ہی کوئی ہوا ہے، اور وہ فرما رہے ہیں کہ اس وقت موجود مسلمانوں کی آدھی کے قریب تعداد نے حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کی بیعت نہیں کی تھی، اور پہلے انہی کی بات گزری کہ سابقون اولون میں اکثر لوگوں نے ان کی بیعت نہیں کی تھی۔

ایک اور جگہ یہی امام ابن تیمیہ (رحمہ اللہ) لکھتے ہیں:

فَإِنَّ ثُلُثَ الْأُمَّةِ - أَوْ أَقَلَّ أَوْ أَكْثَرَ - لَمْ يُبَايِعُوا عَلِيًّا، بَلْ قَاتَلُوهُ وَالثُّلُثُ الْآخَرُ لَمْ يُقَاتِلُوا مَعَهُ وَفِيهِمْ مَنْ لَمْ يُبَايِعْهُ أَيْضًا، وَالَّذِينَ لَمْ يُبَايِعُوهُ مِنْهُمْ مَنْ قَاتَلَهُمْ،

① منهاج السنة، صفحه ۵۱۵، ۵۱۶ جلد ۴، طبع سعوديه.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ يُقَاتِلْهُمْ... ①

''بے شک امت کے ایک تہائی کے قریب لوگوں نے حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کی بیعت نہیں کی تھی، بلکہ ان کے ساتھ جنگ بھی کی، اور دوسرے ایک تہائی نے ان کے ساتھ جنگ تو نہ کی لیکن ان میں بھی ایسے تھے جنہوں نے ان کی بیعت نہیں کی تھی، اور پھر جنہوں نے ان کی بیعت نہیں کی تھی ان میں سے کچھ ایسے بھی تھے جنہوں نے ان کے ساتھ قتال کیا اور ایسے بھی تھے جنہوں نے نہیں کیا''۔

اور حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ:

''اے برادر! اس معاملہ میں (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت نہ کرنے میں) امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) تنہا نہیں ہیں، بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کم و بیش نصف جماعت اس معاملہ میں حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) کہ شریک ہیں''۔②

تو کیا مدیر ''مجلہ صفدر'' کے نزدیک وہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ علیہم اور علماء اہل سنت ان کے ''فرضی'' یزیدی تھے جو مشاجرات صحابہ میں توقف اور غیر جانبداری کے قائل تھے اور کسی بھی جانب کے قطعی صواب و خطا کے قائل نہ تھے؟ یا کیا وہ صحابہ کرام و تابعین (ان کے فرضی) یزیدی تھے جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آخر دم تک بیعت نہیں کی تھی اور نہ ہی ان جنگوں میں ان کا ساتھ دیا تھا، یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مد مقابل لشکر میں شامل رہے تھے؟

الغرض! جب اس بارے خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تین گروہ تھے اور سب سے

① منہاج السنة، صفحہ ۳۳۸، جلد ۸، طبع سعودیہ۔
② مکتوبات امام ربانی، اردو، دفتر اول، مکتوب نمبر: ۲۵۱، طبع ادارہ مجددیہ کراچی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بڑا گروہ ''غیر جانبدار'' صحابہ کا تھا تو پھر اس پر اصرار کرنا کہ مشاجرات صحابہ میں سے ضرور ایک گروہ کو ''حق پر'' اور دوسرے کو ضرور ''ناحق پر'' (جسے ہمارے کرم فرما اجتہادی خطا بتا کر اس پر اجر بھی دے رہے ہیں) ہی کہا جائے، اور جو کہے کہ ہم تو اس بارے میں سکوت اور توقف ہی کو بہتر سمجھتے ہیں اس پر ''یزیدی'' اور ''ناصبی'' کے آوازے کسے جائیں کہاں کا انصاف ہے؟

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کیا ہی خوب فرمایا تھا (جس کا حوالہ پہلے بھی گزرا) جب آپ سے سوال کیا گیا کہ:

''یا ابا عبداللہ ما تقول فیما کان من علي ومعاویة رحمهما اللہ؟ فقال ابو عبداللہ: ما أقول فیها الا الحسنیٰ رحمهم اللہ أجمعین''۔ ①

''اے ابو عبداللہ (امام احمد بن حنبل کی کنیت ہے) جو کچھ حضرت علی رضی اللہ عنہ ومعاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ہوا آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: میں اس بارے میں سوائے اچھی بات کے کچھ نہیں کہتا، اللہ کی ان دونوں پر رحمت ہو''۔

① السنة لابی بکر الخلال، الجزء الثانی، ص ۴۶۰، روایت نمبر ۷۱۳، طبع دار الرایة، الریاض۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قسط ۹ مدیر مجلّہ صفدر اور ان کے فرضی یزیدی گروہ کے درمیان تیسرا اختلاف

اب ہم آتے ہیں مدیر ''مجلہ صفدر'' کے خیال میں (بزعمہ) اہل سنت اور (ان کے فرضی) ''یزیدی'' گروہ کے درمیان تیسرے بنیادی اختلاف کی طرف، صاحب مضمون نے تیسرا بنیادی اختلاف کچھ یوں ذکر کیا ہے:

''اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا ''یزید'' بالاتفاق فاسق (گناہ گار مسلمان) تھا اور واقعہ حرہ، حرمت بیت اللہ کی پامالی اور اختیار کے باوجود قاتلان سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے سربراہ کو سزا نہ دینے کا جرم دار تھا لیکن اس کے ان کرتوتوں میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا کوئی دخل اور قصور نہ تھا کیونکہ یہ واقعات تو ان کے دنیا سے جانے کے بعد پیش آئے، نیز یزید کی عملی خرابیوں کا ان کو علم بھی نہیں تھا لہٰذا سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی عظمت اور صحابیت کی آڑ میں فسق یزید سے انکار یا فسق یزید کی آڑ میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ادنی بے ادبی دونوں گمراہی ہیں۔

جبکہ یزیدی گروہ یزید کو ''خلیفہ عادل'' اور ''امیر المؤمنین سیدنا یزید رحمہ اللہ تسلیم کرتا ہے اور اس کی طرف فسق کی نسبت کو درست نہیں سمجھتا''۔

تیسرے اختلاف پر پہلا تبصرہ:

مدیر ''مجلہ صفدر'' کے اس دعوے پر بات کرنے سے پہلے چند باتوں کی وضاحت اشد ضروری ہے تاکہ ہماری آئندہ آنے والی ابحاث کو پڑھنے والے دوست ہمارے بارے میں کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہوں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وضاحت نمبر 1: حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو دوسرے صحابہ اور اہل بیت (رضی اللہ عنہم) کی طرح واجب الاحترام سمجھنا، ان سے محبت رکھنے کو موجب سعادت یقین کرنا، ان کے حق میں بدگوئی اور ان کی اہانت وتحقیر کو ناجائز قرار دینا اور ان کو ہر اس فضیلت و بزرگی کا مستحق سمجھنا جو صحیح احادیث میں وارد ہوئی ہے، عقائد اہل سنت میں داخل ہے۔

وضاحت نمبر 2: انسانوں میں انبیاء کے بعد کوئی بھی انسان بشمول صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) معصوم نہیں، لہٰذا غلط فہمی اور خطا اجتہادی کو کسی بھی صحابی کے حق میں محال سمجھنا ہرگز عقائد اہل سنت میں داخل نہیں (خود مدیر مجلہ صفدر نے خطا اجتہادی کو کسی کی تنقیص نہیں بلکہ موجب اجر وثواب لکھا ہے) چنانچہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ نے اپنے ایک مکتوب میں اس کی تصریح فرمائی ہے کہ: ''حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور دوسرے ائمہ اہل بیت رضی اللہ عنہم، اہل سنت کے نزدیک دوسرے ائمہ مجتہدین کی طرح امام اور مجتہد ہیں جن سے خطا اجتہادی ممکن ہے، ہمارا عقیدہ شیعوں کی طرح یہ نہیں کہ امام سے غلطی اور خطا ممتنع اور محال ہو''۔①

وضاحت نمبر 3: حضرت حسین رضی اللہ عنہ باغی نہیں تھے، نہ ہمارے نزدیک ان کا خروج معصیت تھا، بلکہ وہ اپنے اجتہاد کی رُو سے یہ سمجھتے تھے کہ یزید کی ولی عہدی کے لیے جو طریقہ کار اپنایا گیا (باپ کے بعد بیٹے کو ولی عہد بنانا) درست اقدام نہیں، ان کا اس بارے میں دیگر صحابہ کرام (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور وہ تمام صحابہ جنہوں نے یزید کی ولی عہدی کی تجویز سے اتفاق کیا تھا) سے اجتہادی اختلاف تھا، اس لئے وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد بھی اپنے اسی اجتہادی موقف پر قائم

---

① ماہنامہ تذکرہ، ماہ اکتوبر ۱۹۵۹ ص ۱۵، بحوالہ تبصرہ بر شہید کربلا و یزید از محدث اعظم حبیب الرحمن اعظمی رحمہ اللہ، ص ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہے اور یزید کی بیعت خلافت نہیں کی اور موقع کا انتظار فرماتے رہے کہ (ان کی رائے میں) صحیح خلافت قائم ہونے کے امکانات پیدا ہو جائیں، اسی سلسلے میں آپ نے عراق کی طرف سفر فرمایا، لیکن جب آپ کو کوفیوں کی غداری کا علم ہو گیا تو آپ نے اپنا پہلا ارادہ تبدیل کر لیا مگر پہلے آپ کے ساتھیوں نے اور بعد میں ابن زیاد کے آدمیوں نے آپ کو نہ واپس ہونے دیا نہ یزید کے پاس جانے دیا، مجبوراً آپ نے ابن زیاد کی فوج کا مقابلہ کیا اور مردانہ وار لڑ کر آپ نے اور آپ کے ساتھیوں نے جام شہادت نوش فرمایا۔ رضی اللہ عنہ

وضاحت نمبر 4: یزید نہ تو ائمہ علم میں سے تھا، نہ ائمہ تقوی میں سے، وہ اپنے جیسے دوسرے مسلمان بادشاہوں کی طرح ایک بادشاہ تھا، تاہم وہ مسلمان تھا، کافر ومرتد نہ تھا، علماء اہل سنت نے اس کے مسلمان ہونے کی تصریح کی ہے (خود مدیر ''مجلہ صفدر'' نے بھی اپنے دعوے میں اسے فاسق ہی لکھا ہے اور فاسق کی وضاحت ''گناہ گار مسلمان'' کے الفاظ سے کی ہے)

ان چند اہم وضاحتوں کے بعد اب آیئے مدیر ''مجلہ صفدر'' کے دعوے کا جائزہ لیتے ہیں، چنانچہ سب سے پہلے وہ لکھتے ہیں کہ:

''اہل سنت والجماعت کے نزدیک سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا یزید بالاتفاق فاسق (گناہ گار) مسلمان تھا''۔

جہاں تک یزید کے فاسق ہونے اور اس پر ''اہل سنت والجماعت کے اتفاق'' کی بات ہے تو اس پر ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھتے، بلکہ ہندوستان کے ایک معروف عالم، محدث کبیر ومحدث جلیل حضرت مولانا ابوالمآثر حبیب الرحمن اعظمی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۱۲ ہجری) کی کتاب ''تبصرہ بر شہید کربلا ویزید'' سے ہی چند اقتباسات نقل کرتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں، تاکہ اگر کسی نے ''یزیدی یزیدی'' کی گردان پڑھنی ہے تو وہ ذرا دیکھ بھال کے پڑھے، یہ مولانا حبیب الرحمن اعظمی رحمہ اللہ وہ ہیں:

جنھیں علامہ زاہد کوثری رحمہ اللہ "العلامة الأوحد والنحرير المفرد" لکھا کرتے تھے۔

جنہیں شیخ الازہر، امام اکبر شیخ عبدالحلیم محمود رحمہ اللہ نے "أكبر علماء العالم الاسلامي" کا خطاب دیا تھا۔

جنہوں نے اپنی پہلی ملاقات میں "أنا حبيب الرحمن الاعظمی من الهند" کہہ کر اپنا تعارف کروایا تو ان کے لیے علامہ مجدد شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ احتراماً اپنی نشست سے کھڑے ہو گئے اور مولانا اعظمی کو اپنی نشست پر بٹھایا۔

جن کو ڈاکٹر محمد حمید اللہ رحمہ اللہ نے ''شاہ ولی اللہ ثانی'' کہا۔

جن کے بارے میں شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے یہ تجویز منظور کروائی کہ جمعیۃ علماء ہند کی ورکنگ کمیٹی کے سامنے جب بھی کوئی فقہی مسئلہ پیش ہو تو محدث جلیل مولانا حبیب الرحمن اعظمی سے استصواب رائے کئے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کیا جائے گا۔

جنہیں محدث العصر مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ ''اپنے وقت کا عظیم محدث'' فرمایا کرتے تھے۔

جنہیں استاذی المکرم حضرت شیخ عبدالحمید سواتی نور اللہ مرقدہ نے ''فخر المحدثین، سید الفقہاء، تاج العلماء اور رئیس المحدثین لکھا[1]۔''

نوٹ: مہتمم دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا قاری طیب صاحب قاسمی رحمہ اللہ نے

---

① بحوالہ: حیات ابوالمآثر، طبع مرکز تحقیقات وخدمات علمیہ، مئو، انڈیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''شہید کربلاء و یزید'' نامی کتاب لکھی تھی، مولانا اعظمی رحمہ اللہ کا تبصرہ اسی کتاب پر ہے۔

آیئے اسی محقق جلیل و محدث کبیر کی کتاب ''تبصرہ بر شہید کربلاء و یزید'' سے اس موضوع سے متعلق چند اقتباس پڑھیں:

''عقیدہ فسق یزید کا تعلق سنیت سے نہیں ہے، نہ اثباتاً نہ نفیاً، بلکہ اس کی حیثیت محض ایک علمی تحقیق کی ہے، اگر کسی عالم کے نزدیک شرعی قواعد کے ماتحت اس کا فسق ثابت ہو، اور وہ اس کو فاسق مانتا ہو تو وہ بھی سنی ہے، اور کسی عالم کے نزدیک ان قواعد کی رُو سے اس کا فسق ثابت نہ ہوتا ہو، اس لئے وہ اس کو فاسق نہ مانتا ہو تو وہ بھی سنی ہے''۔①

''عقائد اہل سنت میں یہ بات ہرگز داخل نہیں ہے کہ یزید کو لازمی طور پر فاسق و فاجر اور مستحق ذم و عیب سمجھا جائے، یہ بات اگر عقائد اہل سنت میں داخل ہوتی تو بہت سے اکابر اہل سنت یزید کے باب میں اپنے ان خیالات کا اظہار نہ فرماتے جن کو آگے کسی مناسب موقع پر ہم انھیں کے الفاظ میں نقل کریں گے②۔''

''اب یہاں تھوڑی دیر رک کر بغور دیکھیے کہ وفات معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ و حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے علاوہ تمام اہل مدینہ جن میں ابن عمر رضی اللہ عنہما و ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی شامل ہیں، یزید کی بیعت کر لیتے ہیں، اور کوئی ایک شخص بھی زبان پر یہ نہیں لاتا کہ وہ شرابی، کبابی، فاسق و فاجر ہے، حتی کہ جن دو بزرگوں نے بیعت سے پرہیز کیا وہ بھی اس کا اشارہ تک نہیں کرتے کہ ہم اس کے فسق و فجور کی وجہ سے پرہیز کرتے ہیں، حد ہو گئی

① صفحہ نمبر: ۱۰۹، طبع مئو، انڈیا۔ ② صفحہ ۱۲

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کہ جب ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم ان حضرات کو تفریق بین جماعت مسلمین سے بچنے کی نصیحت کرتے ہیں، اس وقت بھی وہ یہ نہیں فرماتے کہ تفریق جماعت بے شک بری چیز ہے لیکن ابھی اس کی بیعت ہی کہاں مکمل ہوئی ہے، نیز ایک فاسق و فاجر کو باختیار خود امام و امیر بنانا بھی تو کوئی اچھی بات نہیں ہے لہٰذا ہم اس کے ہاتھ میں ہاتھ کس طرح رکھ دیں؟''①

''آپ تاریخوں میں یہ پورا بیان پڑھ جائیے، آپ کو کہیں نہ ملے گا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کے فسق و فجور کا ذکر کیا، یا کوفیوں نے یہ کہا یا لکھا کہ

''یزید بے نمازی ہو گیا ہے، شراب پیتا ہے، ایسا ہے ویسا ہے، نہ اس کا ہی ذکر ملے گا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کبھی یہ کہا ہو کہ مجھ کو تو امارت سے کوئی مطلب نہیں نہ اس کی کوئی خواہش ہے، میں تو صرف یزید کے فسق و فجور کے خلاف جنگ کے لیے نکلا ہوں''۔②

''اس طویل گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ اس وقت تک (یعنی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت تک۔ ناقل) یزید کے فسق کی کوئی تاریخی شہادت نہیں ملتی، نہ اس کی شہادت ملتی ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اس کے فسق کے خلاف علم جہاد بلند کرنے کے لیے نکلے تھے③۔''

''اب ان باتوں کو دھیان میں رکھ کر یہ بتائیے کہ اگر یزید فاسق ہوتا اور

①صفحہ ۳۸، ۳۹. ②صفحہ ۳۹، ۴۰.
③صفحہ ۴۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے فسق و فجور کو مٹانے کے لئے نکلے ہوتے، تو کیا یہ ممکن ہے کہ وہ اپنے ساتھیوں کو واپس کرا دیتے؟ یا یہ خود لوٹنے کا ارادہ کر سکتے تھے؟ یا یزید کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کی آمادگی ظاہر کر سکتے تھے؟ یا یہ کہہ سکتے تھے کہ مجھے یزید کے پاس روانہ کر دو؟''①

''یہاں پہنچ کر ایک بار پھر ہم اس بات کی وضاحت کر دینا چاہتے ہیں کہ ہمارا مقصد ہرگز ہرگز یزید کو ولی، یا خلیفہ راشد، یا امام و مقتدی ثابت کرنا نہیں ہے، نہ ہم اس کو زمرہ ابرار و اتقیائے مسلمین میں شمار کرنے کو کہتے نہ شمار کرتے ہیں، اور نہ ہم اس کے ساتھ ایسی حسن عقیدت رکھنے کی دعوت دیتے ہیں جو عقیدت خلفاء راشدین، ائمہ دین، بزرگان اسلام، صالحین و متقین یا متشرع و عادل بادشاہوں کے ساتھ رکھی جاتی ہے، ہمارا مقصد تو صرف اتنا ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ سنی ہونے اور مسلک اہل حق پر اپنے کو قائم ثابت کرنے کے لیے یزید کے فسق و فجور کا اعتقاد رکھنا ضروری نہیں ہے، نہ یہ بات عقائد اہل سنت میں داخل ہے''۔②

مولانا اعظمی رحمہ اللہ، ''تواتر کی حقیقت'' کے تحت لکھتے ہیں:

''اور یہ جو بعض علماء جذبات کے رو میں بہہ کر کہہ دیتے ہیں کہ یزید کی بد اعمالیوں کی شہرت حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہے، تو میرے نزدیک یہ بات محبت اہل بیت کے جوش میں قلم سے نکل گئی ہے، مگر شریعت ایسے جوش کی کوئی حوصلہ افزائی نہیں کرتی، اور میں اس کو ان علماء کی اضطراری حرکت سمجھتا ہوں، ورنہ حقیقت کی میزان میں ان کی یہ بات پوری نہیں اترتی، ہر افواہ

①صفحہ ۴۱.   ②صفحہ ۴۹، ۵۰.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جو پھیل جائے اس کو خبر متواتر کہنا تواتر کی سخت توہین ہے، تواتر کے لیے جہاں اور شرطیں ہیں اس کی ایک ضروری شرط یہ ہے کہ اگر خبر کا تعلق دیکھنے کی چیز سے ہو تو ضروری ہے کہ اس کا مستندِ انتہا مشاہدہ ہو، ورنہ وہ متواتر نہیں ہوسکتی۔ پس یزید کی بداعمالیوں کو متواتر کہنے سے پہلے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ ان خبروں کا سلسلہ اوپر جا کر جہاں ختم ہوتا ہے، وہاں بکثرت ایسے لوگوں کے بیانات پائے جاتے ہیں یا نہیں جو یہ کہتے ہوں کہ ہم نے ان بداعمالیوں کا ارتکاب کرتے ہوئے یزید کو دیکھا ہے، اگر خبروں کا سلسلہ ایسے بیانات پر منتہی ہوتا ہے تو ان کو متواتر کہنا بے شک صحیح ہے، لیکن اگر ایسا نہیں ہے بلکہ ان کی آخری کڑی محض افواہ اور سنی سنائی باتیں ثابت ہوتی ہیں، تو ان کو متواتر کہنا بالکل غلط اور صریح مغالطہ ہے۔ واقعہ تو یہ ہے کہ آنکھ سے دیکھ کر کہنے والا ایک شخص بھی نہیں ہے، چہ جائیکہ جمِ غفیر، اور دعوی کر دیا جاتا ہے تواتر کا، حالانکہ اس صورت میں تواتر تو در کنار، شرعی اصول سے بداعمالیوں کا مطلقاً ثبوت نہیں ہوتا، ایسی صورت میں یزید پر شرعی اصول سے فاسق ہونے کا حکم کیسے لگے گا؟۔ امام غزالی فرماتے ہیں:

''لا یجوز نسبة مسلم الی کبیرة من غیر تحقیق، کسی مسلمان کو کسی گناہ کبیرہ کی طرف بغیر تحقیق منسوب کرنا جائز نہیں''①

''یزید کا فرو مرتد نہیں تھا، بلکہ اس کے فسق کا بھی کوئی لائق اعتماد ثبوت نہیں ہے، علماء اسلام نے اس کے مسلمان ہونے کی تصریح کی ہے، اور کسی

① صفحہ ۵۰، ۵۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلمان کو بلا ثبوت و دلیل فاسق کہنا جائز نہیں ہے، کوئی شہرت جو عینی شاہدوں کی شہادت پر مبنی نہ ہو لائق اعتماد و حجت نہیں ہے①۔''

''......ازاں جملہ چوتھی بات یزید کے فسق کو اجماعی قرار دینا اور یہ کہنا کہ اس کے فسق پر سب متفق تھے، بلکہ غایت بے باکی و جرأت سے یہاں تک لکھ ڈالنا ہے کہ یزید کے فسق و فجور پر صحابہ کرام سب کے سب متفق تھے، پھر علماء راسخین پر یہ تہمت باندھنا ہے کہ انہوں نے یزید کے فسق پر علماء سلف کا اتفاق نقل کیا ہے''۔②

''مہتمم صاحب کی پوری کتاب پڑھ جایئے (یعنی ''شہید کربلا و یزید''- ناقل) یزید کے فسق پر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے اتفاق کا ایک ثبوت بھی انہوں نے پیش نہیں کیا ہے، اور کیسے پیش کر سکتے جبکہ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ یزید کے عہد میں جتنے صحابہ تھے، سب نے یزید کی بیعت قبول کر لی تھی، صرف دو صحابیوں (حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ) نے بیعت نہیں کی تھی۔ اور عقلا و نقلا کسی طرح یہ درست نہیں ہے کہ دو کے سوا سب صحابہ ایک فاسق کی بیعت پر راضی ہو جائیں۔ اگر مہتمم صاحب فرمائیں کہ اس وقت یزید فاسق نہیں تھا، اور بعد میں ہوا تو

اولاً: انہوں نے تسلیم کر لیا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کا امتناع یزید کے فسق کی وجہ سے نہیں تھا۔

ثانیاً: ان کو بتانا پڑے گا کہ پھر بیعت کے کتنے دنوں بعد وہ فاسق ہوا، پھر مستند حوالوں سے بتانا پڑے گا کہ کن کن صحابیوں نے اس کو فاسق کہا ہے،

① صفحہ ۱۰۹۔ ② صفحہ ۷۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یا اس کے فاسقانہ اعمال کو بیان کیا ہے، اور اگر وہ یہ نہ کر سکیں تو ان کا یہ دعوی صحابہ پر کھلا ہوا افتراء ہے①۔''

''مہتمم صاحب نے یہ بھی نہیں سوچا کہ اگر یزید باتفاق صحابہ، فاسق ہوتا تو نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی اس فاسق و فاجر کے ساتھ ساتھ ہرگز لگے نہ رہتے، ہماری عقیدت اس بات کو کسی طرح قبول نہیں کرتی کہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ جیسے صحابی، ایک شرابی، زانی اور بے نمازی امیر کی مجلسوں میں برابر شریک ہوں گے، اس کی طرف سے سفارت کی خدمت انجام دیں گے اور اس کی طرف سے حمص کے امیر بن کر اس کی حکومت کو قوت پہنچائیں گے۔ اسی طرح ہماری عقیدت اس بات کو ہرگز قبول نہیں کر سکتی کہ ایک شرابی و بے نمازی و زانی کی بیعت توڑنے والوں کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جیسے فقیہ مجتہد، عالم باعمل اور متقی و پاک باز صحابی یہ حدیث سنانے جائیں گے کہ:

''جو امام کی اطاعت سے ہاتھ کھینچ لے گا وہ قیامت کے دن اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کے پاس کوئی حجت نہ ہوگی'' ...... ''اور جو اس حال میں مرے کہ اس کی گردن میں امام کی بیعت کا قلادہ نہ ہو، وہ جاہلیت کی موت مرا②۔''

اس موقع پر ابن عمر رضی اللہ عنہ کا اس حدیث کو سنانا صریح دلیل اس بات کی ہے کہ وہ یزید کو فاسق و فاجر نہیں سمجھتے تھے، اگر فاسق و فاجر سمجھتے تو یہ حدیث نہ سناتے، بلکہ یہ فرماتے کہ ایسے فاسق کی بیعت توڑ دینا جائز تو ضرور ہے،

① صفحہ ۴۳ تا ۴۷۔ ② مسلم ۱۲۸/۲۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مگر بڑے فتنہ کا اندیشہ ہے، لہٰذا یہ اقدام جائز یا مناسب نہیں ہے''۔ ①

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے علاوہ حضرت ابن عباس، حضرت انس، حضرت زید بن ارقم، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم اور اکثر کے قول پر حضرت ابوبرزہ اسلمی، حضرت نعمان بن بشیر، حضرت جابر بن عتیک، حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی، شیبہ بن عثمان حجبی، عبدالمطلب بن ربیعہ، حضرت ام سلمہ، حضرت مسلمہ بن مخلد، حضرت نوفل بن معاویہ، حضرت عمرو بن حزم، حضرت ابوسعید خدری، حضرت براء بن عازب، عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہم وغیرہ وغیرہ بکثرت صحابہ نے یزید کا عہد حکومت پایا ہے، کیا ان میں سے کسی ایک کا قول مہتمم صاحب دکھا سکتے ہیں کہ انہوں نے یزید کو فاسق کہا ہے، یا کم از کم یہی کہ انہوں نے یزید کے خلاف خروج کیا ہے''۔ ②

''اور یہ واقعہ ہے جس کا انکار ممکن نہیں ہے کہ یزید کی نماز جنازہ مسلمانوں نے پڑھی، اس نماز میں اس کا لڑکا معاویہ بن یزید امام تھا، جس کی نسبت مورخین متفق اللفظ ہیں کہ وہ بڑا نیک اور عبادت گزار تھا، اس کے علاوہ اس کے جیسے بلکہ اس سے بہتر بہت سے لوگ شریک جنازہ ہوں گے، ورنہ کم از کم اتنا تو یقینی ہے کہ کسی صحابی یا کسی عالم تابعی کو یزید کی نماز جنازہ پڑھنے پر (یعنی اس کے لیے دعائے رحمت و مغفرت پر) اعتراض نہیں ہوا، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ موت یزید کے وقت جو حضرات اہل علم موجود تھے ان کے نزدیک یزید کے لیے دعائے رحمت ناجائز نہیں تھی۔

اس کے بعد سنیے کہ حجۃ الاسلام امام غزالی نے یزید کے لیے دعائے رحمت

① صفحہ ۷۴، ۷۵۔ ② صفحہ ۷۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو نہ صرف جائز، بلکہ صراحۃً مستحب قرار دیا ہے:

وأما الترحم عليه فجائز بل مستحب ①

اور اس سے بڑھ کر یہ کہ مجتہد مطلق، خلیفہ راشد، امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز، یزید کے حق میں دعائے رحمت کرتے تھے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''لسان المیزان'' میں ابراہیم بن ابی عبد (ابن ابی عبلہ) کا قول نقل کیا ہے کہ: **سمعتُ عمر بن عبدالعزیز يترحّم على يزيد بن معاويه**

''میں نے عمر بن عبدالعزیز کو یزید کے حق میں دعائے رحمت کرتے خود سنا ہے'' حیرت ہے کہ یزید کی باب میں غلوّ کرنے والے لوگ عمر بن عبدالعزیز کے اس اثر کو اچھالتے پھرتے ہیں کہ انہوں نے ایک شخص کو صرف اس بنا پر بیں کوڑے مارے کہ اس نے یزید کو امیر المؤمنین کہہ دیا تھا، اور اسی اثر کے ساتھ ساتھ لسان المیزان میں یہ اثر مذکور ہے کہ عمر بن عبدالعزیز، یزید کے لیے دعائے رحمت کرتے تھے، تو اس کا کوئی نام بھی لینا گوارا نہیں کرتا۔ حالانکہ کوڑے مارنے کی روایت بہت زیادہ محل نظر اور محتاج تحقیق ہے......''۔②

قارئین محترم! یہ تمام اقتباسات ہمارے نہیں، بلکہ محدث جلیل و محقق کبیر مولانا حبیب الرحمن اعظمی رحمہ اللہ کے کتاب ''شہید کربلا و یزید'' پر کیے گئے تبصرے سے نقل کیے گئے ہیں (جو اَب مطبوعہ صورت میں انٹرنیٹ پر بھی موجود ہے)، آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ مولانا اعظمی کی تحقیق اور رائے ہے جس سے ہر کسی کا متفق ہونا ضروری نہیں، بہت سے

① مرآۃ الجنان: ۳/۱۷۶۔

② لسان المیزان صفحہ ۹۱، ۹۲۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

دوسرے علماء کی رائے اس کے خلاف ہے، لیکن اتنی بات ضرور ذہن میں رہنی چاہیے کہ دونوں طرف کی آراء میں سے وہی رائے درست ہوگی جس کی بنیاد شرعی اصولوں پر قائم ہوگی۔

ہم سمجھتے ہیں کہ مولانا اعظمی کی مندرجہ بالا باتیں شرعی اصولوں کی بنیاد پر قائم ہیں، اور اصول تو اصول ہوتے ہیں، وہ کسی شخصیت کی وجہ سے تبدیل نہیں ہوتے۔

نوٹ: آج کل کچھ لوگ یہ غلط فہمی پھیلاتے ہیں کہ اس تبصرہ کی نسبت مولانا اعظمی رحمہ اللہ کی طرف مشکوک ہے، کیونکہ ان کی زندگی میں یہ شائع نہیں کیا گیا تھا، تو ہم یہ وضاحت کر دیں کہ مولانا کا یہ تبصرہ ان کی آل و اولاد نے شائع کیا ہے، اور اس تبصرے کے قلمی نسخے کا مولانا اعظمی رحمہ اللہ کی سوانح حیات حیات ابوالمآثر میں بھی ذکر کیا گیا تھا، نیز کسی مصنف کی کوئی تحریر اس کی زندگی میں شائع نہ ہونا اس بات کی ہرگز دلیل نہیں کہ یہ تحریر اس کی نہیں۔

نوٹ 2: مولانا حبیب الرحمن اعظمی رحمہ اللہ کے مذکورہ بالا تبصرہ کے جواب میں ہندوستان کے ایک عالم مولانا سید طاہر حسین گیاوی نے ایک کتاب لکھی ہے، انہوں نے بھی ہرگز اس بات کا انکار نہیں کیا کہ مولانا اعظمی رحمہ اللہ کا جو تبصرہ شائع ہوا ہے وہ ان کا لکھا ہوا نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قسط ۱۰ مدیر مجلّہ صفدر اور فسق یزید

مولانا عتیق الرحمن سنبھلی نے کیا ہی خوب بات لکھی ہے:

''آنحضرت ﷺ کی قرابت بے شک قابل صد لحاظ اور واجب الاحترام شئ ہے، وہ آدمی بدنصیب ہے جو آپ کی قرابتوں کا لحاظ اور احترام نہ کر سکے۔ لیکن لحاظ و احترام الگ چیز ہے اور معصومین محض کا درجہ کسی کو دینا الگ چیز ہے۔ شیعیت آنحضرت ﷺ کے ساتھ حضرت فاطمہ، حضرت علی اور حضرات حسن وحسین (رضی اللہ عنہم) اور اپنے دیگر ائمہ کو بھی عصمت کے درجے پر فائز کرتی ہے، نتیجہ میں ان محترم حضرات سے کسی خطا اور بھول چوک کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا، جبکہ ان سے اختلاف کی صورت میں اختلاف کرنے والا لازماً ہی خطا کار و گنہ گار قرار پائے گا۔ ہم اہل سنت بطور عقیدہ یہ بات نہیں مانتے، مگر بہت تھوڑے لوگوں کو چھوڑ کر ہمارا عمل اسی ذہنی رویے کی شہادت دیتا ہے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے تک کے معاملات میں بعض دوسری اعتقادی قسم کی رکاوٹیں ہمیں اس رویے کے اظہار کی اجازت دیتیں، لیکن اس دور کے ختم ہونے کے بعد جو نیا دور شروع ہوتا ہے تو ہمارے اس رویے کے اظہار کا دور بھی شروع ہو جاتا ہے......①

نیز آگے ایک مقام پر لکھا ہے اور کیا ہی خوب لکھا ہے کہ:

① واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر، صفحہ ۲۳ طبع پنجم، لکھنو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''یزید سے ہماری کوئی رشتہ داری نہیں، اگر ہے تو پہلے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے ہے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے ہماری کوئی رشتہ داری نہیں، اور اگر ہے تو پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہے، مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جن کی ذات اقدس کی طرف یہ تمام رشتہ داریاں لوٹتی ہیں ان کی مبارک تعلیم نے ہمارا رشتہ سب سے پہلے حق وصداقت کے ساتھ قائم کر دیا ہے، باقی تمام رشتہ داریوں کا درجہ اس کے بعد رکھا ہے......

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ ۚ ......﴾ ①

''اے ایمان والو مضبوط کھڑے رہو انصاف کے ساتھ گواہ بن کر اللہ کے، اگرچہ گواہی تمہارے اپنے خلاف ہو یا تمھارے والدین اور رشتہ داروں کے خلاف ہو''۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ ۖ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا ۚ اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۖ ......﴾ ②

''اے ایمان والو کھڑے ہو مضبوط اللہ کے لیے انصاف کے گواہ بن کر اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں بے انصافی پر آمادہ نہ کرے، انصاف ہی کرو کہ یہ قرین تقوی ہے''

اسلام کی اس واضح اور صریح تعلیم کو دھیان میں رکھتے ہوئے ہمیں تو اس کی کوئی گنجائش نظر نہیں آتی کہ یزید کے لیے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے لیے ہمارے پاس الگ الگ ترازو اور الگ الگ پاٹ ہوں بلکہ :العین تدمع

---

① النساء: ۱۳۵۔ ② المائدہ: ۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والقلب یحزن ولا نقول الا بما یرضی به ربّنا ''آنکھوں میں نمی ہے اور دل میں غم مگر زبان سے بس وہی کہیں گے جو ہمارے رب کو پسند ہے''۔①

نوٹ: چونکہ مولانا عتیق الرحمن سنبھلی کی اس کتاب کے بارے میں اپنے آپ کو دیوبندی کہلانے والے کئی حضرات نے منفی پروپگنڈہ کیا ہے اور آج بھی کرتے ہیں اس لئے یہ بتانا ضروری ہے کہ دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء میں ایک سوال آیا کہ:

''میں واقعہ کربلا کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں، براہ کرم مجھے کسی دیوبندی عالم کی اس موضوع پر کسی مستند کتاب کا نام بتائیں''۔

تو اس کے جواب میں جو لکھا گیا وہ کچھ یوں ہے:

''واقعہ کربلا کے موضوع پر متعدد کتابیں تصنیف کی گئی ہیں، لیکن اکثر کتابیں ان روایات پر مبنی ہیں جو باہم متضاد ہیں یا شیعوں کی من گھڑت ہیں، البتہ جناب مولانا عتیق الرحمن سنبھلی صاحب مدظلہ (صاحبزادہ مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ) نے ایک کتاب مرتب فرمائی ہے، اس میں مولانا موصوف مدظلہ نے شیعی راویوں کے بیانات اور روایات کا باہمی تعارض اور ان کی درایت پر بحث کرتے ہوئے اعتدال پر مبنی موقف پیش کیا ہے اور حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ نے اس کی تائید فرمائی ہے، اس کتاب کا نام ہے واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر نئے مطالعہ کی روشنی میں لہٰذا آپ اس کا مطالعہ فرمائیں''۔②

---

① واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر، صفحہ ۳۷، ۳۸

② فتوی آئی ڈی: ۹۷۰-۶۴۴ - ۱۰۱۰/ ۱۴۳۷ء، یہ جواب دارالعلوم دیوبند کی ویب سائٹ پر مورخہ ۱۳ اگست ۲۰۱۶ کو شائع کیا گیا اور آج بھی اس لنک: http://www.darulifta-deoband.com/home/ur/Others/: 84; 8 پر موجود ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قارئین محترم! یہاں تک جو ہم نے نقل کیا وہ ہماری طرف سے نہیں بلکہ علماء اہل سنت اور خاص طور پر علماء دیوبند کا لکھا ہوا ہی پیش کیا ہے اور مدیر ''مجلہ صفدر'' بھی اپنے آپ کو صرف دیوبندی نہیں سمجھتے بلکہ دیوبندیت کے تمام حقوق وہ اپنی جماعت کے لیے محفوظ سمجھتے ہیں۔

اب ہم مدیر ''مجلہ صفدر'' کی چند مزید باتوں پر مختصر تبصرہ کر کے آگے بڑھتے ہیں، انہوں نے مندرجہ ذیل باتیں لکھی ہیں:

۱۔ اہل سنت والجماعۃ کے نزدیک یزید بالاتفاق فاسق تھا، اور پھر فاسق کی وضاحت ''گناہگار مسلمان'' سے کی ہے۔

۲۔ اس کے جرائم میں واقعہ حرہ، حرمت بیت اللہ کی پامالی اور اختیار کے باوجود قاتلان سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے سربراہ کو سزا نہ دینا شامل ہیں۔

۳۔ اس میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا کوئی قصور نہ تھا کیونکہ یہ واقعات تو ان کے دنیا سے جانے کے بعد پیش آئے۔

۴۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو یزید کی عملی خرابیوں کا علم نہیں تھا۔

۵۔ یزید کے فسق سے انکار گمراہی ہے۔

۶۔ اسی طرح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ادنی سی بے ادبی بھی گمراہی ہے۔

۷۔ یزیدی گروہ، یزید کو ''خلیفہ عادل'' اور ''امیر المؤمنین سیدنا یزید رحمہ اللہ'' تسلیم کرتا ہے اور اس کی طرف فسق کی نسبت کو درست نہیں سمجھتا۔

یہ ہیں وہ دعوے جو مدیر ''مجلہ صفدر'' اور ان ہم نوا دہراتے رہتے ہیں، اب ہم نمبروار اِن پر تبصرہ کرتے ہیں۔

جہاں تک ان کی یہ بات ہے کہ ''اہل سنت والجماعت کے نزدیک یزید

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بالاتفاق فاسق تھا'' تو اس کا جواب مولانا حبیب الرحمن اعظمی رحمہ اللہ کی کتاب کے اقتباسات میں تفصیل کے ساتھ آ گیا ہے۔

مدیر ''مجلہ صفدر'' نے اہل سنت والجماعت کا مسلک یہ لکھا ہے کہ ''وہ یزید کو صرف فاسق یعنی گناہگار مسلمان'' سمجھتے ہیں جس کا مطلب ہے کہ کافر یا مرتد نہیں سمجھتے، اب ہمارا سوال ہے کہ اگر اہل سنت میں سے کسی نے یزید کو کافر کہا ہو تو کیا مدیر ''مجلہ صفدر'' کے نزدیک وہ ''اہل سنت'' میں شمار ہوگا یا ''روافض'' میں؟ اس کے بعد ہم ان حضرات کے نام بتائیں گے جنہوں نے یزید کو کافر لکھا ہے اور اس کے بعد بھی وہ ''اہل سنت'' سمجھے جاتے ہیں۔

مدیر ''مجلہ صفدر'' سے یہ بھی سوال ہے کہ ایک ''گناہگار مسلمان'' کے لیے مغفرت یا رحمت کی دعا کی جا سکتی ہے یا نہیں؟ نیز یہ کیسے معلوم ہوگا کہ اس گناہگار نے اپنے گناہوں سے موت سے پہلے توبہ کی تھی یا نہیں؟

مدیر ''مجلہ صفدر'' نے یزید کے جرائم کی فہرست واقعہ حرہ، بیت اللہ کی بے حرمتی اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کے سربراہ کو سزا نہ دینا گنوائی ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک بھی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت سے پہلے یزید کا کوئی جرم یا اس کے فسق فجور کا کہیں کوئی اتہ پتہ نہ تھا، ورنہ وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے ہی یزید کا فسق نقل کر دیتے، تو پھر آپ کے جد امجد حضرت قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ نے یہ کس بنیاد پر لکھا ہے کہ:

> ''حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے جو یزید کی بیعت نہ کی اور یزیدی گروہ سے دفاعی جنگ کی نوبت آئی تو یہ سب کچھ یزید کو فاسق سمجھنے کی وجہ سے ہوا''۔①

---

① خارجی فتنہ جلد دوم، صفحہ نمبر ۱۷ طبع اول۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نیز مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی (رحمہ اللہ) کی ''تجلیات صفدر، جلد ا ص ۴۹۲ طبع اول'' دیکھ لیں، لکھا ہے: ''سیدنا امام حسین (رضی اللہ عنہ) کے اس خروج کی بنیاد یزید کا فسق وفجور تھا''۔

اب سوال وہی پیدا ہوتا ہے جس کی طرف مولانا حبیب الرحمن اعظمی رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے کہ کم از کم وہ چار یا پانچ حضرات جنہوں نے پہلے مرحلے میں یزید کی ولی عہدی کی تجویز سے اختلاف کیا اس وقت ان میں سے کسی نے یا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد جب یزید کی بیعت خلافت ہوئی تو جو دو حضرات (حضرت حسین وحضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما) اس بیعت سے الگ رہے انہوں نے ہی اپنے اختلاف یا بیعت سے الگ رہنے کی وجہ یزید کا فسق وفجور بتایا ہوتا؟؟ اگر ایسی بات کہیں مذکور ہے تو وہ پیش کی جائے، ورنہ یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ بیعت نہ کرنے والے حضرات کا اختلاف یزید کی ذات پر نہیں بلکہ اس طریق کار پر تھا جس کے ذریعے یزید کو ولی عہد بنایا گیا۔

پھر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا سانحہ ہو یا واقعہ حرہ ہو یا حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے خلاف یزید کا ایکشن جسے مدیر ''مجلہ صفدر'' بیت اللہ کی بے حرمتی سے بیان کر رہے ہیں یہ واقعی افسوس ناک واقعات ہیں اس میں کوئی شک نہیں، لیکن کیا مدیر ''مجلہ صفدر'' اصول اہل سنت کی روشنی میں ان تمام واقعات کے پس منظر اور ان کی حیثیت پر بات کر سکتے ہیں؟

یاد رہے! شریعت کے اصولوں میں انسانی جذبات کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی، واقعہ حرہ کی وجوہات کیا ہوئیں؟؟ اس واقعہ میں مدینہ میں موجود اہل بیت کے افراد کا موقف کیا رہا؟؟ بیعت توڑنے والوں کا موقف کن شرعی اصولوں پر قائم تھا؟ یہ سب باتیں تفصیل طلب ہیں لہٰذا ہم یہاں ان کی تفصیل میں نہیں جاتے، مولانا اعظمی رحمہ اللہ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتاب سے نقل کردہ اقتباسات میں اس سب کا جواب تلاش کیا جا سکتا ہے۔

جہاں تک بات ہے بیت اللہ کی بے حرمتی کی، تو عرض کرتا ہوں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تو حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو بھی اللہ کے حرم کو حلال کرنے والوں میں شمار کیا تھا...... فَقَالَ: مَعَاذَ اللهِ، إِنَّ اللهَ كَتَبَ ابْنَ الزُّبَيْرِ وَبَنِي أُمَيَّةَ مُحِلِّينَ ......① تو مدیر مجلہ صفدر یہاں کیا فرماتے ہیں؟؟ کوئی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس بات کو بنیاد بنا کر حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو بھی بیت اللہ کی بے حرمتی کرنے والا کہنا شروع کر دے تو کیا وہ اس کی اجازت دیں گے؟ یا وہاں اس سارے واقعہ کے پس منظر اور وجوہات پر بحث کریں گے اور چونکہ چنانچہ سے کوئی تاویل کرنے کی کوشش کریں گے؟؟ یاد رہے کہ شریعت کے اصول سب کے لیے برابر ہیں (جیسا کہ مولانا عتیق الرحمن سنبھلی کا حوالہ اوپر نقل ہوا)۔

رہی بات حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کے سربراہ کو سزا نہ دینے کی تو ہم بھی اسی لئے یزید کے بارے میں "لا نحبه ولا نسبه" کے قائل ہیں کہ اس کی حکومت میں یہ سانحہ ہوا (اگرچہ محققین علماء کے نزدیک نہ اس نے اس کا حکم دیا اور نہ ہی وہ اس پر راضی ہوا) لیکن چونکہ اس کی حکومت میں ہوا اس لئے وہ اس کی ذمہ داری سے بری نہیں ہوسکتا، قاتلوں سے قصاص نہ لینے کے موضوع پر بھی بہت سے علماء نے لکھا ہے جس کی تفصیل کا یہ مقام نہیں لیکن دوسری طرف ہم نے تاریخ میں بہت تلاش کیا کہ آیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مقدمہ ان کے کسی وارث نے یزید کے سامنے اٹھایا؟ یا کسی کو قاتل نامزد کیا؟ تو اس کے جواب میں تاریخ کی طرف سے خاموشی ہی ملی، بلکہ اس کے برعکس یہی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے لواحقین خاص طور پر

① صحیح بخاری: ۴۶۶۴.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت زین العابدین رحمہ اللہ کے یزید کے ساتھ تعلقات خوشگوار رہے اور سنہ ۶۳ ہجری میں جب مدینہ کے کچھ حضرات نے یزید کی بیعت توڑی جس کے نتیجے میں واقعہ حرہ ہوا، تو مؤرخین ہی ہمیں بتاتے ہیں کہ اہل بیت کا کوئی فرد ان بیعت توڑنے والوں میں شامل نہ تھا۔

آگے مدیر ''مجلہ صفدر'' نے لکھا ہے کہ:

''یزید کی عملی خرابیوں کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو علم نہ تھا''۔

اس سے وہ یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ یزید حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ہی ''بدعمل'' تھا، یہ بات ہم جب بھی پڑھتے ہیں اس پر ہنسی آتی ہے، اگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس کی عملی خرابیوں کا علم نہ تھا جن کے گھر میں وہ رہتا تھا، تو آج چودہ سو سال بعد مدیر ''مجلہ صفدر'' اور ان کے گروہ کو کیسے پتہ چل گیا؟؟ یا جس نے آج کے لوگوں کو یہ بات بتائی ہے اس نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے اس کا ذکر کیوں نہ کیا؟ ہمیں اس ''سورس'' کی تلاش ہے جس نے یہ بات مدیر مجلہ صفدر کو بتائی ہے، یاد رہے جس چیز کا تعلق دیکھی جانے والی چیز سے ہو اس کے لیے عینی شہادت ضروری ہے اور ''عمل کی خرابی' بھی ایسی چیز ہے جس کے لئے وہ براعمل دکھنا ضروری ہے، بغیر کسی کے عمل کو آنکھوں سے دیکھے آپ نہیں کہہ سکتے کہ وہ ''عملی خرابی'' میں مبتلا ہے۔

آگے مدیر ''مجلہ صفدر'' نے بہت بڑی بات لکھ ماری ہے کہ

''یزید کے فسق کا انکار گمراہی ہے''۔

مطلب یہ کہ ہدایت یافتہ ہونے کے لیے یہ ضروری ہے کہ ''یزید کے فسق کا اقرار کیا جائے''...... تو عرض ہے کہ ہمیں صرف یزید کے عہد میں بسنے والے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین رحمہم اللہ اور دوسرے مسلمانوں کی زبانوں سے یہ اقرار دکھایا جائے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''یزید فاسق ہے''؟؟؟ ورنہ جنھوں نے یہ بات اپنی زبان سے نہیں کہی، مدیر ''مجلہ صفدر'' کی فتوے کی رو سے وہ ''گمراہ'' تصور ہوں گے...... معاذ اللہ کتنی بڑی جرأت ہے کہ ایک تاریخی اختلافی بات پر گمراہی کے فتوے جاری کیے جا رہے ہیں...... آپ نے پہلے مولانا حبیب الرحمن اعظمی رحمہ اللہ کی تحریر پڑھی، کیا مدیر ''مجلہ صفدر'' انھیں بھی ''گمراہ'' کہنے کی جرأت کریں گے؟

یہاں ایک دھوکہ یہ دیا جاتا ہے کہ اس وقت موجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ ثابت کیا جائے کہ انہوں نے یہ کہا ہو کہ یزید فاسق نہیں ہے، ورنہ یہ سمجھا جائے گا کہ وہ سب بھی اسے فاسق ہی سمجھتے تھے...... یہ بات سوائے ایک فریب کے اور کچھ نہیں، کیونکہ یزید کی بیعت کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک سے بھی مستند طریقے سے یہ ثابت نہیں کہ ''ہم سمجھتے تو اسے فاسق ہی ہیں لیکن فلاں وجہ سے یا فتنہ سے بچنے کے لیے اس کی بیعت کر رہے ہیں''، نیز شریعت میں بارِ ثبوت الزام لگانے والے پر ہے کہ وہ کم از کم دو عینی گواہ پیش کرے کہ فلاں نے یہ جرم کیا ہے (زنا کے سلسلے میں چار گواہ درکار ہیں)، ورنہ ملزم قانون کی نگاہ میں ''بری'' سمجھا جاتا ہے، اور الزام لگانے والا یہ دلیل نہیں پیش کر سکتا کہ چونکہ باقی تمام لوگوں نے صراحت کے ساتھ ملزم کو ''بے گناہ'' نہیں کہا اس لیے معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک وہ ''گناہ گار'' ہی ہے لہٰذا اسے سزا دی جائے۔

ایک دور کی کوڑی یہ لائی جاتی ہے کہ فلاں موقع پر فلاں صحابی نے یزید کے بارے میں کہا کہ

> ''وہ شراب پیتا ہے اور فلاں فلاں حرام کام کرتا ہے لہٰذا صحابی کی بات ماننا ضروری ہے''......

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو عرض ہے کہ جہاں ان صحابی کی یہ بات منقول ہے وہیں یہ بھی منقول ہے کہ ان سے سوال کیا گیا کہ ''کیا آپ نے یزید کو یہ کام کرتے دیکھا ہے؟'' تو ان کا جواب تھا کہ: ''نہیں ہم نے خود نہیں دیکھا!''

تو یہاں معاملہ ''قانون شہادت'' کا ہے صحابی یا غیر صحابی کا نہیں، ہاں اگر شریعت کا حکم یہ ہے کہ ''ذاتی معاملات'' میں جہاں کوئی بات ثابت کرنے کے لیے عینی شہادت درکار ہے وہاں چاہے قانون شہادت کے مطابق گواہی موجود نہ ہو، لیکن اگر مثلاً کوئی صحابی کسی کے بارے میں (بغیر دیکھے) یہ کہہ دے کہ وہ شراب پیتا ہے تو اس کی گواہی معتبر ہوگی تو پھر الگ بات ہے۔

یہاں ایک واقعہ ذکر کرنا مناسب ہوگا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سامنے کچھ لوگوں نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ پر زنا کی شہادت دی ان شہادت دینے والوں میں صحابی حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بھی تھے، لیکن یہ شہادت ضابطہ شہادت پر پوری نہ اترنے کی وجہ سے رد ہوگئی (چار گواہ پورے نہ ہوئے) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ پر حد قذف لگوائی اور ان سے فرمایا کہ

''اگر یہ اپنی غلطی مان کر توبہ کرلیں تو پھر مقبول الشہادۃ ہو جائیں گے لیکن انہوں نے اپنے آپ کو جھٹلانے سے انکار کر دیا''①۔

اس سے معلوم ہوا کہ ضابطہ شہادت صحابی اور غیر صحابی سب پر لاگو ہوتا ہے۔

آخری بات یہ اچھی طرح ذہن نشین کرلیں کہ میرا موضوع یزید کا فسق وعدل نہیں بلکہ اس سلسلے میں جدید سبائی گروہ کے غلوّ پر بات کر رہا ہوں۔

---

①دیکھیں: صحیح البخاری، ج ۳ص ۱۷۰ باب حد القاذف والسارق والزانی، طبع دار طوق النجاۃ اور فتح الباری، ج۵ ص ۲۵۶ طبع دار المعرفۃ بیروت.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قسط ۱۱ یزید کی بیعت سے الگ رہنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم کا اختلاف کیا تھا؟

مدیر ''مجلہ صفدر'' لکھتے ہیں کہ:

''یزیدی گروہ، یزید کو ''خلیفہ عادل'' اور ''امیر المؤمنین سیدنا یزید رحمہ اللہ ''تسلیم کرتا ہے اور اس کی طرف فسق کی نسبت کو درست نہیں سمجھتا''۔

تبصرہ:

یزید کو ''خلیفہ عادل'' کون سمجھتا ہے یا کون نہیں سمجھتا؟، یہ سوال ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہ اللہ سے پوچھا جانا چاہیے جنہوں نے پہلے اس کی ولی عہدی کی تجویز دی، اور پھر اس تجویز کو قبول کیا، اور پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد باختیار خود یزید کی بیعت خلافت بھی کی اور اس پر قائم بھی رہے، یا یہ سوال ان صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہ اللہ کی طرف لوٹتا ہے جنہوں نے واقعہ حرہ کے وقت بھی لوگوں کو نبوی وعیدیں سنا سنا کر یزید کی بیعت توڑنے سے منع کیا تھا، ہم نہ یزید کی بیعت کرنے والوں میں شامل تھے اور نہ ہم سے آخرت میں اس بارے میں سوال ہوگا، ہاں یہ بات الگ ہے کہ ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس جماعت کے بارے میں کسی قسم کی بدگمانی نہیں رکھتے کہ نعوذ باللہ وہ ڈرپوک تھے، یا مجبور محض تھے کہ انہوں نے یزید کو فاسق وفاجر جانتے اور مانتے ہوئے اس کی بیعت کرلی۔

تاہم، ہم یہاں چند باتیں مختصر طور پر سامنے رکھتے ہیں اور پڑھنے والے خود اپنی عقل سلیم سے ان کا جواب تلاش کریں۔

یہ تو ہمیں بتایا جاتا ہے کہ اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ ''یزید فاسق'' تھا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیکن یہ نہیں بتایا جاتا کہ یزید میں یہ فسق کب ظاہر ہوا تھا؟ اس کی ولی عہدی کے دور میں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ہی یا بعد کے کسی زمانے میں؟ اگر دور ولی عہدی میں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ہی ہوا تھا تو سوال یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ہم نوا صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ کو بھی اس فسق و فجور کا علم تھا یا نہیں؟ اگر نہیں تو دمشق سے سینکڑوں میل دور بیٹھے اہل مدینہ کو اس کا علم کیسے ہو گیا؟ اور اگر ان کو بھی علم تھا تو پھر انہوں نے جانتے بوجھتے ہوئے باختیار خود ایسے فاسق و فاجر اور زانی و شرابی کو خلیفہ نامزد کیوں کیا یا اس کی نامزدگی برقرار کیوں رکھی؟ جبکہ باختیار خود کسی عام درجے کے فاسق و فاجر کو بھی خلیفہ بنانا مسلمانوں کے لیے گناہ ہے۔①

اور اگر اس کا فسق و فجور دور ولی عہدی اور حیات حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد کسی دور میں ظاہر ہوا تھا تو پھر سوال یہ ہے کہ کب ظاہر ہوا تھا؟ اس زمانہ کا تعین کیا جائے، اور دوسرا اہم سوال یہ ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ہمنوا صحابہ نے روز اول سے ہی اس کی ولی عہدی سے اختلاف کس بنیاد پر کیا تھا؟ یعنی اس کے فسق و فجور کی بنیاد پر یا کسی اور وجہ سے؟

پھر کیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے بھی عراق کی طرف اپنے خروج کے کسی بھی مرحلے میں یزید کے فسق و فجور کو اپنے اس خروج کی بنیاد قرار دیا؟ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کوئی آناً فاناً تو نہیں ہو گئی تھی کہ ان سے اس بنیاد کا منقول ہونا پردۂ خفاء میں رہ گیا ہو، بلکہ تاریخ بتاتی ہے کہ انہوں نے یزید کی ولی عہدی سے، پہلے دن سے ہی اختلاف کیا اور عراق کی طرف اپنے خروج تک اس پر قائم بھی رہے، ولی عہدی کے زمانے میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مذاکرات ہوئے، ان کی وفات کے بعد گورنر مدینہ

① ازالۃ الخفاء: ج ۱ ص ۲۳ مترجم اردو وغیرہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے اس پر گفتگو ہوئی، مدینہ سے مکہ کا سفر ہوا، وہاں صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمۃ اللہ علیہم سے صلاح مشورے ہوئے، کوفہ کی طرف نکلے تو صحابہ وتابعین نے روکا، کربلا پہنچے تو تاریخ یہ بھی بتاتی ہے کہ یزیدی فوج کے ذمہ داروں سے آپ کی بالمشافہ باتیں ہوئیں، ان تمام مراحل میں کیا کسی بھی مرحلے میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے اس خروج کی بنیاد یزید کے فسق وفجور کو قرار دیا؟ بلکہ کیا کہیں کسی موقع پر اس کے فسق وفجور کا نام بھی لیا؟

لہٰذا اصل بات یہی ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے کربلائی خروج کی حقیقت سمجھنے کے لئے بنیادی طور پر چار باتوں کی تنقیح ضروری ہے۔

نمبر ۱: حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا اختلاف کس سے تھا، صحابہ رضی اللہ عنہم سے یا یزید سے؟

نمبر ۲: اختلاف کس مسئلے میں تھا، یزید کی ذات میں یا ولی عہدی کے طریق کار میں؟

نمبر ۳: اختلاف کس قسم کا تھا، واقعی یا واقعاتی؟

نمبر ۴: اختلاف کی بنیاد کیا تھی، اصولِ اجتہاد اور قواعد خلافت یا یزید کا فسق وعدل؟ (یا دوسرے لفظوں میں موقف حسینی کی صحت وعدم صحت کی بنا کیا تھی؟ فسق وعدلِ یزید یا اصول خلافت وقواعد اجتہاد)

امرِ واقعہ یہی ہے کہ اختلاف صحابہ رضی اللہ عنہم سے تھا اور طریق انعقادِ خلافت میں تھا اور واقعاتی تھا، پھر اصولِ خلافت وقواعدِ اجتہاد پر مبنی تھا، یزید کے فسق وعدل پر مبنی نہ تھا، ورنہ جیسا کہ صحیح روایات میں مذکور ہے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کوفیوں کی غداری دیکھ کر اپنے پہلے موقف سے رجوع نہ کرتے اور یزید کی بیعت پر تیار نہ ہو جاتے، نیز (یزید کی ولی عہدی کی تجویز پر بات چیت کے دوران) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے جواب میں ان کے خلافت سے علیحدہ ہو جانے پر یزید کی بیعت پر رضامندی ظاہر نہ کرتے۔

نوٹ: تاریخ طبری میں صحیح سند کے ساتھ کربلا میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے پیش کی گئی اس تجویز کا ذکر موجود ہے، جس میں یہ ہے کہ

"أن يسيروه إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، فيضع يده فِي يده "①

"کہ انھیں امیر المؤمنین کی طرف بھیج دیا جائے تا کہ وہ اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں رکھ دیں"۔

اس روایت کو "صحیح تاریخ الطبری" کے محققین نے صحیح تسلیم کیا ہے۔②

نوٹ ضروری: یاد رہے اس محولہ بالا روایت کی سند میں "ابو مخنف" نہیں ہے، بلکہ ابو مخنف والی روایت تاریخ طبری میں ایک دوسرے مقام پر ہے اور اس سے ہمارا استدلال نہیں، لیکن آج کل کے کچھ نام نہاد محققین بلا سوچے سمجھے یہ کہہ دیتے ہیں کہ اس روایت کا راوی چونکہ ابو مخنف لوط بن یحییٰ ہے اس لئے یہ قابل قبول نہیں، اور اس پر طرفہ تماشہ یہ کہ اس "فيضع يده في يده" والی بات کو رد کرنے لئے یہ حضرات کسی "عقبہ بن سمعان" راوی کی طرف منسوب ایک روایت کو بڑے شد و مد کے ساتھ پیش کرتے ہیں، جبکہ وہ روایت خود "ابو مخنف" کے واسطے سے ہے نیز اس میں مجہول الحال راوی بھی ہیں۔

اب آیئے دیکھتے ہیں یزید کو "امیر المؤمنین" کس کس نے کہا؟ اور پھر "مدیر مجلہ صفدر" سے پوچھتے ہیں کہ کیا ان کے نزدیک یہ حضرات بھی ان کے فرضی "یزیدی گروہ" کے ہیں؟

ا۔ وہی روایت جس کا ابھی اوپر تذکرہ ہوا، جس میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اس تجویز کا ذکر ہے کہ مجھے یزید کے پاس لے چلو، الفاظ یہ ہیں:

---

① تاریخ الطبری، ج ا ص ۲۹۲ ۳ دار التراث بیروت۔

② ج ۴ ص ۶۸، نیز ڈاکٹر محمد شیبانی نے "مواقف المعارضة في عهد يزيد بن معاويه" میں بھی اس کی سند کو صحیح بتایا ہے: ص ۳۴۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طبری کی سند ہے:

وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمَّارٍ الرَّازِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ....(الی ان قال)..... قَالَ حصين: فَحَدَّثَنِي هلال بن يساف قَالَ:.......... فناشدهم الْحُسَيْنُ الله والإسلام أن يسيروه إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، فيضع يده فِي يده....ألخ"①

''پس حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے انھیں اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر کہا کہ وہ انہیں امیر المؤمنین کے پاس لے چلیں تاکہ وہ اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں رکھ دیں''۔

غور فرمائیں! حضرت حسین رضی اللہ عنہ کسے ''امیر المؤمنین'' فرما رہے ہیں؟ جی ہاں ''یزید'' کو......

۲۔ امام خلیفہ بن خیاط (متوفی ۲۴۰ ہجری) نے امام لیث بن سعد (متوفی ۱۷۵ ہجری) سے صحیح سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ:

"قرئَ عَلَى ابْن بكير وَأَنا أسمع عَن اللَّيْث قَالَ توفي أَمِير الْمُؤْمِنِينَ يَزِيد فِي سنة أَربع وَستِّينَ"②

''......امام لیث بن سعد نے کہا: امیر المؤمنین یزید کی وفات سنہ ۶۴ ہجری میں ہوئی''۔

حافظ ابن کثیر دمشقی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب البدایۃ والنہایۃ میں جہاں سے یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کا تعارف شروع کیا ہے وہاں عنوان باندھا ہے:

①تاریخ الطبری، ج۵ ص ۳۹۲ دار التراث بیروت.
②تاریخ خلیفہ بن خیاط، ص۲۵۳ طبع مؤسسة الرسالة بیروت / العواصم من القواصم، ص۲۲۸ طبع سعودیه.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"وَهَذِهِ تَرْجَمَةُ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ: هُوَ يَزِيدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ بن صَخْرُ بْنُ حَرْبِ بْنِ أُمَيَّةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ، أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ أَبُو خَالِدٍ الْأُمَوِيُّ"①

''یہ یزید بن معاویہ کا تعارف ہے، یہ یزید بن معاویہ بن ابوسفیان بن صخر بن حرب بن امیہ بن شمس امیر المؤمنین ابو خالد اموی ہیں''۔

تو کیا فرماتے ہیں مدیر ''مجلہ صفدر'' ان حضرات کے بارے میں؟ انہوں نے ''یزید'' کو امیر المؤمنین کے الفاظ سے یاد کیا؟ کیا یہ بھی ان کے (فرضی) یزیدی گروہ میں شامل ہیں یا نہیں؟

رہی یہ بات کہ یزید کے لیے ''رحمت'' کی دعا کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ تو اس کا جواب محدث اعظمی رحمہ اللہ کی کتاب سے پیش کردہ اقتباسات میں گزر چکا کہ یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد اس کی نماز جنازہ ادا کی گئی، اور نماز جنازہ میں میت کے لیے رحمت و مغفرت کی دعا ہی ہوتی ہے، اس کے جنازے میں زمانہ خیر القرون کی ہستیاں بھی شامل رہی ہوں گی، نیز اس وقت کے کسی صحابی یا تابعی یا امام سے یہ بات نہیں ملتی کہ انہوں نے یزید کی نماز جنازہ پڑھنے اور اس کے لیے دعا کرنے پر اعتراض کیا ہو۔

نیز خود مدیر ''مجلہ صفدر'' یزید کو ''گناہ گار مسلمان'' تسلیم کر رہے ہیں، تو کیا وہ یہ فتوی جاری کرنے کی ہمت رکھتے ہیں کہ ''کسی گناہ گار مسلمان کے لیے رحمت یا مغفرت کی دعا جائز نہیں، اور جو ایسا کرے گا وہ یزیدی ہوگا اور اہل سنت سے خارج ہوگا؟''

① البدایۃ والنہایۃ، ج۸ ص ۲۲۶ طبع دار الفکر بیروت۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(قسط ۱۲) اجتہادی خطا کا کیا مطلب؟

ہم نے گذشتہ اقساط میں ایک جگہ یہ بات لکھی تھی کہ:

جن اسلاف نے ''اجتہادی خطا'' کی بات کی ہے انہوں نے یہ آخری حد مقرر کی ہے، کہ مشاجرات صحابہ میں بہتر اور اولی تو یہ ہے کہ سکوت وتوقف اختیار کیا جائے کیونکہ احوط واسلم یہی ہے، لیکن اگر کبھی کسی مجبوری کے تحت اس بارے میں کچھ کہنا ہی پڑے تو بھی آخری حد ''اجتہادی خطا'' ہے، اس سے آگے کچھ نہیں کہنا ...... جبکہ ایک دوسرا نظریہ یہ ہے کہ پہلے تو ان تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو جنہوں نے حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کا ساتھ نہیں دیا، باغی، خاطی، جائر، امام حق کے خلاف خروج کرنے والے، نصوص کی مخالفت کرنے والے، سخت نافرمانی کے مرتکب، اور حکم خداوندی کی مخالفت کرنے والے لکھا جائے اور پھر اس کے بعد یہ کہا جائے کہ ہماری مراد ان تمام الفاظ سے ''اجتہادی خطا'' ہے۔

اس پر چند دوستوں نے لکھا ہے کہ

''اس بات کی مزید وضاحت کریں کہ ان دونوں نظریوں میں کیا فرق ہے؟''

تو آج ہم اس کی مزید وضاحت چند مثالوں سے کرتے ہیں، اگرچہ ہم نے جان بوجھ کر اس مضمون میں اب تک یہ خیال رکھا ہے کہ ایسی دل آزار عبارات وتعبیرات کو ذکر نہ ہی کیا جائے، لیکن اب بامر مجبوری چند باتیں ذکر کرنا ہی بہتر ہے، جس کے لیے ہم مدافعین صحابہ رضی اللہ عنہم سے پیشگی معذرت چاہتے ہیں۔

مدیر ''مجلہ صفدر'' کے جد امجد قاضی مظہر حسین صاحب (رحمہ اللہ) نے سورہ توبہ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آیت نمبر ۱۰۰ سے ایک استدلال فرمایا ہے، آیت یہ ہے:

﴿وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۱۰۰﴾

''اور جو مہاجرین اور انصار (ایمان لانے میں سب امت سے) سابق اور مقدم ہیں اور (بقیہ امت میں) جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ (ایمان لانے میں) ان کے پیرو ہیں، اللہ ان سب سے راضی ہوا (کہ ان کا ایمان مقبول فرمایا جس پر جزا ملے گی) اور وہ سب اس (اللہ) سے راضی ہوئے (کہ طاعت اختیار کی جس کی جزا سے یہ رضا اور زائد ہوگی) اور اللہ نے ان کے لئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، جن میں ہمیشہ رہیں گے (اور) یہ بڑی کامیابی ہے''۔ ①

اس آیت سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف استدلال کرتے ہوئے پہلے تو قاضی مظہر حسین صاحب (رحمہ اللہ) نے یہ بتایا ہے کہ اس آیت میں ''اللہ تعالیٰ نے تین طبقوں پر اپنے راضی ہونے کا اعلان فرمایا ہے:

۱۔ مہاجرین اولین

۲۔ الانصار، ان دو طبقوں کا مقام معیاری ہے

۳۔ تیسرا طبقہ وہ ہے جو مہاجرین وانصار کی پیروی خوش اسلوبی سے کرے ﴿وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ﴾، اس تیسرے طبقے سے رضاء الٰہی مشروط ہے مہاجرین اولین اور انصار کی اچھے طریقے سے پیروی کرنے کے ساتھ اور پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

① تفسیری ترجمہ از حضرت تھانوی رحمہ اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے اسی تیسرے طبقے سے ہونے کی تصریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نہ تو مہاجرین میں ہیں اور نہ انصار میں، آپ تیسرے طبقہ سے وابستہ ہیں، ان کے لئے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی پیروی لازم تھی بوجہ ان کے مہاجرین اولین میں ہونے اور بوجہ خلیفہ ہونے کے، بہرحال ازروئے نصِ قرآنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پیروی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر لازم ہے''۔①

جس کا مطلب یہ ہوا کہ قاضی صاحب کے نزدیک حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے رضاء الٰہی مشروط تھی مہاجرین وانصار، بالخصوص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اچھے طریقے سے پیروی کرنے کے ساتھ۔ اب رہی یہ بات کہ انہوں نے رضاء الٰہی کی یہ شرط پوری کی یا نہیں، تو قاضی صاحب کا فرمانا ہے کہ انہوں نے نہ صرف یہ شرط پوری ہی نہیں کی بلکہ اُلٹا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قولی وعملی مخالفت کی، چنانچہ سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے تصریح کی ہے کہ:

لیکن بجائے پیروی کے انہوں نے مخالفت کی اور صرف زبانی مخالفت نہیں کی بلکہ بجائے اطاعت کے قتال کیا (خواہ دفاعی ہی ہو)۔②

پھر آگے چل کر قاضی صاحب نے خود ہی اپنے اس استدلال کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے تصریح کر دی ہے کہ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) تو وہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے بیعتِ رضوان کے سلسلہ میں بھی اپنے راضی ہونے کا اعلان کیا ہوا تھا، نیز مسابقت اور مہاجرین اولین میں سے ہونے کی وجہ سے بھی وہ ﴿رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ﴾ کے

---

①خارجی فتنہ طبع اول، ص ۲۷۶/ج ۱/وص ۳۵۲، ۳۵۳ طبع دوم۔
②حوالہ مذکورہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مصداق تھے، لیکن ان کے مقابلہ میں ''حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تو ﴿وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ﴾ کے طبقہ میں تھے جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے راضی ہونے کے لئے یہ شرط لگائی ہے کہ وہ مہاجرین وانصار کی حسن اسلوب سے پیروی کریں''۔①

قاضی مظہر حسین صاحب (رحمہ اللہ) کی ان دونوں عبارات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ''چونکہ حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) سورہ توبہ کی آیت مذکورہ میں بیان کردہ تیسرے گروہ سے تعلق رکھتے ہیں جن کے ساتھ اللہ کے راضی ہونا مشروط تھا سابقون اولون مہاجرین وانصار کی پیروی کے ساتھ، یوں ان پر حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کی پیروی لازم تھی، اور یہ پیروی انہوں نے نہیں کی بلکہ الٹا ان کے ساتھ لڑائی کی ...... لہٰذا ان کے ساتھ اللہ کے راضی ہونے کے لیے جو شرط تھی وہ پوری نہیں ہوئی، اور جب وہ پوری نہیں ہوئی تو اللہ کی رضاء ان کے لیے حاصل نہ ہوئی''۔

قارئین محترم! اگر قاضی صاحب کی ان دونوں عبارتوں سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا تو میری اصلاح فرمادیں، میں یہ نہیں کہتا کہ حضرت قاضی صاحب (رحمہ اللہ) حضرت معاویہ کو (رضی اللہ عنہ) نہیں کہتے تھے، میرا یہ کہنا ہے کہ ان کی ان عبارات سے جو نتیجہ نکلتا ہے وہ درست نہیں، اور ان کا طریق استدلال حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو ﴿رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ﴾ سے نکال رہا ہے۔

اب یہ سب کچھ لکھنے کے بعد اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو 'رضائے الٰہی' سے محروم کرنے کے بعد، آرام سے یہ کہہ دیا جائے کہ ''ہم تو اسے صرف حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ''اجتہادی خطا'' کہتے ہیں جو کہ موجب اجر وثواب ہے''، ہمیں ایسی ''خطا اجتہادی'' پر اعتراض ہے۔

① خارجی فتنہ طبع اول، ص ۵۴۸/ج ۱/و صفحہ ۴۰۲ طبع دوم۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح حضرت قاضی مظہر حسین صاحب نے پہلے اپنی کتاب ''علمی محاسبہ'' میں مودودی صاحب کے رد میں واقعہ تحکیم کے ضمن میں خود یوں لکھا تھا کہ:

''......لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو مساوی درجہ دے کر اپنا معاملہ ثالثوں کے سپرد کر دیا اور لطف یہ ہے کہ ہر دو ثالثوں نے اپنے فیصلہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں کو معزول کر دیا تھا، حالانکہ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قطعاً حق پر سمجھا جاتا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو باطل پر تو پھر خلیفہ حق کو معزول کرنا کیونکر جائز ہوسکتا تھا، اور یہ سوائے مودودی صاحب کے اور دشمنان صحابہ کے کوئی بھی نہیں کہہ سکتا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے دونوں گروہوں نے اپنے میں سے جن دو جلیل القدر صحابہ یعنی حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو حکم تسلیم کیا تھا وہ احکام شریعت کو نہیں سمجھتے تھے یا دیدہ دانستہ انہوں نے شریعت کی مخالفت کی''۔①

غور فرمائیں! یہاں قاضی صاحب یہ اقرار فرما رہے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے برضاء ورغبت ثالثوں کی ثالثی کو قبول فرمایا تھا، اور یہ دشمنان صحابہ ہی کہہ سکتے ہیں کہ حکمین رضی اللہ عنہما احکام شریعت کو نہیں سمجھتے تھے یا دیدہ ودانستہ انہوں نے شریعت کی مخالفت کی تھی۔

لیکن اس کے بعد اپنی دوسری کتاب میں انھیں دونوں جلیل القدر صحابہ (حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما) کے فیصلے کے بارے میں انہی قاضی صاحب نے یوں لکھا:

① مفتی محمد یوسف کے علمی جائزہ کا علمی محاسبہ، صفحہ ۱۳۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

’’حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معزول کرنا ہرگز ہرگز جائز نہیں تھا بلکہ گناہ تھا‘‘۔

’’اس لیے اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ خلیفہ کو معزول کرنا یقیناً سخت نافرمانی ہے‘‘۔①

پھر آگے اسی کتاب میں لکھتے ہیں:

’’بلکہ ان کو معزول کرنا حکم خداوندی کے خلاف قرار پاتا ہے‘‘۔②

غور کریں، دو جلیل القدر صحابہ کے بارے میں ’’ناجائز کام کرنے‘‘ ’’گناہ‘‘، ’’سخت نافرمانی‘‘ اور ’’حکم خداوندی کی مخالفت‘‘ جیسے الفاظ لکھے گئے ہیں، اس پر کچھ اہل علم نے قاضی صاحب کو توجہ بھی دلائی جن میں مفتی عبدالشکور صاحب ترمذی رحمہ اللہ بھی شامل تھے، چنانچہ مفتی عبدالشکور صاحب نے قاضی صاحب کو لکھا تھا کہ:

’’اگر آنجناب توجہ فرمائیں اور مناسب خیال فرمائیں تو اس عبارت میں تبدیلی ہو جائے تو بہتر ہوگا، خط کشیدہ الفاظ کی جگہ اگر اجتہادی خطا لکھ دیا جاتا تو مناسب و بہتر ہوتا کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق گناہ اور سخت نافرمانی کے الفاظ سخت معلوم ہوتے ہیں‘‘③۔

اس کے جواب میں قاضی مظہر حسین صاحب مرحوم نے جو فرمایا وہ یہ تھا:

’’یہ الفاظ بظاہر واقعی سخت ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت کے خلاف ہیں لیکن بندہ نے بھی تو ان سے مراد اجتہادی خطا ہی لی ہے، یعنی صورتاً گناہ اور نافرمانی ہے نہ کہ حقیقتاً‘‘۔④

اور پھر قاضی صاحب مرحوم نے عنوان قائم کیا کہ:

---

①خارجی فتنہ، جلد ۱ صفحہ ۴۵۵ طبع اول/ وصفحہ ۳۳۹، ۳۳۸ طبع دوم۔

②ایضاً: صفحہ ۴۵۸ طبع اول/ وصفحہ ۳۴۱ طبع دوم۔

③حوالہ مذکورہ صفحہ ۴۷۷۔ ④حوالہ مذکورہ۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''عبارت بدلنے کی ضرورت نہیں''۔

پھر اس کے تحت صاف لکھا کہ:

''اس لیے مولانا سندیلوی پر اتمام حجت کے لیے تو وہاں نافرمانی اور اور گناہ کے الفاظ ہی استعمال کیے جاسکتے تھے، لیکن مراد میری بھی یہی تھی کہ یہ صورتاً نافرمانی اور گناہ تھا ورنہ یہ اجتہادی خطا تھی ...... لہٰذا عبارت تبدیل کرنے کی کسی طرح کوئی ضروت نہیں ہے''......①

ملاحظہ فرمائیں! پہلے ''علمی محاسبہ'' میں قاضی صاحب مرحوم نے، مودودی صاحب کے ردّ میں یہ لکھا تھا کہ:

''اور یہ سوائے مودودی صاحب کے اور دشمنان صحابہ کے کوئی بھی نہیں کہہ سکتا کہ صحابہ کے دونوں گروہوں نے اپنے میں سے جن دو جلیل القدر صحابہ یعنی حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو حکم تسلیم کیا تھا وہ احکام شریعت کو نہیں سمجھتے تھے یا دیدہ دانستہ انہوں نے شریعت کی مخالفت کی''۔

اور جب سندیلوی صاحب کا جواب دینے کی باری آئی تو اس کے بالکل برعکس انہی ''حکمین رضی اللہ عنہما'' کے بارے میں سخت نافرمانی گناہ اور حکم خداوندی کی مخالفت لکھا...... اور جب ان الفاظ پر آنجناب پر اعتراض ہوا تو ایک دم یہ تاویل کردی گئی کہ ''میری مراد اس گناہ، نافرمانی اور حکم خداوندی کی مخالفت'' سے ''حقیقی گناہ اور نافرمانی'' نہیں بلکہ ''صورتاً'' گناہ اور نافرمانی تھی یا میری مراد ''اجتہادی خطا'' تھی۔

بس ہمیں ایسی ''خطا اجتہادی'' بنانے پر اعتراض ہے، نہ اس پر کہ یہ کہا جائے

---

①خارجی فتنہ طبع دوم، جلد ۱ صفحہ ۴۷۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ ''صحابہ کرام کا آپس کا مشاجراتی اختلاف، ایک اجتہادی اختلاف تھا، اس میں کچھ صحابہ سے اجتہادی خطا ہوئی''۔ (اگرچہ اہل سنت کا سب سے قوی اور اولی مسلک اس بارے میں توقف، سکوت اور کف لسان ہی ہے)۔

اس کی ایک اور مثال بھی ملاحظہ فرمالیں، انہی قاضی مظہر حسین صاحب (رحمہ اللہ) نے اپنی اسی کتاب خارجی فتنہ میں حکمین (حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما) کے خلاف شاہ ولی اللہ دہلوی (رحمہ اللہ) کی کتاب ازالۃ الخفاء کے حوالے سے ایک غیر مستند حدیث سے استدلال کیا ہے، پہلے عنوان باندھا ہے ''حکمین خطا کریں'' گے پھر اس روایت کے یہ عربی الفاظ نقل کیے ہے:

"اخرج البيهقي عن علي رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ان بني اسرائيل اختلفوا فلم يزل اختلافهم فيما بينهم حتى بعثوا حكمين فضلّا واضلّا وان هذه الامة مختلفة فلا يزال اختلافهم بينهم حتى يبعثوا حكمين ضلّا وضلّ من اتبعهما... الخ①

پھر قاضی حسین صاحب نے حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی عبارت کا اردو ترجمہ یوں کیا ہے:

''پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ تحکیم کی خبر دی، خصائص میں ہے کہ بیہقی نے حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں اختلاف پیدا ہوا جو بڑھتا رہا حتی کہ انہوں نے حکمین (دو ثالث) مقرر کئے تو انہوں نے غلط فیصلہ کیا اور دوسروں کو بھی غلطی میں ڈالا (روایت کے اصل الفاظ میں "فضلّا واضلّا" کے الفاظ ہیں جن کا

① خارجی فتنہ، جلد اول، صفحہ ۴۵۶، ۴۵۷ طبع اول / وصفحہ ۳۳۹، ۳۴۰ طبع دوم۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لفظی ترجمہ ہے وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور لوگوں کو بھی گمراہ کیا، قاضی صاحب نے اس کا ترجمہ غلطی کرنے سے کیا ہے۔ ناقل) اور اس امت میں بھی اختلاف بڑھے گا حتی کہ وہ حکمین کو مقرر کریں گے جو غلطی کریں گے اور جو ان کی پیروی کریں گے وہ بھی غلط راہ پر چلیں گے (یہاں بھی "ضلّا وضل من اتبعھما" کے لفظ ہیں، جن کا ترجمہ قاضی صاحب نے غلطی کرنے سے کیا ہے۔ ناقل) ان ثالثوں کے گمراہ ہونے (یہاں صحیح ترجمہ کیا ہے۔ ناقل) مراد ہے کہ انہوں نے اپنے اجتہاد میں خطا کی ہے اور ان کی پیروی کرنے والے گمراہ ہوں گے (یہاں بھی درست ترجمہ کیا ہے۔ ناقل) سے مراد یہ ہے کہ یہ خطا بہت سے مفاسد کا موجب بن گئی ...... الخ،،

نوٹ: حضرت شاہ ولی اللہ (رحمہ اللہ) نے بھی حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کی طرف منسوب یہ روایت امام سیوطی کی کتاب الخصائص الکبری ① سے بلا سند نقل کی ہے، اور امام سیوطی نے بھی صرف یہ لکھا ہے کہ "اخرج البیھقي" کہ یہ روایت امام بیہقی نے نقل کی ہے...... سند سیوطی نے بھی ذکر نہیں کی۔

اب دیکھیں! اس روایت میں صریح طور پر دو جلیل القدر صحابہ کرام (حضرت ابوموسی اشعری اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما) کے بارے "ضلا وضل من اتبعھما" کے الفاظ ہیں، جن کا مطلب ہے کہ ''وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور جو ان کی پیروی کریں گے وہ بھی گمراہ ہوں گے''، اسی لیے حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس روایت کے بارے میں لکھا ہے کہ:

① دیکھیں: جلد ۲ صفحہ ۲۸۸ طبع دار الکتب الحدیثۃ قاہرہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"وَهُوَ حَدِيثٌ مُنْكَرٌ جِدًّا وَآفَتُهُ مِنْ زَكَرِيَّا بْنِ يَحْيَى هَذَا، وَهُوَ الْكِنْدِيُّ الْحِمْيَرِيُّ الْأَعْمَى قَالَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: لَيْسَ بِشَيْءٍ. وَالْحَكَمَانِ كَانَا مِنْ خِيَارِ الصَّحَابَةِ، وَهُمَا عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ السَّهْمِيُّ مِنْ جِهَةِ أَهْلِ الشَّامِ، وَالثَّانِي أَبُو مُوسَى عَبْدُ اللهِ بْنُ قَيْسٍ الْأَشْعَرِيُّ، مِنْ جِهَةِ أَهْلِ الْعِرَاقِ، وَإِنَّمَا نُصِبَا لِيُصْلِحَا بَيْنَ النَّاسِ وَيَتَّفِقَا عَلَى أَمْرٍ فِيهِ رِفْقٌ بِالْمُسْلِمِينَ، وَحَقْنٌ لِدِمَائِهِمْ، وَكَذَلِكَ وَقَعَ، وَلَمْ يَضِلَّ بِسَبَبِهِمَا إِلَّا فِرْقَةُ الْخَوَارِجِ..."①

''یہ حدیث شدید قسم کی منکر ہے، اور اس کی آفت (راوی) زکریا بن یحیٰ کندی حمیری نابینا کی وجہ سے ہے، یحیٰ بن معین نے اس کے بارے میں کہا کہ وہ کچھ بھی نہیں، جبکہ حکمین خیار صحابہ میں سے تھے، اور وہ اہل شام کی طرف سے حضرت عمرو بن العاص اور دوسرے اہل عراق کی طرف سے حضرت ابوموسی اشعری تھے، ان دونوں کا تقرر اس لیے کیا گیا تھا کہ وہ لوگوں کے درمیان صلح کروائیں اور کسی ایسی بات پر متفق ہو جائیں جس میں مسلمانوں کے لیے نرمی ہو، اور ان کی خون ریزی سے بچا جائے، چنانچہ ایسا ہی ہوا، ان دونوں کی وجہ سے سوائے خوارج کے کوئی گمراہ نہیں ہوا۔''

پھر انہی حافظ ابن کثیر (رحمہ اللہ) نے ایک اور جگہ بیہقی کی پوری سند کے ساتھ پہلے تو یہ روایت ذکر کی ہے:

فَأَمَّا الْحَدِيثُ الَّذِي قَالَ الْبَيْهَقِيُّ فِي "الدَّلَائِلِ": أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدَانَ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدٍ الصَّفَّارُ، ثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ الْفَضْلِ، ثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ

① البداية والنهاية، جلد ۹ صفحہ ۱۹۷ دار ھجر.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سَعِيدٍ، عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ وَحَبِيبِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ:

إِنِّي لَأَمْشِي مَعَ عَلِيٍّ بِشَطِّ الْفُرَاتِ فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ، ﷺ: إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ اخْتَلَفُوا فَلَا يَزَالُ اخْتِلَافُهُمْ بَيْنَهُمْ حَتَّى يَبْعَثُوا حَكَمَيْنِ فَضَلَّا وَأَضَلَّا، وَإِنَّ هَذِهِ الْأُمَّةَ سَتَخْتَلِفُ فَلَا يَزَالُ اخْتِلَافُهُمْ بَيْنَهُمْ حَتَّى يَبْعَثُوا حَكَمَيْنِ، فَيَضِلَّانِ وَيُضِلَّانِ مَنِ اتَّبَعَهُمَا۔

اور پھر اس کے بعد لکھا ہے:

"فَإِنَّهُ حَدِيثٌ مُنْكَرٌ وَرَفْعُهُ مَوْضُوعٌ، وَاللهُ أَعْلَمُ - إِذْ لَوْ كَانَ هَذَا مَعْلُومًا عِنْدَ عَلِيٍّ لَمْ يُوَافِقْ عَلَى تَحْكِيمِ الْحَكَمَيْنِ حَتَّى لَا يَكُونَ سَبَبًا لِإِضْلَالِ النَّاسِ، كَمَا فِي هَذَا الْحَدِيثِ. وَآفَةُ هَذَا الْحَدِيثِ هُوَ زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى، وَهُوَ الْكِنْدِيُّ الْحِمْيَرِيُّ الْأَعْمَى. قَالَ ابْنُ مَعِينٍ: لَيْسَ بِشَيْءٍ". ①

پس یہ حدیث منکر ہے، اور اس کا رفع (یعنی اگر اسے نبی کریم ﷺ کا فرمان بتایا جائے) تو یہ موضوع ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر یہ بات حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کو پہلے سے معلوم ہوتی (جیسا کہ یہ روایت ان کی طرف منسوب ہے۔ ناقل) تو آپ حکمین کی تحکیم پر کبھی راضی نہ ہوتے تاکہ یہ تحکیم لوگوں کی گمراہی کا سبب نہ بنے جیسا کہ اس حدیث میں بیان ہے، اس حدیث کی آفت زکریا بن یحییٰ کندی حمیری نابینا ہے، اس کے بارے میں امام یحییٰ بن معین نے کہا ہے کہ "لیس بشيء" وہ کچھ بھی نہیں۔

نوٹ: اس زکریا بن یحییٰ کے بارے میں امام یحییٰ بن معین کا یہ قول کہ ''وہ کچھ

① البدایة والنهایة، جلد ۱۰ صفحہ ۵۷۶.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی نہیں'' ابو حاتم رازی نے الجرح والتعدیل میں ذکر کیا ہے۔①

نیز خود قاضی مظہر حسین صاحب (رحمہ اللہ) نے اپنی کتاب ''بشارۃ الدارین بالصبر علی شہادۃ الحسین'' میں سید سلیمان ندوی کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کی آیات ومعجزات پر لکھی گئی جن کتابوں کو ''غیر معتبر'' بتایا ہے ان میں بیہقی کی کتاب بھی ذکر کی ہے۔②

قارئین محترم! جب حضرت قاضی مظہر حسین صاحب (رحمہ اللہ) پر جب یہ اعتراض ہوا کہ جناب! آپ نے دو جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں ''گمراہ ہونے اور گمراہ کرنے'' کے الفاظ ایک غیر مستند اور نا قابل احتجاج روایت کی بناء پر نقل کر دیے تو بجائے اپنی غلطی تسلیم کرنے کے انہوں نے یہ عذر کیا کہ

> ''میں نے تو یہ ساری عبارت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی پیش کی تھی، حالانکہ یہ حدیث شریف کے الفاظ تھے اور اس حدیث سے استدلال کرنے والے حضرت شاہ ولی اللہ محدث ہیں، اگر اعتراض ہے تو دراصل حدیث پر ہے اور اس کے بعد حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی پر اس کے بعد میری باری آتی ہے، حضرت شاہ ولی اللہ نے ضلاو اضلا کی مراد بھی واضح کر دی ہے کہ ان ثالثوں سے اجتہادی غلطی سرزد ہوگی تو اب اعتراض کی کیا گنجائش باقی رہ جاتی ہے؟''③

یہاں تو قاضی صاحب یہ لکھ کر جان چھڑا رہے ہیں کہ میں نے تو حضرت شاہ ولی اللہ (رحمہ اللہ) کی عبارت پیش کی تھی، لیکن اپنی کتاب ''خارجی فتنہ'' میں ایک دوسری جگہ

① الجرح والتعدیل، جلد ۳ صفحہ ۶۰۰، طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت۔
② بشارۃ الدارین، صفحہ ۵۹ طبع تحریک خدام اہل سنت چکوال، طبع اول، محرم ۱۳۹۵ ہجری۔
③ ملخصاً: کشف خارجیت، صفحہ ۴۴۵۔۴۴۶۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

وہ یوں لکھتے ہیں:

"حکمین کے فیصلہ کے غلط ہونے کی آں حضرت ﷺ نے جو پیش گوئی فرمائی ہے اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ازالۃ الخفاء میں جس کا ذکر فرمایا ہے وہ حق تعالیٰ کے وعدہ قرآن کی روشنی میں بالکل صحیح ہے"①

ملاحظہ فرمائیں! یہاں قاضی صاحب اپنی ذمہ داری پر اس روایت کو قرآن کریم کی رو سے صحیح ثابت کر رہے ہیں، اور بالواسطہ یہ بتا رہے ہیں کہ حکمین (رضی اللہ عنہما) نے صریح طور پر قرآن کی مخالفت کی، نیز حضرت علی (رضی اللہ عنہ) پر بھی اس سے الزام آئے گا (جیسا کہ حافظ ابن کثیر نے اسی وجہ سے اس روایت کو غلط بتایا ہے کہ) اگر آپ کو علم تھا کہ یہ حق تعالی کے وعدہ قرآن کی روشنی میں جان بوجھ کر گمراہی کا راستہ اپنایا جا رہا ہے تو آپ تحکیم پر راضی کیوں ہوتے؟؟ جیسا کہ "علمی محاسبہ" میں خود قاضی صاحب بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ثالثی پر رضامندی کا اقرار کر چکے۔

قارئین محترم: ہمیں بس ایسی "اجتہادی خطا" پر اعتراض ہے کہ پہلے "ضلا وضل من اتبعهما" کے الفاظ سے استدلال کیا جائے، وہ بھی ایسی روایت سے جو قابل اعتماد نہیں، پھر اسے قرآن کی روشنی میں صحیح کہا جائے اور اس کے بعد بجائے اس سے رجوع کرنے کے یہ کہا جائے کہ "میری مراد اس سے اجتہادی خطا ہے"۔

جاتے جاتے ایک اور حوالہ ملاحظہ فرماتے جائیں:

جناب قاضی مظہر حسین صاحب (رحمہ اللہ) کی کتاب "خارجی فتنہ طبع اول" میں ایک عبارت یوں لکھی ہے:

① خارجی فتنہ، جلد اول، صفحہ ۵۸۳ طبع اول / وصفحہ ۴۲۹ طبع دوم۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''آیت استخلاف کے تحت صحیح انتخاب سے بہ حکم ورضائے خداوندی منصب نبوت پر فائز ہونے والے خلیفہ راشد حضرت علی المرتضی (رضی اللہ عنہ) نے اپنی بیعت کا مطالبہ کیا تو حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے قاتلین حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کو ان کے سپرد کرنے اور قصاص کی شرط پیش کر دی''۔①

نوٹ: خارجی فتنہ کا دوسرا ایڈیشن جو قاضی صاحب کی وفات کے کئی سال بعد سنہ ۲۰۱۱ میں شائع کیا گیا اس میں یہ ''منصب نبوت پر فائز'' ہونے والی عبارت جوں کی توں موجود ہے، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ طبع اول میں یہ ''کتابت یا طباعت'' کی غلطی نہیں تھی۔

ہم سمجھتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ''منصب نبوت'' پر فائز کرنا بھی انتہائی درجہ کا غلو۔

①خارجی فتنہ، حصہ اول، صفحہ ۴۸۱ طبع اول/وجلد اول، صفحہ ۳۵۸ طبع دوم۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قسط ۱۳ ایک دھوکے کا ازالہ

اس قسط کی ابتداء ہم حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی ایک تحریر سے کرتے ہیں، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

> ''خیال رکھو کہ صحابہ کرام کے معاملات میں دخل دینا اور ان کے درمیان حکم لگانا نہایت بے ادبی اور بدبختی کی بات ہے، سلامتی کا راستہ یہی ہے کہ جو نزاعات اور اختلافات ان کے درمیان وقوع پذیر ہوئے انھیں خدائے علیم کے علم کے حوالے کر دینا چاہیے اور سب کا ذکر خیر و نیکی کے ساتھ کرنا چاہیے اور ان کی محبت کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت جاننا چاہیے، کیونکہ من احبّھم فبحبي احبّھم صحیح حدیث ہے، امام شافعی رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ یہ ایسے خون ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں کو پاک رکھا ہے، ہمیں چاہیے کہ ہم ان سے اپنی زبانوں کو بھی پاک رکھیں''۔ ①

اس کے بعد پہلے ہم ایک غلط فہمی بلکہ ایک دھوکے کے ازالہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ جب بعض بزرگوں کی چند ایسی عبارات کا ذکر کیا جاتا ہے جو صحابہ کرام کے بارے میں ''غیر محتاط'' اور بظاہر ''تنقیدی'' ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شایان شان نہیں (جن کی چند مثالیں گزشتہ قسط میں بھی پیش کی گئیں) تو اکابر پرستی کا شکار بعض لوگ بجائے ان عبارات کو ان بزرگوں کا تسامح اور غلطی تسلیم کرنے کے الٹا

---

① تائید مذہب شیعہ، اردو ترجمہ "رد الروافض"، صفحہ ۸۶،۸۷ ادارہ سعدیہ مجددیہ لاہور۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان عبارات کو درست ثابت کرنے پر بضد ہو جاتے ہیں، اور پھر بجائے ان عبارات پر بات کرنے کے یہ نعرے لگانے شروع کر دیتے ہیں کہ

''دیکھو جی انہوں نے چودہ سو سال کے تمام اکابر کو گستاخ صحابہ قرار دے دیا ہے''۔

یا یوں کہتے ہیں کہ

''دیکھو جی ایک طرف یہ ان بزرگوں کو رحمہ اللہ بھی لکھتے ہیں اور دوسری طرف انہیں صحابہ کا گستاخ بھی ثابت کرتے ہیں''......

اس کے جواب میں ہم عرض کرتے ہیں کہ، بجائے یہ جذباتی واویلا کرنے کے، ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اگر یہ حضرات ان عبارات کو درست سمجھتے ہیں اور ان کے خیال میں یہ عبارات وتعبیرات، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں تنقیدی نہیں بلکہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے شایان شان ہی ہیں تو یہ ثابت کیا جاتا، مثلاً اگر کسی بزرگ نے فتح مکہ میں مسلمان ہونے والے کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ''ان کے دل کفر سے صاف نہیں ہوئے تھے''، یا کسی بزرگ نے اگر یہ لکھا ہے کہ''فلاں فلاں صحابہ کی نیت میں خلوص نہ تھا''، یا اگر کسی نے کسی صحابی کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ''ان کے ساتھ رضائے الٰہی مشروط تھی، اور انہوں نے یہ شرط پوری نہیں کی'' یا صحابہ کے بارے میں''گناہ، سخت نافرمانی اور حکم خداوندی کی خلاف ورزی'' جیسی تعبیرات کا استعمال وغیرہ وغیرہ تو اگر یہ تعبیرات اور الفاظ ان حضرات کے نزدیک درست ہیں اور ان میں صحابہ کرام کی شان کے خلاف کچھ بھی نہیں تو ان عبارات کا دفاع کیا جائے اور ثابت کیا جائے کہ اہل سنت کے اصول کے مطابق ایسی عبارات میں کوئی غلط بات نہیں ......لیکن ہوتا یہ ہے کہ ان عبارات کی نشاندھی کرنے والوں پر یہ پھبتی اڑائی جاتی ہے کہ''دیکھو انہوں نے یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبارات لکھنے والے بزرگوں کو گستاخ صحابہ بنا دیا‘‘۔

جبکہ بات اس پر ہونے چاہیے کہ ایسی عبارات کا کیا حکم ہے؟ آیا یہ صحابہ پر تنقید شمار ہوں گی یا نہیں؟ لیکن ہمارے کرم فرما اس طرف آتے ہی نہیں۔

رہا دوسرا دھوکہ کہ ’’بزرگوں کی ایسی عبارات کی نشاندھی کرنے والے ایک طرف تو ان بزرگوں کو گستاخ صحابہ باور کرواتے ہیں اور دوسری طرف انہیں رحمہ اللہ بھی لکھتے ہیں، کیا یہ کھلا تضاد نہیں‘‘؟

تو عرض ہے کہ ہمارا سوال بزرگوں کے بارے میں ہے ہی نہیں، بلکہ ہم تو ان کی چند عبارات سامنے رکھتے ہیں اور حکم ان سے دریافت کرتے ہیں جو اپنے آپ کو سنیت کا اکلوتا وارث اور وکیل سمجھتے ہیں، ہم نے تو کسی پر گستاخ صحابہ کا فتویٰ نہیں لگایا، اور کسی بزرگ کی کسی عبارت میں اگر تسامح یا غلطی ثابت ہو جائے تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اس کی باقی تمام خدمات پر بھی پانی پھیر دیا جائے، اور نہ ہی اس کا عکس درست ہے کہ کسی بزرگ کی اچھی خدمات کی وجہ سے اس کے ہر تسامح یا غلطی کو بھی غلطی یا تسامح نہ کہا جائے بلکہ الٹا اس غلطی کا دفاع کیا جائے۔

اب دیکھیں! جیسا کہ گذشتہ قسط میں ہم نے ایک بزرگ کے ایک طریق استدلال کا ذکر کیا، جس میں وہ پہلے لکھتے ہیں کہ:

> ’’حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں جن کے ساتھ رضائے الٰہی اس شرط کے ساتھ مشروط تھی کہ وہ سابقون اولون مہاجرین وانصار کی اچھے طریقے سے پیروی کریں گے‘‘۔

اور پھر آگے خود یہ لکھا کہ

> ’’لیکن بجائے پیروی کے انہوں نے مخالفت کی اور صرف زبانی مخالفت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نہیں کی بلکہ بجائے اطاعت کے قتال کیا''۔ (خواہ دفاعی ہی ہو)''۔

کیا اس استدلال کا واضح نتیجہ یہ نہیں نکلتا کہ ''جب رضائے الٰہی مشروط تھی ایک شرط کے ساتھ، اور بقول مصنف یہ شرط پوری نہیں کی گئی، تو رضائے الٰہی بھی حاصل نہ ہوئی''؟ لیکن اس کے باوجود یہ بزرگ ہر جگہ خود حضرت معاویہ کو ''رضی اللہ عنہ'' بھی لکھتے ہیں، تو کیا یہاں یہ سوال نہیں اٹھتا کہ حضرت! آپ نے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو رضائے الٰہی حاصل ہی نہیں ہونے دی، پھر آپ انہیں رضی اللہ عنہ کیوں لکھتے ہیں؟

الغرض! یہ واویلا کرنے سے کچھ حاصل نہ ہوگا کہ ''دیکھو جی چودہ سال کے تمام اکابر کو گستاخ صحابہ کہہ دیا''...... یہ ایک جذباتی نعرہ تو ہوسکتا ہے لیکن حقیقت کے میدان میں اس کی کوئی حیثیت نہیں، بات ان عبارات پر ہونی چاہیے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں ''ناقدانہ'' ہیں، اس کے بعد اگر آپ نے اپنی طرف سے کسی پر فتویٰ لگانا ہے تو شوق سے لگائیں، ہم تو ان عبارات کو ان بزرگوں کا تسامح، غلطی، یا کم از کم تعبیر کی غلطی کہتے ہیں، اور اس میں ان اکابر کی کوئی تنقیص بھی نہیں کہ غیر صحابہ اکابر تو نہ معصوم ہی ہیں اور نہ ہی صحابہ کی طرح محفوظ ہیں...... جب آپ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فیصلے چکاتے ہوئے کسی کو قطعی ''مصیب'' اور کسی کو ''قطعی مخطی'' بتا سکتے ہیں اور اس کے باوجود آپ ''محب صحابہ'' اور ''وکیل صحابہ'' ہی رہتے ہیں، تو غیر صحابہ اکابر کی کسی عبارت میں اگر کوئی غلطی یا تسامح نظر آجائے اور اس کی نشاندھی کی جائے تو وہ اکابر کی گستاخی کیسے ہوگئی؟

اب آتے ہیں ہم واپس ''مجلہ صفدر'' کے مضمون کی طرف۔

چونکہ مدیر ''مجلہ صفدر'' نے زیر تبصرہ مضمون میں حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب حفظہ اللہ کی ذات کو زیر بحث لایا ہے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مفتی صاحب بھی مدیر ''مجلہ صفدر'' کے مخصوص نظریات کے مکمل مؤید ہیں، تو اب ہم اس پر کچھ عرض کرتے ہیں۔

قارئین محترم! ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ مدیر ''مجلہ صفدر'' جن مسائل میں حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب حفظہ اللہ کو اپنا ہمنوا ثابت کرنا چاہتے ہیں، ان مسائل ونظریات کو لکھ کر مفتی صاحب سے ہی ان کا جواب لے لیتے اور پھر انہیں شائع کر دیتے، کیونکہ مفتی تقی عثمانی صاحب، بحمد اللہ بقید حیات ہیں۔ لیکن ایسا نہیں کیا گیا، بلکہ مدیر ''مجلہ صفدر'' نے کچھ اس طرح سے اپنا دعوی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ''چونکہ مفتی تقی عثمانی صاحب نے فلاں بزرگ کی فلاں کتاب کی تعریف کی تھی، لہٰذا ثابت ہوا کہ اس کتاب کے ہر حرف اور ہر عبارت سے آپ متفق ہیں''، یا ''چونکہ مفتی تقی عثمانی صاحب نے فلاں بزرگ کی تعریف وتوصیف فرمائی تھی، لہٰذا ثابت ہوا کہ وہ بزرگ جو بھی بات کریں گے وہ مفتی تقی صاحب کی تائید یافتہ ہی سمجھی جائے گی''۔

جبکہ یہ اصول وضابطہ درست نہیں، ہمارے سامنے کئی مثالیں موجود ہیں کہ کوئی بزرگ کسی دوسرے بزرگ کی ذات کے بارے میں حسن ظن رکھتے ہوئے ان کی کسی کتاب یا تحریر کی عمومی تعریف وتوصیف کر دیتے ہیں، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اس کتاب یا تحریر کے ہر ہر لفظ کی وہ تائید کر رہے ہیں، اس کی ایک مثال تو ہم مدیر ''مجلہ صفدر'' کے جد امجد استاذی المکرم حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر نوّر اللہ مرقدہ کی ہی پیش کرتے ہیں، حضرت شیخ نے حکیم محمود احمد ظفر سیالکوٹی حفظہ اللہ کی کتاب ''حضرت معاویہ شخصیت وکردار، جلد اول'' از اوّل تا آخر بغور پڑھی، اس کی تعریف وتوصیف اور تائید وتحسین بہت اونچے الفاظ میں کی، ان کو اس وقت کوئی بات بھی عقائد اہل سنت کے خلاف نظر نہ آئی (حکیم صاحب اس وقت تک بقید حیات ہیں اور جو بات ہم لکھنے جا رہے ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کی تصدیق ان سے کی جا سکتی ہے، حضرت شیخ نوّر اللہ مرقدہ کے اپنے ہاتھ سے لکھی تقریظ حکیم صاحب کے پاس محفوظ ہے)، حضرتِ شیخ رحمہ اللہ کی اس تقریظ کے ساتھ یہ کتاب آج بھی شائع شدہ موجود ہے، کیا مدیر ''مجلہ صفدر''، حکیم محمود احمد ظفر صاحب کی اس کتاب کی مکمل تائید کرنے کے لیے تیار ہیں؟؟ یا وہ اور ان کی جماعت اس کتاب کی بہت سی باتوں کو اہل سنت کے خلاف بتاتے ہیں؟؟ اس کی وضاحت فرما دیں۔

اب ایک دوسری مثال ہم مدیر ''مجلہ صفدر'' کے دوسرے جد امجد (نانا محترم) حضرت قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ کی پیش کرتے ہیں، قاضی صاحب نے اپنی کتاب ''بشارۃ الدارین علی شہادۃ الحسین'' میں پہلے تو مولانا محمد اسحاق صدیقی سندیلوی رحمہ اللہ کا تعارف یوں کروایا تھا کہ:

> ''آپ پاکستان کے اکابر اہل سنت میں سے ہیں...... آپ سنی مسلمانوں کے تنزل کا ایک خاص احساس رکھتے ہیں اور ماشاء اللہ آپ کی مساعی کا محور مذہب اہل سنت ہی ہے''۔①

اور پھر دو صفحے بعد حاشیہ میں مولانا محمد اسحاق سندیلوی رحمہ اللہ کی کتاب ''اظہار حقیقت'' کے بارے میں لکھا تھا:

> ''حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب صدیقی موصوف نے ابو الاعلیٰ مودودی کی کتاب ''خلافت و ملوکیت'' کے جواب میں ایک محققانہ کتاب ''اظہار حقیقت بجواب خلافت و ملوکیت'' لکھی ہے جو پاکستان میں دو جلدوں میں شائع ہو چکی ہے، اسی کتاب کا ایک حصہ......تجدید سبائیت...... کے نام سے ۱۹۶۵ میں جمعیت علماء اسلام کی طرف سے شائع کیا گیا تھا۔ مودودی

① بشارۃ الدارین، صفحہ ۵۳۱ طبع اول، محرم ۱۳۹۵ ھجری۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صاحب نے ...... خلافت وملوکیت ...... میں خلیفہ راشد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور دیگر جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم جو مطاعن وارد کیے ہیں، حضرت مولانا موصوف نے ''اظہار حقیقت'' میں علمی طور پر مکمل ابطال کر دیا ہے''۔①

اسی بات کا ذکر کرتے ہوئے قاضی مظہر حسین صاحب (رحمہ اللہ) نے اپنی ایک دوسری کتاب میں یہ وضاحت فرمائی کہ:

''کتاب ...... بشارت الدارین ...... تکمیل پذیر ہونے والی تھی کہ ہمیں اطلاع ملی کہ ...... اظہار حقیقت ...... حصہ دوم بھی چھپ گئی ہے، اس کا انتظار بھی رہا، لیکن بشارت الدارین کی تکمیل تک کتاب نہ پہنچ سکی، اس لئے سابقہ حسن ظن کی وجہ سے بشارت الدارین میں بندہ نے اظہار حقیقت کے دونوں حصوں کی تعریف لکھی دی''۔②

نوٹ: قاضی صاحب کی مندرجہ بالا تحریر سے معلوم ہوا کہ جب انہوں نے مولانا سندیلوی کی کتاب ...... اظہار حقیقت ...... کی تعریف وتوصیف فرمائی تھی تو اس کی جلد اول تو ان کے مطالعہ سے گذر چکی تھی، تاہم جلد دوم کا ذکر انہوں نے محض حسن ظن کی بناء پر کر دیا تھا۔

لیکن بعد میں ہوا کیا؟ قاضی مظہر حسین صاحب (رحمہ اللہ) نے مولانا محمد اسحاق صدیقی سندیلوی (رحمہ اللہ) کی اسی کتاب ''اظہار حقیقت'' کے ردّ میں دو جلدوں پر مشتمل کتاب ''خارجی فتنہ'' لکھی، اور یوں جس کتاب کی وہ تعریف وتوصیف فرما چکے تھے اسی کا ردّ بھی لکھا۔

① بشارۃ الدارین، صفحہ ۵۳۳ حاشیہ، طبع اول.
② کشف خارجیت، صفحہ ۱۹۱.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا ثابت ہوا کہ کسی بڑی شخصیت کی طرف سے کسی کتاب کی تعریف وتوصیف ہمیشہ اس کتاب کے کل مندرجات کے صحیح ہونے کی دلیل نہیں ہوا کرتی، کیونکہ اس قسم کی تعریف وتوصیف کے، اس کتاب کی صحت کے علاوہ اور بھی مختلف اسباب ہوا کرتے ہیں:

الف :...... مثلاً کبھی اس کا سبب، مصنف سے سابقہ حسنِ ظن ہوتا ہے، جس کی کئی وجوہ ہوسکتی ہیں، مثلاً مصنف کا دینی اعتبار سے قدآور شخصیت ہونا، اس کی دینی تالیفات وتصنیفات کا عموماً قابل اعتبار اور مفید ہونا، کسی فتنہ کی تردید میں اس کا معروف ومشہور ہونا وغیرہ وغیرہ، لہٰذا کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایسے مصنف کی کسی نئی تصنیف کا بالاستیعاب بنظرِ غائر مطالعہ کئے بغیر ہی محض اس سے سابقہ حسن ظن کی بنا پر اس کی تائید وتصدیق کر دی جاتی ہے۔

مثلاً قاضی مظہر حسین صاحب (رحمہ اللہ) خود ایک جگہ لکھتے ہیں کہ:

> ''اس سے معلوم ہوا کہ حسنِ ظن کی بنا پر بعض اکابر علماء بھی کسی کتاب کی تعریف لکھ دیتے ہیں اور بعد میں جب اس کتاب کی غلطیوں پر مطلع ہوتے ہیں تو پھر تنقید واعتراض بھی کرتے ہیں''①۔

ب :...... اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کتاب کا موضوع وقت کا کوئی اہم تقاضا یا کوئی اہم فتنہ ہوتا ہے، کتاب کی تعریف وتوصیف کرنے والے کا ذہن اس موضوع کی اہمیت کے پیشِ نظر اس کتاب کی افادیت کا ایک پہلو متعین کر لیتا ہے، پھر اگر وہ اس کا بالاستیعاب اور بنظرِ غائر بھی مطالعہ کرتا ہے تو اس کا ذہن صرف انہی چیزوں کو جذب کرتا رہتا ہے جو پہلے سے متعین کردہ خاص پہلو کے اعتبار سے مفید ہوتی ہیں، باقی رہیں دوسرے کسی پہلو کے اعتبار سے اس میں موجود مُضر چیزیں؟ تو ان

---

①خارجی فتنہ، ص ۴۰، ۳۹/ج ا طبع اول.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی طرف ذہن اس وقت تک متوجہ نہیں ہوتا جب تک اس کو کوئی متنبہ نہ کرے، پھر قاری اس کتاب کے ان مفید اجزاء کے پیش نظر ہی اس کی تعریف وتوصیف کر دیتا ہے، جیسے مثلاً شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب اطال اللہ بقاءہ نے حکیم محمود احمد ظفر صاحب سیالکوٹی کی کتاب ''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ، شخصیت وکردار، جلد اول'' پر دبنگ قسم کی تقریظ (جس کا ذکر پہلے ہوا)

ج:...... بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ کتاب میں بعض کمزور پہلوؤں کی طرف تبصرہ نگار یا تائید کنندہ کی نظر بھی جاتی ہے لیکن چونکہ وہ اپنے خیال کے مطابق باقی کتاب کو بہت مفید پاتا اور ان کمزور پہلوؤں کو اس کے مقابلہ میں وہ معمولی سمجھتا ہوتا ہے اس لئے اس کے کمزور پہلوؤں سے صرفِ نظر کرتے ہوئے اس کی افادیت غالبہ کے پیش نظر اس کی تائید وتصدیق، اور تعریف وتحسین کر دیتا ہے، اس کی مثال مدیر ''مجلہ صفدر'' کی ہی جماعت کے ماہنامے ''حق چار یار'' کی طرف سے مفتی وقاص رفیع کی توہین صحابہ پر مشتمل کتاب ''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور عباراتِ اکابر'' پر تائیدی تبصرہ ہے...... جبکہ اب مصنف کتاب خود اقرار کر چکے کہ ان کی اس کتاب میں بہت سی علمی اور تحقیقی غلطیاں ہیں (تاہم انہوں نے ان غلطیوں کی نشاندھی نہیں کی جس سے ساری کتاب ہی ناقابل اعتبار ٹھہر گئی) اور تا حال ماہنامہ ''حق چار یار'' کے تبصرہ نگار کا اپنے تبصرہ سے رجوع نہیں کیا گیا۔

د:...... بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی کتاب کی تائید وتعریف کرنے والے بڑے آدمی کو اس فن سے چنداں مناسبت نہیں ہوتی جس فن سے وہ کتاب متعلق ہوتی ہے، اس لئے وہ اس کتاب کے نشیب وفراز سے ایک ماہر فن کی طرح واقف نہیں ہوتا، بس مصنفِ کتاب کے اصرار پر اس کی تعریف وتوصیف کر دیتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب کتابوں پر علماء کی تصدیقات وتقریظات کے مختلف اسباب ہوئے، کتاب کے کل مندرجات کا صحیح ہونا صرف یہی ایک سبب نہ ہوا تو معلوم ہوا کہ کسی بڑی شخصیت کی طرف سے کسی کتاب کی تعریف وتحسین ہمیشہ اس بات کی دلیل نہیں ہوا کرتی کہ اس کتاب میں کوئی بات بھی غلط اور خلافِ اصول وقواعد نہیں، لہٰذا ایسی کسی کتاب کی کسی بات کا غلط اور خلافِ حق ہونا اگر دلیل سے ثابت ہو جائے تو اس کی صحت کے ثبوت میں محض کسی عالم کی تصدیق وتائید پیش کر دینا ہی کافی نہ ہوگا بلکہ اس کے لئے مستقل دلیل کی ضرورت ہوگی، کیونکہ علماء کی تصدیقات وتقریظات تو بحیثیت مجموعی کتاب کی محض تائید ہوا کرتی ہیں، کتاب کی ہر ہر بات کی دلیل نہیں ہوا کرتیں۔

اگلی قسط میں ہم حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم العالیہ کی کتابوں سے چند اقتباسات نقل کریں گے، نیز دارالعلوم دیوبند کے چند فتاویٰ جات بھی قارئین کے سامنے رکھیں گے، اس کے بعد مدیر ''مجلہ صفدر'' سے سوال کریں گے کہ آیا وہ ان نظریات سے متفق ہیں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(قسط ۱۴) جدید سبائی گروہ کا طریقہ واردات

قارئین محترم! آپ نے اب تک اچھی طرح سمجھ لیا ہوگا کہ مدیر ''مجلہ صفدر'' کا جس گروہ سے تعلق ہے، وہ اگرچہ لوگوں کے سامنے یہ کہتا ہے کہ

''ہم تو مشاجرات صحابہ میں، صحابہ کے ایک گروہ کو......مجتہد مخطی ...... سے زیادہ کچھ نہیں کہتے، اور اجتہادی خطا کوئی بے ادبی یا تنقیص نہیں ہوتی بلکہ موجب اجر و ثواب ہوتی ہے''۔

لیکن درحقیقت اس گروہ کا طریقہ یہ ہے کہ یہ پہلے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک فریق کو ''باغی'' ''رضائے الٰہی کے حصول کی شرط پوری نہ کرنے والا'' ''سخت نافرمانی کرنے والا'' ''گناہ کا مرتکب'' ''حکم خداوندی کی مخالفت کرنے والا'' ''ضلّا وضلّ من اتبعھما'' وغیرہ بناتے ہیں (جس کے حوالے پہلے گذر چکے) اور اس کے بعد یہ کہتے ہیں کہ

''ہماری مراد ان سب باتوں سے اجتہادی خطا ہے، نیز ''بغاوت'' سے مراد حقیقی بغاوت نہیں بلکہ صورتاً بغاوت ہے''۔

اور پھر اس کے ساتھ یہ دھوکہ دیا جاتا ہے کہ

''دیکھو اکابرین اہل سنت نے بھی مشاجرات صحابہ میں ایک فریق کو اجتہادی غلطی پر لکھا ہے''۔

قارئین محترم! یہ ''صورتاً'' والا فلسفہ اسی وقت چھانٹنے کی ضرورت پیش آتی ہے جب صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں کوئی ایسا لفظ لکھا گیا ہو جسے لکھنے والا خود بھی صحابہ رضی اللہ عنہم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی شان کے خلاف سمجھتا ہو، اور اسے اب یہ وضاحت کرنے کی ضرورت محسوس ہو رہی ہو کہ میں نے جو کچھ بھی لکھا اس سے یہ مراد نہیں تھا کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ''حقیقتاً'' ایسے تھے، بلکہ میری مراد یہ تھی کہ وہ ''صورتاً'' ایسے تھے، اور دوسری طرف یہ لکھنے والا ان صحابہ رضی اللہ عنہم پر وہی آیات و احادیث بھی لگاتا جائے جو ''حقیقی'' باغیوں اور ''حقیقی'' نصوص کی مخالفت کرنے والوں پر لاگو ہوتی ہیں۔

الغرض! یہ بات اچھی طرح ذہن نشین فرمالیں کہ مدیر ''مجلہ صفدر'' کا جس جماعت سے تعلق ہے ان کی کتب اور ان کے مجلّات میں شائع ہونے والے مضامین کا مطالعہ کرلیا جائے، پہلے یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک فریق کو نصوص قرآنیہ وحدیثیہ کی رو سے وہ سب کچھ ثابت کریں گے جس کے چند نمونے ہم پہلے پیش کر چکے ہیں، اور پھر آخر میں ایک سطر یہ لکھ دیں گے کہ:

> ''یہ الفاظ بظاہر واقعی سخت ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت کے خلاف ہیں لیکن بندہ نے بھی تو ان سے مراد اجتہادی خطا ہی لی ہے، یعنی صورتاً گناہ اور نافرمانی ہے نہ کہ حقیقتاً''①۔

چنانچہ مدیر ''مجلہ صفدر'' نے بھی اپنے زیر تبصرہ مضمون میں، یہی دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے کہ، دیکھیں مفتی محمد تقی عثمانی صاحب حفظہ اللہ بھی ہمارے ہمنوا ہیں، یعنی ان کے زعم میں حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب بھی بالکل اسی طرح صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایک گروہ کو پہلے وہ سب کچھ لکھتے ہیں جو ہم کرتے ہیں اور پھر آخر میں یہ فرماتے ہیں کہ

> ''میری مراد اس سب سے اجتہادی خطا ہے''۔

اس لئے آیئے مفتی تقی عثمانی صاحب حفظہ اللہ کی تحریرات سے چند اقتباسات

---

①خارجی فتنہ طبع دوم، جلد ۱ صفحہ ۴۷۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پڑھتے ہیں، اس کے بعد ہم بتائیں گے کہ آیا مدیر ''مجلہ صفدر'' اور ان کے ہمنوا کا یہی نظریہ ہے؟ ملاحظہ فرمائیں:

اصولی بات اور مفتی تقی عثمانی صاحب کی چند عبارات:

سب سے پہلے ایک اصولی بات عرض کردوں، اور وہ یہ کہ ہمارے پاس علم تاریخ پر کتابوں کا جو ذخیرہ موجود ہے اس میں ایک ہی واقعے سے متعلق کئی کئی روایتیں ملتی ہیں، اور تاریخ میں روایت کی چھان پھٹک اور جرح وتنقید کا وہ طریقہ اختیار نہیں کیا گیا جو حدیث میں حضرات محدثین نے اختیار کیا ہے، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ کتب تاریخ میں ہر طرح کی روایتیں درج ہوگئی ہیں، صحیح بھی اور غلط بھی، کسی معاملے کی حقیقت پسندانہ تحقیق کرنی ہو تو یہ ضروری ہے کہ رطب و یابس کے اس مجموعے میں سے صرف ان روایات پر اعتماد کیا جائے جو روایت اور درایت کے اصولوں پر پوری اترتی ہوں، اگر کوئی ایسا عالم جسے جرح وتعدیل کے اصولوں سے واقفیت ہو، ان روایتوں کو ان ہی اصولوں کے مطابق چھانٹتا ہے تو شکوک وشبہات کا ایک بہت بڑا حصہ وہیں ختم ہو جاتا ہے۔

وجہ یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آخری زمانے میں عبداللہ بن سبا کی سازش نے جو تحریک شروع کی تھی اس کے دو بڑے مقاصد تھے، ایک صحابہ کی عظمت کو مجروح کرنا، اور دوسرے جھوٹی روایتیں پھیلانا، چنانچہ انہوں نے بے شمار غلط سلط حکایتیں معاشرے میں پھیلانے کی کوشش کی، حضرات محدثین نے پوری تندہی اور جانفشانی کے بعد احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اس سبائی تحریک کے اثرات سے جدوجہد کرکے دودھ کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دودھ اور پانی کا پانی الگ کر دیا، لیکن علم تاریخ میں اہتمام نہ ہو سکا اور وہ روایتیں کتابوں میں درج ہوتی رہیں جو خالص سبائی پروپیگنڈے کی پیداوار تھیں۔

ہاں محتاط مؤرخین نے اتنا ضرور کیا کہ ہر روایت کی سند لکھ دی ہے، اور اب تحقیق حق کرنے والوں کے لیے یہ راستہ کھلا ہوا ہے کہ علم اسماء الرجال کی مدد سے وہ روایتوں کی تحقیق کریں اور جن روایتوں کے بارے میں یہ ثابت ہو جائے کہ وہ کسی سبائی تحریک کے فرد کی بیان کی ہوئی ہیں ان پر صحابہ کرام کے بارے میں اعتماد نہ کریں، کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل و مناقب اور ان کا اللہ کے نزدیک انبیاء کے بعد محبوب ترین امت ہونا، قرآن کریم اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناقابل انکار دلائل سے ثابت ہے، لہٰذا اس سبائی پروپیگنڈے پر کان دھر کر قرآن وسنت کے واضح ارشادات کو دریا بُرد نہیں کیا جا سکتا، ''اہل سنت کا جو عقیدہ ہے کہ مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی تحقیق میں پڑنا درست نہیں، بلکہ اس معاملے میں سکوت اختیار کیا جائے''، یہ کوئی تلخ حقائق سے فرار نہیں بلکہ اس کی وجہ یہی ہے کہ تاریخی روایات میں سے صحیح اور غلط، اور سچی اور جھوٹی کا امتیاز ہر انسان کا کام نہیں ہے، اس لیے جو شخص جرح وتعدیل کے اصولوں سے ناواقف رہ کر ان روایات کو پڑھے گا وہ ہرگز کسی صحیح نتیجے پر نہیں پہنچ سکتا، صحیح روایات میں مشاجرات صحابہ سے متعلق جو مواد آیا ہے اسے سامنے رکھ کر اہل سنت کے تمام مرکزی علماء نے متفقہ طور پر یہ عقیدہ اختیار کیا ہے کہ اگرچہ صفین وجمل کی جنگوں میں حق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، لیکن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کے مقابل حضرت عائشہ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت معاویہ وغیرہم (رضی اللہ عنہم) کا موقف بھی سراسر بے بنیاد نہیں تھا، یہ حضرات بھی اپنے ساتھ شرعی دلائل رکھتے تھے، اور ان سے جو غلط فہمی صادر ہوئی وہ خالص اجتہادی نوعیت کی تھی۔①

نوٹ: مدیر ''مجلہ صفدر'' نے بھی مندرجہ بالا حوالہ نقل کیا ہے لیکن مکمل نہیں، بلکہ...... ''صحیح روایات میں مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے متعلق جو مواد آیا ہے'' ...... سے آگے کی عبارت نقل کی ہے، اس سے پہلے جو یہ لکھا ہے کہ ''اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی تحقیق میں پڑنا درست نہیں، بلکہ اس معاملے میں سکوت اختیار کیا جائے'' ...... یہ الفاظ شاید انہیں اچھے نہیں لگے اس لیے یہ نقل نہیں کیے۔

الغرض! غور فرمائیں، مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے اس عبارت میں کتنے واضح انداز میں لکھا ہے کہ:

۱۔ کتب تاریخ میں ہر طرح کی روایتیں درج ہوگئی ہیں، صحیح بھی اور غلط بھی، کسی معاملے کی حقیقت پسندانہ تحقیق کرنی ہو تو یہ ضروری ہے کہ رطب و یابس کے اس مجموعے میں سے صرف ان روایات پر اعتماد کیا جائے جو روایت اور درایت کے اصولوں پر پوری اترتی ہوں۔

۲۔ محتاط مؤرخین نے اتنا ضرور کیا کہ ہر روایت کی سند لکھ دی ہے، اور اب تحقیق حق کرنے والوں کے لیے یہ راستہ کھلا ہوا ہے کہ علم اسماء الرجال کی مدد سے وہ روایتوں کی تحقیق کریں اور جن روایتوں کے بارے میں یہ ثابت ہو جائے کہ وہ کسی سبائی تحریک کے فرد کی بیان کی ہوئی ہیں ان پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے

① فتاوی عثمانی، جلد ۱ صفحات ۱۷۷، ۱۷۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں اعتماد نہ کریں، کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل و مناقب اور ان کا اللہ کے نزدیک انبیاء کے بعد محبوب ترین امت ہونا، قرآن کریم اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناقابل انکار دلائل سے ثابت ہے۔

۳۔ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی تحقیق میں پڑنا درست نہیں، بلکہ اس معاملے میں سکوت اختیار کیا جائے۔

۴۔ حضرت عائشہ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت معاویہ وغیرہم (رضی اللہ عنہم) کا موقف بھی سراسر بے بنیاد نہیں تھا، یہ حضرات بھی اپنے ساتھ شرعی دلائل رکھتے تھے اور ان سے جو غلط فہمی صادر ہوئی وہ خالص اجتہادی نوعیت کی تھی۔

ملاحظہ فرمائیں! اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل سنت کا سب سے محتاط اور قوی اور بہتر مسلک یہی ہے کہ مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی تحقیق میں پڑنا درست نہیں، بلکہ اس بارے میں سکوت اختیار کیا جائے، جبکہ مدیر ''مجلہ صفدر'' اور ان کی جماعت کا محبوب مشغلہ ہی مشاجرات صحابہ پر لکھنا لکھانا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں عدالتیں لگا کر یہ فیصلے صادر کرنا ہے کہ جو مشاجرات صحابہ میں صحابہ کے ایک گروہ کو یقینی طور پر حق پر اور دوسرے گروہ کو یقینی طور پر ناحق پر نہیں کہے گا وہ اہل سنت نہیں ہے، بالفاظ دیگر جو مشاجرات صحابہ میں سکوت اور توقف اور کف لسان کرے گا وہ ان کے نزدیک ''ناصبی اور یزیدی'' ہے۔

نیز آپ نے دیکھا کہ مفتی تقی عثمانی صاحب نے صاف لکھا ہے کہ

> ''حضرت عائشہ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت معاویہ وغیرہم (رضی اللہ عنہم) کا موقف بھی سراسر بے بنیاد نہیں تھا، یہ حضرات بھی اپنے ساتھ شرعی دلائل رکھتے تھے''۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان یہ اسی طرح کا اجتہادی اختلاف تھا جیسا مثلاً ائمہ فقہ (ابوحنیفہ وشافعی ومالک واحمد بن حنبل رحمہم اللہ) کے درمیان ہے، ان میں سے ہر ایک اپنے پاس شرعی دلائل رکھتا ہے۔ لہٰذا جب ہم اس اجتہادی اختلاف میں زیادہ سے زیادہ یہی کہتے ہیں کہ مثلاً ''فلاں امام کا فلاں مسئلہ میں اجتہاد ہمارے نزدیک درست ہے اور دوسرے امام سے اس مسئلہ میں اجتہادی خطا ہوئی ہے''۔ تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ ہم پہلے تو دوسرے امام کو نص قرآنی کی مخالفت کرنے والا، گنہگار اور ناجائز کام کرنے والا ثابت کریں اور پھر کہہ دیں کہ ''ہماری مراد اس سے اجتہادی خطا ہے''، نیز اجتہادی صواب وخطا میں کسی بھی مجتہد کو ''یقینی اور قطعی'' طور پر مصیب یا مخطی نہیں کہا جاتا (وللتفصیل مقام آخر)۔

حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہ، زیرعنوان ''تاریخی روایات کا مسئلہ''، مودودی صاحب کا ردّ کرتے ہوئے ایک جگہ لکھتے ہیں:

> ''مولانا مودودی صاحب سے بہت سے مسائل میں اختلاف کے باوجود ہمارا خیال یہ ہے کہ وہ اتنے باکردار ضرور ہیں کہ اپنا ضمیر بیچ کر ملک وملت کی غداری پر آمادہ نہیں ہو سکتے، اب اگر کوئی شخص آ کر یہ اطلاع دے کہ وہ (خدانہ کردہ) ضمیر فروشی اور ملت کی غداری کے مرتکب ہوئے ہیں تو کیا اس خبر کی مکمل تحقیق کئے بغیر اس کی تصدیق کر لینا کسی معقولیت پسند انسان کا کام ہوسکتا ہے؟ ظاہر ہے کہ نہیں! ہر حقیقت پسند انسان اس خبر کی تصدیق کرنے سے پہلے یہ معلوم کرنے کی کوشش کرے گا کہ یہ خبر دینے والا کون ہے؟ اس نے کس سے یہ بات سنی ہے؟ بلا واسطہ سنی ہے یا بیچ میں کوئی واسطہ ہے؟ یہ واسطے کس حد تک قابل اعتماد ہیں اور ان میں کوئی شخص ایسا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

تو نہیں جو مولانا سے عناد رکھتا ہو؟ اگر تحقیق کے بعد یہ ثابت ہو کہ یہ خبر دینے والے ناقابل اعتماد ہیں، یا ان میں سے کوئی ایک شخص افواہ طراز ہے، یا ان کا معاند ہے تو کیا پھر بھی اس خبر کو بنیاد بنا کر مولانا پر یہ تہمت لگانا قرین انصاف ہوگا؟ اور اگر یہ خبر کسی مستند اخبار میں چھپ جائے تو کیا اس کے بعد اس کے راویوں کی تحقیق ممنوع قرار پائے گی؟ اور جو شخص اس مطبوعہ خبر کی تردید کے لیے اس کے راویوں کے حالات کی چھان بین کرے کیا اسے یہ کہہ کر روکا جاسکے گا کہ اس اخبار کا ایڈیٹر ثقہ آدمی ہے، لہٰذا اس کی چھاپی ہوئی خبر قابل تسلیم ہے؟ اور اگر کوئی شخص رپورٹروں کو ناقابل اعتماد قرار دے کر اس خبر کو جھٹلائے تو کیا اسے یہ طعنہ دیا جاسکے گا کہ اگر ان غیر معتبر رپورٹروں کی یہ بات تسلیم نہیں کرتے تو اخبار کی کوئی خبر تسلیم کرنے کا تمہیں کوئی حق نہیں ہے کیونکہ اخبار کی تمام خبریں انہی رپورٹروں کی دی ہوئی ہیں؟''①

بات جاری رکھتے ہوئے مفتی صاحب آگے لکھتے ہیں:

''مولانا مودودی صاحب نے اس فرق پر بہت زور دیا ہے جو حدیث اور تاریخ کے معیار استناد میں ان کے نزدیک ملحوظ رہنا چاہیے، ان کا کہنا ہے کہ واقدی، سیف بن عمر، کلبی اور ابومخنف جیسے راوی احکامی احادیث میں تو واقعی ناقابل اعتماد ہیں مگر تاریخی واقعات میں ان کے بیانات قابل قبول ہیں۔ مولانا نے فرمایا ہے کہ اگر تاریخ کے معاملہ میں بھی انہیں ناقابل اعتماد قرار دے دیا گیا تو ہماری تاریخ کا کم از کم ۹/۱۰ حصہ

① حضرت معاویہ اور تاریخی حقائق، صفحہ ۱۳۴ طبع ۱۹۹۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بالکل غیر معتبر قرار پا جائے گا...... لیکن جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے کہ، تاریخی واقعات میں ان راویوں کے قابل اعتماد ہونے کے معنی یہ نہیں کہ ان کے بیان کیے ہوئے وہ واقعات بھی بے چون وچرا تسلیم کر لئے جائیں جن کی زد عقائد یا احکام پر پڑتی ہے، کسی بات کے محض تاریخی ہونے کا فیصلہ صرف اس بات سے نہیں کیا جا سکتا ہے کہ وہ کسی تاریخ کی کتاب میں لکھی ہوئی ہے بلکہ اگر تاریخی کتابوں میں عقائد واحکام سے متعلق کوئی چیز آئے گی تو اسے جانچنے کے لیے لازماً وہی اصول استعمال کرنے پڑیں گے جو عقائد واحکام کے استنباط کے لئے مقرر ہیں......

واقعہ یہ ہے کہ بعض راویوں کے بارے میں علماء نے جو یہ کہا ہے کہ ان کی روایتیں احکام کے معاملے میں مردود اور سیر وتواریخ میں مقبول ہیں، اس سے مراد سیر وتواریخ کے وہ واقعات ہیں جن سے عقائد واحکام پر کوئی اثر نہیں پڑتا، کون سا غزوہ کون سے سن میں ہوا؟ اس میں کتنے افراد شریک تھے؟ اس کی قیادت کس نے کی؟ اس میں کس کو فتح اور کس کو شکست ہوئی؟ ظاہر ہے یہ اور اس جیسے دوسرے واقعات ایسے ہیں کہ ان سے عقائد واحکام پر کوئی اثر نہیں پڑتا، چنانچہ ان معاملات میں ضعیف راویوں کی روایات کو بھی گوارا کر لیا گیا ہے۔ (یہاں مولانا نے حاشیہ دیا ہے جس میں لکھا ہے کہ۔ناقل) گوارا کرنے کا مفہوم یہاں بھی یہ نہیں کہ ان روایتوں کا مطالعہ کرتے وقت نقد ونظر کے تمام اصولوں پر بالکل ہی تالا ڈال دیا جائے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ صرف ان راویوں کے ضعف کی بنیاد پر ان روایتوں کو رد نہیں کر دیں گے، چنانچہ اگر کچھ دوسرے دلائل ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے خلاف مل جائیں تو ان روایات کو بھی تسلیم کرنے پر اصرار نہیں کیا جائے گا''۔ (حاشیہ ختم ہوا۔ ناقل)۔①

پھر سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''اس کی صاف اور سادہ سی مثال یہ ہے کہ آپ روزانہ اخبار میں بے شمار خبریں پڑھتے ہیں اور ان کے رپورٹروں کی تحقیق ضروری نہیں سمجھتے، لیکن جن خبروں سے کسی معروف شخصیت پر کوئی سنگین الزام لگتا ہو یا ان سے کوئی شرعی مسئلہ متأثر ہوتا ہو انھیں تسلیم کرنے سے پہلے ہر معقول آدمی اس خبر کی تحقیق کرتا ہے، اور اگر معلوم ہو کہ رپورٹر ناقابل اعتماد تھے تو اس خبر کی تصدیق نہیں کرتا، آج فلاں جگہ بس الٹ گئی، فلاں شہر میں زلزلہ آ گیا، فلاں مقام پر فلاں سیاسی جماعت کا اجلاس منعقد ہوا، فلاں فلاں لیڈر نے ایک جلسہ عام سے خطاب کیا، اگر یہ خبریں کسی ذمہ دار اخبار میں شائع ہوئی ہوں تو آپ انھیں تسلیم کرتے ہیں، خواہ آپ کو یہ یقین ہو کہ اس خبر کا رپورٹر کوئی دہریہ ہے، لیکن اگر یہی دہریہ رپورٹر یہ خبر دے کہ فلاں مشہور عالم دین نے چوری کر لی ہے، یا فلاں مشہور سیاسی لیڈر نے کسی غیر ملکی سفارت خانے سے جاسوسی کی رقم حاصل کی ہے، تو آپ محض اخبار کی خبر پر اعتماد کرنے کے بجائے لازماً اس خبر کی پوری تحقیق کرتے ہیں اور جب تک مضبوط دلائل سے خبر درست ثابت نہ ہو جائے، آپ اس عالم دین کو چور یا سیاسی لیڈر کو ضمیر فروش قرار نہیں دے سکتے۔ اگر کوئی شخص رپورٹروں کو ناقابل اعتماد اور جھوٹا ثابت کر کے ایسی خبروں کی تردید کرے تو کیا اس

① حضرت معاویہ اور تاریخی حقائق، صفحہ ۱۳۵ طبع ۱۹۹۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے یہ کہا جا سکے گا کہ یا تو اخبار کا ۹ / ۱۰ حصہ جو انہی رپورٹروں نے مرتب کیا ہے، رڈ کر دو، یا ان خبروں کو بھی بے چون و چرا درست مانو؟...... اگر یہ کہنا درست نہیں ہے، اور کوئی معقول انسان اس اعتراض کو درست نہیں کہہ سکتا تو بیچاری تاریخ اسلام ہی اتنی لاوارث کیوں ہے کہ اس کی تحقیق و تنقید کا ہر دروازہ بند ہو گیا ہے، اور اب کوئی شخص اس مقصد کے لیے اسماء الرجال کی کتابیں بھی نہیں کھول سکتا''؟ ①

تبصرہ: اہل سنت کے بزعم خود ٹھیکیداروں کا رویہ

لیکن بدقسمتی سے آج کل اہل سنت کے ٹھیکیدار کچھ ایسے لوگ بنے بیٹھے ہیں جو واقدی جیسے حدیثیں گھڑنے والوں اور متروک الحدیث لوگوں کی بڑے زور و شور کے ساتھ یہ کہہ کر وکالت کر رہے ہیں کہ:

''یہ لوگ روایت حدیث میں تو جھوٹے ہیں، لیکن تاریخ کے یہ امام ہیں، لہٰذا جن ائمہ جرح و تعدیل نے انہیں جھوٹا کہا ہے تو وہ روایت حدیث میں کہا ہے، نہ کہ تاریخی روایات میں''۔

یہ ہو بہو وہی بیانیہ ہے جو مودودی صاحب نے پیش کیا ہے اور جس کا جواب مفتی محمد تقی عثانی صاحب نے دیا ہے جس کے کچھ اقتباسات اوپر نقل کیے گئے، نیز ایک عام آدمی بھی اتنی عقل ضرور رکھتا ہے کہ جس شخص کے بارے میں علماء جرح و تعدیل کہیں کہ وہ روایت حدیث میں جھوٹا ہے اور متروک الحدیث ہے، تو ایسے جھوٹے سے کیا یہ امید کی جا سکتی ہے کہ جب کوئی تاریخی بات بیان کرے گا تو اس میں جھوٹ نہیں بولے گا؟؟ خاص طور پر ایسے جھوٹے کی کسی روایت کی بنیاد پر کوئی ایسی بات قبول نہیں کی جا سکتی

① حضرت معاویہ اور تاریخی حقائق، صفحہ ۱۳۶ طبع ۱۹۹۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس کے اثبات کے لیے شریعت کے کچھ اصول ضوابط ہیں، مثال کے طور پر کسی کو ''زانی'' ثابت کرنے کے لیےِ شریعت نے چار عینی گواہوں کی شرط رکھی ہے، اسی طرح کسی کو ''شرابی'' ثابت کرنے کے لیے کم از کم دو عینی گواہ ہونے ضروری ہیں، جب تک یہ شرط پوری نہ ہو، تب تک کسی کو زانی یا شرابی نہیں کہا جاسکتا، اور جو کہے گا شریعت اس پر حد قذف لگانے کا حکم دیتی ہے، اب اگر واقدی جیسا جھوٹا کوئی ایسی روایت بیان کرے جس میں کسی کو زانی یا شرابی بتایا جائے اور ضابطہ شہادت کی رو سے یہ بات ثابت نہ ہوتو، یہاں یہ کہنا کہ ''یہ بات بھی چونکہ تاریخ سے تعلق رکھتی ہے اور تاریخ میں واقدی امام ہے، لہٰذا جسے یہ روایت زانی یا شرابی ثابت کرتی ہے وہ زانی اور شرابی ثابت ہوگیا''۔ سوائے حد درجہ کی جہالت اور دجل کے کچھ نہیں، ایسے معاملات میں واقدی، کلبی، ابومخنف اور محمد بن زکریا الغلابی جیسے جھوٹوں کی روایات کی حیثیت اس وقت تک گوزشتر (اونٹ کے پاد) سے زیادہ کچھ نہیں جب تک اسلام کا قانون شہادت ان کی بات کی تائید نہ کرے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قسط ۱۵ مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں دارالعلوم دیوبند کے چند فتاویٰ

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ''مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم'' کے بارے میں اپنی عدالتیں لگا کر فیصلے صادر کرنے والوں کے لیے ''دارالعلوم دیوبند'' کے چند فتوے بھی نقل کر دیئے جائیں، کیونکہ جدید سبائی گروہ اپنے اس عمل کو ''علماء دیوبند'' کا مسلک بتاتا ہے...... ملاحظہ فرمائیں:

فتوی ۱:

سوال ۱۴۵۹۴۵:

حضرت علی اور حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہما) ایک لمبے عرصہ تک کیوں لڑتے رہے؟ کیا وجوہات تھیں؟ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) چوتھے خلیفہ تھے تو حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے ان کے ساتھ کیوں لڑائی کی؟

جواب ۱۴۵۹۴۵:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جب سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا اندوہناک واقعہ شہادت پیش آیا اور اس کے بعد سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت خلافت ہوئی تو سیدنا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے (جو اس وقت ملک شام کے امیر تھے) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ آپ پہلے قاتلانِ عثمان سے قصاص لیں حضرت علی خلیفہ چہارم نے جواب میں فرمایا کہ ابھی ہر طرف شورش اور ہنگامہ ہے یہ فرو ہو جائے اس کے بعد قصاص لیں گے اس کے بعد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سبائیوں نے ریشہ دوانیاں شروع کردیں اور ایک دوسرے سے بدظن کرتے رہے اور انہیں جھوٹی سچی باتیں کہہ کر ورغلاتے رہے، یہاں تک کہ ان سبائیوں نے دونوں میں جنگ کرادی دونوں کی نیت صحیح تھی اختلاف پیدا کرنے والے اور باہم جنگ کرانے والے سبائی اور صرف سبائی تھے، دونوں حضرات صحیح تھے باقی مشاجراتِ صحابہ میں ہمارے لیے حکم یہ ہے کہ ہم دونوں کو حق پر سمجھیں اور خاموش رہیں، ہمیں مشاجراتِ صحابہ میں نہ الجھنا چاہئے اس سے کسی صحابی کے بارے میں مبادا بدگمانی پیدا ہوجائے اور ہم ایمانی خرابی میں مبتلا ہوجائیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم، دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند①

فتوی ۲:

سوال ۳۹۳۱:

حضرت عائشہ، حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم کے نزاع واختلاف کو لوگوں میں بیان کرنا اور ان پر تنقید کرنا کیسا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

جواب ۳۹۳۱:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مشاجرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سلسلہ میں سکوت اختیار کرنا چاہیے۔ ان واقعات کا تذکرہ ایسے طریقہ پر کرنا جس سے کسی دوسرے صحابی کی تنقیص ہوتی ہو، سخت مذموم ہے، ان پر تنقید کرنا روافض کا طریقہ ہے، حدیث میں بہت سختی سے ممانعت کی گئی ہے، لہٰذا اس سے پورے طور پر بچنا لازم وواجب ہے۔

① یہ فتوی دارالعلوم دیوبند کی ویب سائٹ پر اس لنک پر دیکھا جاسکتا ہے:
http//:www.darulifta-deoband.com/home/ur/Islamic-Beliefs/145945

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"اللہ اللہ في أصحابي لا تتخذوھم غرضا من بعدي" الحدیث ①

"میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سلسلہ میں اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو، میرے بعد ان کو اپنے ناپسندیدہ کلام کے لیے نشانہ مت بناؤ"۔

واللہ تعالیٰ اعلم، دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند ②

فتوی ۳:

سوال ۴۶۱۱۳:

حدیث نمبر ۷۰۸۳: ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا ان سے ایک شخص نے جس کا نام نہیں بتایا ان سے امام حسن بصری نے بیان کیا کہ میں ایک مرتبہ باہمی فسادات کے دنوں میں اپنے ہتھیار لگا کر نکلا تو ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے راستے میں ملاقات ہوگئی۔ انہوں نے پوچھا کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ میں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے لڑکے کی (جنگ جمل وصفین میں) مدد کرنا چاہتا ہوں- انہوں نے کہا لوٹ جاؤ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب دو مسلمان اپنی تلواروں کو لے کر آمنے سامنے مقابلہ پر آجائیں تو دونوں دوزخی ہیں۔ پوچھا گیا یہ تو قاتل تھا مقتول نے کیا کیا (کہ وہ بھی ناری ہوگیا) فرمایا کہ وہ بھی اپنے مقابل کو قتل کرنے کا ارادہ کئے ہوئے تھا۔ حماد بن زید نے کہا کہ پھر میں نے یہ حدیث ایوب اور یونس بن عبید سے ذکر کی میرا مقصد تھا کہ یہ دونوں بھی مجھ سے یہ حدیث بیان کریں ان دونوں نے کہا کہ اس حدیث کی روایت حسن بصری نے احنف بن قیس سے اور انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کی۔ ہم سے سلیمان نے۔

① مشکوۃ، ص: ۵۵۴۔
② اس لنک پر یہ فتویٰ دیکھا جا سکتا ہے:
http//:www.darulifta-deoband.com/home/ur/Islamic-Beliefs/3931

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب ۶۱۱۳۴:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿وَ اِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰى تَفِیْٓءَ اِلٰۤى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ﴾①

اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی دو جماعتیں جب مقابل ہوں اور قتل وقتال کی نوبت آنے لگے تو دوسرے مسلمانوں کے ذمہ لازم ہے کہ ان کے درمیان مصالحت کی کوشش کریں، مصالحت کی کوشش کریں، مصالحت کرانے کے بعد اگر کوئی جماعت زیادتی کرتی ہے تو پھر سب مل کر بزور باغی جماعت کو حکم خداوندی ماننے کے لیے مجبور کردیں۔

جنگ جمل اور جنگ صفین جو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان واقع ہوئی اس میں قتال تک نوبت ان مفسدین کی وجہ سے آئی جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتل تھے، مسلمانوں کی دونوں جماعتوں میں مصالحت ہوگئی، دونوں فوجوں کے اپنے اپنے ٹھکانے واپس جانے کا فیصلہ ہوگیا عمل کے لیے صبح کا انتظار تھا لیکن اس مصالحت میں مفسدین کو اپنی ہلاکت نظر آرہی تھی اس لیے انہوں نے رات ہی میں تیر چلا دیئے جس کے جواب میں دوسری طرف بھی تیر چلائے گئے، اور ہر جماعت دوسرے کو مصالحت کی خلاف ورزی کرنے والا سمجھ رہی تھی، اس لیے مفسدین کی فتنہ پروری کے نتیجے میں دونوں جنگیں پیش آئیں، تفصیل بطور خلاصہ جاننے کے لیے مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی رحمہ اللہ کی مختصر کتاب "خلفائے راشدین" کا مطالعہ فرمالیں۔

جو حدیث آپ نے پیش کی ہے وہ دو مسلمانوں کے قتل وقتال سے متعلق ہے،

① الحجرات، آیت: ۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جہاں قاتل کی طرح مقتول کا مقصد بھی دوسرے کو قتل کرنا ہوتا ہے اس بنا پر جو عمل میں کامیاب ہو گیا یعنی قاتل اور جو پیچھے رہ گیا یعنی مقتول دونوں کا عمل ارادہ و نیت کی بنیاد پر برابر ٹھہرا کر دونوں جہنم رسید قرار دیئے گئے، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشاجرات پر یہ حدیث صادق نہیں آتی، اس لیے کہ وہاں کسی بھی جماعت کا مقصد کسی مسلمان کو قتل کرنا نہیں تھا بلکہ قاتلین عثمان سے قصاص لینا تھا۔

نیز یہ بھی ملحوظ رہے کہ مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے سلسلہ میں اسلم طریقہ کف لسان کا ہے۔خود رائی سے کوئی فیصلہ کرنا سخت برا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم، دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند①

فتوی ۴:

سوال ۵۳۹۳:

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جنگوں کے درمیان ہزاروں صحابہ رضی اللہ عنہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے لیکن ہم سے نہیں پوچھا جائے گا کہ حق پر تھے۔ اور کربلا میں جگر گوشہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ شہید ہو گئے لیکن ہم سے نہیں پوچھا جائے گا کہ حضرت حسین حق پر تھے یا خلیفہ یزید اور ہم نے سارا فیصلہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیا ہے۔اس طرح ہم شیعوں کی لعن طعن کا فیصلہ اللہ پر کیوں نہیں چھوڑ دیتے ؟

جواب ۵۳۹۳:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قطعیت کے ساتھ جو بات ثابت نہ ہو اس پر قطعی اور فیصلہ کن حکم لگانا انسان کے

① یہ فتوی اس لنک پر ملاحظہ فرمائیں:
h:ttp//www.darulifta-deoband.com/home/ur/others46113

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیے دشوار ہے، ایسا ہی مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کا معاملہ ہے کہ فیصلہ کن انداز میں حق وناحق کی بات کہنا، جب کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت بھی ملحوظ رہے ہمارا کام نہیں ہے، کیوں کہ واقعات کی تمام جزئیات وتفصیلات کا کم ازکم ظن غالب کے درجہ میں علم صحیح حاصل ہونے کا کوئی ذریعہ ہمارے پاس موجود نہیں ہے اور نہ ہی اس سے کوئی ہماری دینی ضرورت اٹکی ہوئی ہے، اس لیے حسن ظن اور سکوت کی راہ اختیار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حوالہ کردیتے ہیں۔

(۲) اس کے برخلاف شیعہ ضروریات دین کے منکر ہیں، قطعیات اسلام کا انکار کرتے ہیں، اور جو باتیں نصوص قطعیہ سے ثابت ہیں مثلاً حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان وہدایت میں کامل ہونا یا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عفت وپاکدامنی، یا موجودہ قرآن پاک کا منزل من اللہ ہونا اور صحف تنزیل پر محفوظ ہونا ان قطعیات کے خلاف شیعوں کی ہرزہ سرائیوں کی تردید آیات قرآنیہ، احادیث متواترہ میں بصراحت موجود ہے، لہٰذا ان کے سب وشتم کی نقد تردید کرنا اسی دنیا میں واجب و ضروری ہوجاتا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم، دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند①

قارئین محترم! ملاحظہ فرمائیں، ان فتاویٰ میں ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ:

ا۔ ''مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہمارے لیے حکم یہ ہے کہ ہم دونوں کو حق پر سمجھیں اور خاموش رہیں، ہمیں مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں نہ الجھنا چاہئے اس سے کسی صحابی کے بارے میں مبادا بدگمانی پیدا ہوجائے اور ہم ایمانی خرابی میں مبتلا ہوجائیں''۔

① یہ فتویٰ اس لنک پر دیکھا پڑھا جاسکتا ہے:
http//:www.darulifta-deoband.com/home/ur/History--Biography/5393

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۔ ''مشاجرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سلسلہ میں سکوت اختیار کرنا چاہیے''۔

۳۔ ''مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے سلسلہ میں اسلم طریقہ کف لسان کا ہے۔ خود رائی سے کوئی فیصلہ کرنا سخت برا ہے''۔

۴۔ ''مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے معاملہ میں فیصلہ کن انداز میں حق و ناحق کی بات کہنا، جب کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت بھی ملحوظ رہے ہمارا کام نہیں ہے''۔

جس سے ثابت ہوا کہ مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں اہل سنت نیز علماء دیوبند کا سب سے بہتر، اولیٰ اور احوط و اسلم مسلک ''کف لسان اور سکوت'' ہے، نہ یہ کہ ہر مہینے دو مہینے کے بعد اپنے ماہناموں اور مجلّات کا پیٹ بھرنے کے لیے مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے مقدمہ کھول لیا جائے۔

سکوت و توقف سے کیا مراد ہے؟

کچھ لوگ سکوت و توقف کا مطلب بھی خود ساختہ بیان کرتے ہیں، اس لیے یہ بھی پڑھ لیں کہ اس کا کیا مطلب ہے؟

دار العلوم دیوبند ہی کا فتویٰ نمبر ۱۴۹۱۸۰ ہے، اس میں لکھا ہے کہ:

''سکوت و توقف کا مطلب یہ ہے کہ مختلف الجہات مسئلے میں کسی جہت سے متعلق کوئی رائے ظاہر نہ کی جائے''۔①

① یہ فتویٰ مندرجہ ذیل لنک پر دیکھیں:
http//:www.darulifta-deoband.com/home/ur/Deviant-Sects/149180

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(قسط۱۶) یزید سے متعلق مفتی تقی عثمانی صاحب اور دار العلوم دیو بند کے فتاویٰ

قارئین محترم! مدیر ''مجلہ صفدر'' نے یہ بھی لکھا تھا کہ:

''اہل السنۃ والجماعۃ'' کے نزدیک سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا ''یزید'' بالاتفاق فاسق (گناہ گار مسلمان) تھا...... جبکہ یزیدی گروہ یزید کو ''خلیفہ عادل'' اور ''امیر المومنین سیدنا یزید رحمہ اللہ'' تسلیم کرتا ہے اور اس کی طرف فسق کی نسبت کو درست نہیں سمجھتا''۔

ہم نے اس مضمون کے شروع میں اس پر مختصر طور پر چند حوالے نقل کیے تھے کہ کس کس نے یزید کو امیر المؤمنین لکھا، نیز محدث جلیل و محقق کبیر حضرت مولانا حبیب الرحمن اعظمی نوّر اللہ مرقدہ کی کتاب ''تبصرہ بر شہید کربلاء و یزید'' سے چند اقتباسات پیش کیے تھے، آیئے اب حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب حفظہ اللہ کی اسی موضوع سے متعلق چند عبارات نقل کرتے ہیں، اس کے بعد دار العلوم دیو بند کے چند فتوے بھی نقل کیے جائیں گے۔

حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب حفظہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''یزید کا شراب پینا یا زنا کرنا کسی بھی قابل اعتماد روایت سے ثابت نہیں ہے۔ زنا کی روایت تو میں نے کسی بھی تاریخ میں نہیں دیکھی۔ کسی نے جو شیعہ راوی ہے یزید کا شراب پینا وغیرہ بیان کیا ہے، لیکن کسی مستند روایت میں اس کا ذکر نہیں۔ اگر یزید کھلم کھلا شرابی ہوتا تو حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی اتنی بڑی جماعت اس کے ساتھ قسطنطنیہ کے جہاد میں نہ جاتی۔ اس دور کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حالات کو دیکھ کر ظن غالب یہی ہے کہ یزید کم از کم حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں شراب نہیں پیتا تھا اور حدِ شرعی اس وقت قائم ہو سکتی ہے جب کہ دو گواہوں نے پیتے وقت دیکھا ہو۔ ایسا کوئی واقعہ کسی شیعہ روایت میں بھی موجود نہیں ہے''۔①

آگے لکھتے ہیں:

''یزید کے بارے میں صحیح بات وہی ہے جو میں لکھ چکا ہوں۔ قانونِ الٰہی کو بدلنے کا کوئی ثبوت کم از کم مجھے نہیں ملا۔ یزید ایک سلطان متغلب تھا۔ شرعاً اس کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ پورا کنٹرول حاصل کر چکا ہو تو اس کے خلاف خروج نہ کیا جائے گا، اور اس کا غلبہ روکنا ممکن ہو تو روکنے کی کوشش کی جائے۔ حضرت حسین سمجھتے تھے کہ اس کا غلبہ روکنا ممکن ہے، اس لیے وہ روانہ ہو گئے اور دوسرے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا خیال تھا کہ اب اس کے غلبہ کو روکنا استطاعت میں نہیں اور اس کو روکنے کی کوشش میں زیادہ خون ریزی کا اندیشہ ہے، اس لیے وہ خود بھی خاموش رہے اور حضرت حسین کو بھی اپنے ارادے سے باز آنے کا مشورہ دیا۔ ''سر داد نداد دست در دستِ یزید'' کوئی نقطۂ نظر نہیں ہے۔ حضرت حسین شروع میں یہ سمجھتے تھے کہ سلطان متغلب کا غلبہ روکنا ممکن ہے، اس لیے روانہ ہوئے اور اہل کوفہ پر اعتماد کیا، لیکن جب عبیداللہ بن زیاد کے لشکر سے مقابلہ ہوا تو کوفیوں کی بدعہدی کا اندازہ ہوا۔ اس وقت آپ کو یقین ہو گیا کہ اہل کوفہ نے بالکل غلط تصویر پیش کی تھی۔ حقیقت میں یزید کا غلبہ روکنا اب

① فتاوی عثمانی، جلد ۱ صفحہ ۱۷۹۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

استطاعت میں نہیں ہے۔ اس لیے انھوں نے یزید کے پاس جا کر بیعت تک کرنے کا ارادہ ظاہر کیا مگر عبید اللہ بن زیادہ نے انھیں غیر مشروط طور پر گرفتار کرنا چاہا۔ اس میں انھیں مسلم بن عقیل رحمہ اللہ کی طرح اپنے بے بس ہو کر شہید ہونے کا اندیشہ تھا۔ اس لیے ان کے پاس مقابلہ کے سوا چارہ نہ رہا''۔①

ملاحظہ فرمائیں! مولانا کی تحقیق کے مطابق، یزید کا شراب پینا یا زنا کرنا کسی بھی قابل اعتبار روایت سے ثابت نہیں، نیز مولانا نے لکھا کہ شراب پینے کی حد شرعی اسی وقت قائم ہو سکتی ہے جب دو گواہوں نے شراب پیتے دیکھا ہو۔ پھر مولانا نے صاف لکھا ہے کہ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو یقین ہو گیا کہ اب یزید کا غلبہ روکنا استطاعت میں نہیں ہے تو آپ نے یزید کے پاس جا کر بیعت تک کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔

میرا سوال ہے، کیا مدیر ''مجلہ صفدر'' اور ان کے مریدان باصفا، مولانا محمد تقی عثمانی صاحب حفظہ اللہ کی مندرجہ بالا تحقیق سے متفق ہیں؟

آیئے اب نظر ڈالتے ہیں واقعہ کربلا اور یزید سے متعلق دار العلوم دیوبند کے چند فتاویٰ پر۔ (ہر فتویٰ کا لنک ساتھ دیا گیا)

سوال ۳۸۳۸۹:

کیا ہم یزید کو صحابی کہہ سکتے ہیں؟

جواب ۳۸۳۸۹:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یزید صحابی نہ تھے بلکہ صحابی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بارگاہ نبوی کے امین، کاتبِ

① فتاویٰ عثمانی، جلد ۱ صفحہ ۱۸۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وحی کے لڑکے تھے، یعنی تابعی تھے۔ حضرت دِحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے خاص شاگرد تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد یزید خلیفہ ہوئے تھے، قسطنطنیہ کی جنگ میں شریک ہوئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جنگ میں شریک ہونے والوں کے لیے مغفوز لھم بخشے بخشائے ہوئے کی خوشخبری دی ہے، شیعوں نے ان کے خلاف بہت زیادہ پروپیگنڈے کیے ہیں انھیں فاسق، فاجر اور قاتل حسین تک کہتے ہیں حالانکہ صحیح اور راجح روایت سے تو ان کا فسق و فجور ثابت نہیں۔ ہمیں خاموش رہنا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ①

سوال ۲۲۵۷:

کیا یزید بن معاویہ کو امیر المومنین یا چھٹا خلیفہ رسول کہا جا سکتا ہے؟ براہ کرم، جواب دیں۔

جواب ۲۲۵۷:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یزید بن معاویہ کو چھٹا خلیفۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہا جا سکتا کیونکہ خلیفۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت میں وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے اعمال کے ذریعے سے اس نام کو صحیح ثابت کیا ہو اور آپ علیہ السلام کے بعد آپ کی سنت کو پکڑے رہے ہوں البتہ یزید کو مطلق خلیفہ یا بادشاہ یا مسلمانوں کے امور کو انجام دینے کی وجہ سے امیر المومنین کہہ سکتے ہیں:

وفي شرح السنة: يعني أن الخلافة حق الخلافة إنما هي للذين صدقوا هذا الاسم بأعمالهم وتمسكوا بسنة رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم من بعده فإذا خالفوا السنة وبدلوا السيرة فهم حينئذ ملوك وإن كان أساميهم خلفاء ولا

① دار الافتاء، دار العلوم دیوبند
http//:www.darulifta-deoband.com/home/ur/Others/38389

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بأس أن يسمى القائم بأمور المسلمين أمير المؤمنين ①

واللہ تعالیٰ اعلم۔ ②

سوال ۵۸۶۴۲:

میرا سوال یہ ہے کہ یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کہہ سکتے ہیں یا نہیں...... اس کے بارے میں کیا عقیدہ ہونا چاہیے؟ ان کو امیر المومنین کہنا کیسا ہے؟؟؟ برائے مہربانی جواب دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

جواب ۵۸۶۴۲:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یزید حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے تھے اس لیے وہ تابعی تھے، ان کے لیے رحمہ اللہ کہنا چاہیے کیونکہ ''رضی اللہ عنہ'' کو صحابہ کرام کے ساتھ خاص کر دیا گیا ہے، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد بے شک وہ امیر المومنین بنائے گئے تھے، ان کے ہاتھ پر بیعت عامہ ہوئی، صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی خلفاء راشدین کے بعد جتنے خلفاء ہوئے اگر چہ ان کی خلافت بالکل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر نہ تھی تاہم ان خلفاء کو امیر المومنین کہنا درست ہے، ملا علی قاری نے مرقاۃ میں لکھا ہے:

"ولا بأس أن يسمّى القائم بأمور المسلمين أمير المؤمنين" ③

یزید کے بارے میں شیعوں نے فاسق و فاجر ہونے کا عقیدہ پھیلایا ہے، لیکن صحیح روایت سے ان کا فسق و فجور ثابت نہیں ہوتا، بلکہ بخاری شریف کی ایک روایت

---

① مرقاۃ: ج ۱۰، ص ۱۲۳، ط امدادیہ پاکستان.

② دار الافتاء، دار العلوم دیوبند

http//:www.darulifta-deoband.com/home/ur/History--Biography/2257

③ مرقاۃ: ۱۰/۱۲۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں آیا ہے کہ ''جو لوگ قسطنطنیہ کی جنگ میں شریک ہوں گے وہ جنتی ہیں''۔ اور بلا شبہ یزید بھی اس جنگ میں شریک ہوئے تھے، بلکہ فوج کے ایک حصہ کے امیر تھے۔ امام بخاری نے اس کی صراحت کی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ①

سوال ۳۶۳۵۹:

واقعہ کربلا کے موضوع پر کسی مستند کتاب کا نام بتائیں جس میں حوالے کے ساتھ واقعہ کربلا کا ذکر ہو۔ میں لکھنؤ کا رہنے والا ہوں، لہٰذا ایسی کتاب کا نام بتائیں جو یہاں دستیاب ہو سکے۔ مزید یہ بھی فرمائیں کہ یزید کے بارے میں کیا عقیدہ ہونا چاہئے؟ کیا جنگ کے موقع پر حضور ﷺ نے جنت کی بشارت دی تھی جس میں یزید بھی شریک تھا؟

جواب ۳۶۳۵۹:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس موضوع پر ہمیں کسی مستند کتاب کا علم نہیں، اس لیے اس بارے میں کسی راہنمائی سے معذرت ہے، اور یزید کے سلسلے میں اصح مذہب توقف کا ہے۔ ویسے آپ ﷺ نے غزوۂ روم کے سلسلے میں یہ بشارت دی تھی کہ سب سے پہلے ملک روم کو فتح کرنے والے (میری امت میں سے) **مغفور لھم** (جن کی مغفرت کر دی گئی) اور اس غزوے میں شریک ہونے والے بہت سے بڑے بڑے صحابی ہیں ان میں امیر لشکر یزید بن معاویہ تھے۔

أن عمير بن الأسود العنسي حدثه انه أتى ثم قال النبي ﷺ:

① دار الافتاء، دار العلوم دیوبند
http//:www.darulifta-deoband.com/home/ur/Others/58642

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أول جيش من أمتي يغزون مدينة قيصر مغفور لهم فقلت: أنا فيهم يا رسول الله! قال: لا①

وقال المحشي: مدينة قيصر أي ملك الروم: قال القسطلاني: كان أول من غزا مدينة قيصر: يزيد ابن معاوية ومعه جماعة من سادات الصحابة... قال المهلب في هذا الحديث منقبة لمعاوية لأنه أول من غزا البحر ومنقبة لولده لأنه أول من غزا مدينة قيصر الخ②

قال في المنتظم: فمن الحوادث فيها: وفيها: غزا يزيد بن معاوية أرض الروم حتى بلغ القسطنطينية ومعه ابن عباس وابن عمر وابن الزبير وأبو أيوب الأنصاري③ واللہ تعالیٰ اعلم④

سوال ٦٩٢٦٨:

میں واقعہ کربلا کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں۔ براہ کرم مجھے کسی دیوبندی عالم کی اس موضوع پر کسی مستند کتاب کا نام بتائیں۔

جواب ٦٩٢٦٨:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

واقعہ کربلا کے موضوع پر متعدد کتابیں تصنیف کی گئی ہیں، لیکن اکثر کتابیں ان روایات پر مبنی ہیں جو باہم متضاد ہیں یا شیعوں کی من گھڑت ہیں، البتہ جناب مولانا عتیق الرحمن نعمانی سنبھلی صاحب مدظلہ (صاحبزادہ حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ)

---

① بخاری: ١/٤٠٩، باب ما قيل في قتال الروم/ كتاب الجهاد.

② بخاري: ١/٤١٠، حاشیہ نمبر ٢ حوالہ سابق.

③ المنتظم: ٥/٢٢٤، سنة تسع وأربعين، ط: دار الكتاب العلمية بيروت، لبنان.

④ دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند

http//:www.darulifta-deoband.com/home/ur/History--Biography/36359

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے ایک کتاب مرتب فرمائی ہے، اس میں مولانا موصوف مدظلہ نے شیعی راویوں کے بیانات، اور روایات کا باہمی تعارض اور ان کی درایت پر بحث کرتے ہوئے اعتدال پر مبنی موقف پیش کیا ہے اور حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ نے اس کی تائید فرمائی ہے، اس کتاب کا نام ہے: "واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر نئے مطالعہ کی روشنی میں" لہٰذا آپ اس کا مطالعہ فرمائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم ①۔

نوٹ: مولانا عتیق الرحمن سنبھلی صاحب کی اس کتاب کے خلاف مدیر ''مجلہ صفدر'' کی جماعت اور ان کے بزرگوں نے خوب پروپیگنڈا مہم چلا رکھی ہے۔

سوال ۱۶۶۱۲۵:

میرا سوال تاریخ کے حوالے سے ہے، کیا سنت والجماعت کی کوئی کربلا کی معتبر تاریخ ہے؟ اگر ہے تو اس تاریخ کی کتاب کا نام اور اس کے مصنف کا نام بتائیں، آپ کی بڑی مہربانی ہوگی، میرا دوسرا یہ ہے کہ یزید کے بارے میں کیا کہنا چاہئے؟ میں نے سنا ہے کہ یزید کے بارے میں بخاری شریف میں ایک مغفرت کے بارے میں حدیث ہے جو کہ جنگ کے متعلق دی گئی ہے کہ کیا یہ حدیث صحیح ہے؟ براہ کرم، جواب دیں۔

جواب ۱۶۶۱۲۵:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"کربلا" کی تاریخ کے تعلق سے اہلِ سنت والجماعت کی بہت سی کتابیں ہیں چند کتابوں کے نام لکھے جاتے ہیں:

(۱) شہید کربلا: مصنف مفتی شفیع صاحب سابق مفتی اعظم پاکستان۔

① دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند
http//:www.darulifta-deoband.com/home/ur/Others/69268

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲) تبصرہ بر شہید کربلا اور یزید: مصنف محدث کبیر مفتی حبیب الرحمن اعظمی۔

(۳) شہید کربلا اور یزید: مصنف حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری طیب صاحب۔

جہاں تک یزید کا تعلق ہے تو یزید کے سلسلے میں ہمارے اکابر کا موقف توقف کا ہے، حضرت گنگوہی رحمہ اللہ یزید کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

"اور ہم مقلدین کو احتیاط سکوت میں ہے؛ کیونکہ اگر لعن جائز ہے تو لعن نہ کرنے میں کوئی حرج نہیں، لعن نہ فرض ہے نہ واجب نہ سنت نہ مستحب محض مباح ہے اور جو وہ محل نہیں تو خود مبتلا ہونا معصیت کا اچھا نہیں"۔① اور جس حدیث کا آپ نے ذکر کیا ہے وہ صحیح اور مستند ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ روم کے سلسلے میں یہ بشارت دی تھی کہ سب سے پہلے ملک روم کو فتح کرنے والی جماعت مغفور لھم ہوگی یعنی اللہ تعالیٰ ان کی بخشش فرما دیں گے اور یزید کا اس لشکر میں موجود رہنا بھی تاریخی روایات سے ثابت ہے، خود امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اس کی تصریح فرمائی ہے۔

أن عمیر بن الأسود العنسي حدثه أتى ثم قال النبي صلی اللہ علیہ وسلم:

أول جيش من أمتي يغزون مدينة قيصر مغفور لهم فقلت: أنا فيهم يا رسول الله! قال: لا②

وقال المحشي: مدينة قيصر أي ملك الروم: قال القسطلاني: كان أول من غزا مدينة قيصر: يزيد ابن معاوية ومعه جماعة من سادات الصحابة قال المهلب في هذا الحديث منقبة لمعاوية لأنه أول من غزا البحر

① فتاوی رشیدیہ: ۷۸ قدیم۔

② بخاری: ۴۰۹/۱، باب ما قيل في قتال الروم/ كتاب الجهاد۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ومنقبة لولده لأنه أول من غزا مدينة قيصر الخ①

قال في المنتظم: فمن الحوادث فيها: وفيها: غزا يزيد بن معاوية أرض الروم حتى بلغ القسطنطينية ومعه ابن عباس وابن عمر وابن الزبير وأبو أيوب الأنصاري②

قال رسول الله ﷺ فإن الله قد حرم على النار من قال لا إله إلا الله يبتغي بذلک وجه الله قال محمود بن ربيع فحدثتها قومًا فيهم أبو أيوب الأنصاري صاحب رسول الله ﷺ في غزوة التي توفي فيها ويزيد بن معاوية عليهم بأرض الروم الخ③ واللہ تعالیٰ اعلم④

سوال ۱۰۹۹۷:

(۱) کیا یہ کہنا صحیح ہے کہ (اللہ جانے کون بشر ہے)؟

(۲) یزید کو برا کہنا کیسا ہے؟

(۳) اس روایت کے بارے میں کیا حکم ہے کہ حضور ﷺ ایک مرتبہ ہندوستان کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوئے اور مسکرا کر فرمایا کہ مجھے اس طرف سے علم کی خوشبو آتی ہے؟

(۴) مماتی اور بریلوی حضرات کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ جواب دے کر مشکور فرمائیں۔

---

①بخاري: ۱/۴۱۰، حاشیہ نمبر ۲ باب ما قيل في قتال الروم/ كتاب الجهاد.

②المنتظم: ۵/۲۲۴، سنة تسع وأربعين، ط: دار الكتب العلمية بيروت، لبنان.

③صحيح البخاري، كتاب التهجد، باب صلاة النوافل جماعة: ۱/۱۵۸.

④دار الافتاء، دار العلوم دیوبند

http//:www.darulifta-deoband.com/home/ur/History--Biography/166125

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب ۱۰۹۹۷:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۱) یہ کس کا قول ہے، نیز کس موقع اور مناسبت پر کہا ہے؟

(۲) یزید کو برا بھلا کہنا صحیح نہیں ہے بلکہ اس بارے میں توقف کرنا چاہیے اور ان کے معاملہ کو اللہ کے سپرد کردینا چاہیے۔

(۳) اس روایت کے بارے میں ہم کو علم نہیں، کافی تلاش کے باوجود نہ ملی اگر آپ نے کسی معتبر کتاب میں دیکھی ہے تو حوالہ کے ساتھ نقل فرمائیں۔

(۴) مماتی فرقہ کے تفصیلی حالات ان کی کتابوں سے لکھ کر مع ان کے دستخط کے نقل فرمائیں اور بریلوی حضرات میں جن کے عقائد شرک تک پہنچے ہوئے ہیں ان کے پیچھے نماز جائز نہیں، البتہ اگر شرک تک نہ پہنچے ہوں تو ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ ایسی صورت میں تنہا نماز پڑھنے سے بہتر ان کے پیچھے پڑھ لینا ہے تاکہ جماعت کے ترک کا گناہ نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم ①

سوال ۳۶۳۸۹:

میرا سوال یہ ہے کہ حضرت امام حسین کو کس نے شہید کیا؟ کربلا میں اہل بیت کے ساتھ کس نے برا سلوک کیا؟ اگر یزید اور اسکے ساتھیوں نے یہ کام کیا تو اہل حدیث حضرات یزید کو قصوروار کیوں نہیں مانتے؟

جواب ۳۶۳۸۹:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

① دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند
http//:www.darulifta-deoband.com/home/ur/Others/10997

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیعوں کی معتبر و مستند کتابوں سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ حضرت حسین کو دعوت دے کر بلانے والے ان کے ساتھ بے وفائی و بدعہدی کرنے والے شیعہ تھے اور پھر انہوں نے ہی نہایت بے دردی کے ساتھ حضرت حسین کو قتل کیا نیز شیعانِ کوفہ نے خود اس بات کا اقرار کیا کہ ہم نے امام حسین کو بلایا پھر ہم نے ان پر تلوار چلائی اور جو مصائب ان پر آئے وہ ہمارے سبب آئے، چنانچہ قاضی نور اللہ شوستری مجالس المومنین میں لکھتے ہیں:

"سلیمان بن صرد خزاعی ساکن کوفہ است وسبب خروج او بنی امیہ آں بود کہ چوں طائفہ کوفیاں با مسلم بیعت کردہ نقض عہد کردند ونوبت بہ شہادت امام حسین رسانیدند سلیمان بعد از چند ماہ متنبہ شدہ انگشت حسرت بدنداں گرفتہ برخود نفریں ی کرد کہ خسرانِ دنیا وآخرت نصیب باشد کہ بعد از انکہ امام حسین را طلب داشتیم تیغ برروئے او کشیدیم تا از بے وفائی ما رسید باو آنچہ رسید"۔

''سلیمان بن صرد خزاعی کوفہ کے رہنے والے ہیں، بنی امیہ سے ان کی بغاوت کا سبب یہ ہوا کہ جب کوفیوں کے ایک گروہ نے مسلم کے ہاتھ پر بیعت کر کے نقض عہد کیا اور امام حسین کی شہادت کی نوبت پہنچائی تو سلیمان چند ماہ کے بعد متنبہ ہوئے اور انگشت حسرت دانتوں میں دبا کر اپنے اوپر نفریں کرتے تھے کہ دنیا و آخرت کا خسارہ ہم کو حاصل ہوا کہ بعد اس کے کہ ہم نے امام حسین کو بلایا، تلوار ان پر کھینچی اور ہماری بے وفائی سے یہ سب مصیبت ان کو پہنچی''۔ ①

① قاتلانِ حسین کی خانہ تلاشی: ص: ۶۳، مکتبہ فاروقیہ درائی ٹولہ لکھنؤ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واللہ تعالیٰ اعلم①

سوال ۶۱۹۸۹:

کیا یہ روایت صحیح ہے کہ خانہ کعبہ پر یزیدی فوج نے دوران جنگ سنگ باری کی حتی کہ خانہ کعبہ پر آگ برسائی جس سے اس کی چھت اور پردے جل گئے۔ (تاریخ ابن خلدون)

جواب ۶۱۹۸۹:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کوئی صحیح روایت جو شیعہ راویوں سے پاک وصاف ہو اس کے بارے میں ہمیں نہیں ملی، ملا علی قاری نے تذکرۃ الموضوعات میں لکھا ہے کہ شیعوں نے یزید کی مذمت میں اور کربلا وابن زیاد کے بارے میں بہت سی حدیثیں گھڑ کر ہماری کتابوں میں پھیلا دی ہیں، ہوسکتا ہے کہ یہ روایت بھی ان ہی روایتوں میں سے ہو، عقلی اعتبار سے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی ہے کہ یزید کو خانہ کعبہ سے کیا دشمنی ہے جو اس نے خانہ کعبہ پر پتھر اور آگ برسائی، جبل ابوقبیس کے ہاتھ کے گوپھا سے پتھر یا آگ پھینکی جائے تو کیسے خانہ کعبہ تک پہنچے گی، خانہ کعبہ اور جبل ابوقبیس کے درمیان جس قدر فاصلہ ہے ہاتھ کے گوپھا سے پتھر یا آگ پھینکی جائے تو خانہ کعبہ تک پہنچنا ممکن نہیں ہے، شیعوں نے بنوامیہ کی تاریخ کو مسخ کردیا ہے، شیخ ابو البسر ابن عابدین دمشقی کی کتاب "اغلاط المؤرخین" کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم②۔

---

① دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند
http//:www.darulifta-deoband.com/home/ur/False-Sects/36989

② دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند
http//:www.darulifta-deoband.com/home/ur/Others/61989

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال ۳۷۸۳:

میں جاننا چاہتا ہوں کہ کربلا میں درحقیقت کیا واقعہ پیش آیا، کون حق پر تھا اور کون ناحق؟ اہل دیوبند کا حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور خلیفہ یزید بن معاویہ بن سفیان کے سلسلے میں کیا تصور ہے؟

جواب ۳۷۸۳:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کربلا میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کی شہادت کا واقعہ پیش آیا یہ دور یزید بن ابی سفیان (یہ سہو کاتب ہے "یزید بن معاویہ" ہونا چاہیے۔ ناقل) - رضی اللہ عنہ - کی خلافت کا زمانہ تھا۔ اس دور کے سب ہی لوگ دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں اور حق و ناحق کا فیصلہ دربار خداوندی میں ہونا ہے، ان کے حسنات پر اعلیٰ جزاء اور سیئات سے عفو و درگذر کی امید بارگاہ ایزدی سے لکھی جائے تو حرج نہیں۔ اس مسئلہ کا نہ تو فیصلہ کرنا ہمارے ذمہ ہے اور نہ کسی معاملہ میں آپ کی شہادت مطلوب ہوگی، لہٰذا سکوت کی راہ اختیار کرنی چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ①۔

سوال ۶۳۰۵۰:

میرا سوال یہ ہے کہ حضرت حسین کو اور ان کی اولاد کو امام کہنا صحیح ہے دلیل کے ساتھ بیان کریں۔ اور اگر صحیح ہے تو ان کی پیروی کیوں نہیں کرتے اس کی بھی نقلی دلیل کے ساتھ بتائیں۔

جواب ۶۳۰۵۰:

① دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند
http//:www.darulifta-deoband.com/home/ur/History--Biography/3783

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لفظ "امام" کا معنی ہے "پیشوا" سربراہ، اس لحاظ سے کسی بھی برگزیدہ اور رہنما شخص کو "امام" کہا جا سکتا ہے، لیکن روافض لفظ "امام" اپنے خاص "من گھڑت" اور غیر اسلامی عقیدہ "امامت" کے تحت حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد کے لیے استعمال کرتے ہیں، اس عقیدے کے ساتھ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد کے ساتھ لفظ "امام" کا استعمال قطعاً جائز نہیں ہے، اگر کسی کو یہ عقیدہ نہ ہو پھر بھی ان حضرات پر لفظ "امام" کا استعمال نہ کرنا چاہیے؛ بلکہ دیگر تعظیمی القاب کا استعمال کرنا چاہیے، اس لیے کہ لفظ "امام" استعمال کرنے میں روافض کے ساتھ مشابہت ہے اور غیروں کے ساتھ مشابہت سے ہمیں بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔

رہی ان کی پیروی کی بات تو ائمہ اربعہ کی پیروی درحقیقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (جن میں بہ شمول حضرت حسین رضی اللہ عنہ تمام اہل بیت داخل ہیں) کی پیروی ہے، اس لیے کہ ائمہ نے جو اصول وفروع متعین کیے ہیں وہ قرآن کریم، احادیث نبویہ اور آثارِ صحابہ کی روشنی ہی میں کیے ہیں، اپنی طرف سے نہیں کیے، اس لیے ائمہ کرام، امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام مالک رحمہم اللہ میں سے کسی امام مجتہد کی پیروی درحقیقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہ شمول اہل بیت کی پیروی ہے۔① واللہ تعالیٰ اعلم②۔

① تفصیل کے لیے دیکھیں امداد الفتاوی (۶ / ۱۳۸، ط: زکریا.

② دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند
http//:www.darulifta-deoband.com/home/ur/Others/63050

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قسط ۱۷ آج کے جدید سبائی گروہ کا طرز عمل

قارئین محترم! گزشتہ قسط میں آپ نے دار العلوم دیوبند کے چند فتاویٰ ملاحظہ فرمائے جو آج بھی دار العلوم کی ویب سائٹ پر موجود ہیں۔

لیکن آج کے ''جدید سبائی گروہ'' نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر، یزید کو ہی اپنی تگ و تاز کا مرکز بنا رکھا ہے، وہ عدالت حسین رضی اللہ عنہ کے بجائے ''فسق یزید'' کے عنوان سے ہی مضامین لکھتے لکھاتے اور میدان داریاں اور معرکہ آرائیاں کرتے کراتے ہیں، یزید کو ضرور بالضرور فاسق و فاجر ہی بنانے، دوسروں سے بھی زبردستی اس کو یہی کچھ کہلوانے اور منوانے، نیز سنی عقیدے کے طور پر اس کی ترویج و اشاعت کو ہی اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنائے ہوئے ہیں، سنی دنیا سے اپنے اتفاق و اختلاف کا معیار بھی ''عدالت حسین رضی اللہ عنہ'' کو نہیں بلکہ ''فسق یزید'' کو ہی ٹھہرا رکھا اور اسی حوالے سے اہل سنت میں افتراق و انتشار پیدا کر رکھا ہے، کوئی شخص ان سے کسی بھی مسئلہ میں اختلاف کیوں نہ کرے، وہ جب لاجواب ہونے لگتے ہیں تو اس کو گھما پھرا کر یزید کے فسق پر ہی لانے کی کوشش کرتے ہیں، وہ اپنے مد مقابل سنیوں سے اپنے اتفاق و اختلاف کے سلسلے میں یہ تو پوچھتے ہیں کہ

''تم یزید کو فاسق و فاجر اور شرابی و زانی مانتے ہو یا نہیں؟''

لیکن کسی نے سنا پڑھا نہ ہوگا کہ انہوں نے آج تک کسی سے یہ بھی پوچھا ہو کہ

''تم حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے موقف کو صحیح مانتے ہو یا نہیں؟''، ''ان کو صحابی اور شہید مانتے ہو یا نہیں؟''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بس ہر وقت ہر کسی کے سامنے یزید کے فسق کا ہی رونا لئے بیٹھے رہتے ہیں، جبکہ امر واقعہ یہ ہے کہ بات، یزید کو فاسق و فاجر اور شرابی وزانی کہنے، ماننے سے نہیں بنتی، بلکہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے موقف کو صحیح کہنے اور ماننے سے بنتی ہے، مثلاً ایک شخص یزید کو فاسق و فاجر، زانی وشرابی مانتا ہو، لیکن اس کے ساتھ وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے موقف کو بھی غلط بتاتا ہو اور ان کو طالب جاہ و منصب وغیرہ گردانتا ہو، تو بات نہ بنے گی۔ اور اگر وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے موقف کو عقلاً ونقلاً وشرعاً وقانوناً ہر لحاظ سے بالکل صحیح مانتا ہے، اور اس کے بعد یزید کے فسق و فجور اور زنا کاری وشراب نوشی کا ڈھنڈورا پیٹنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا تو ظاہر ہے اس کے دین وایمان اور سنی ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑتا، چنانچہ محدث جلیل و محقق کبیر، ممبر مجلس شوری دار العلوم دیو بند حضرت مولانا حبیب الرحمن اعظمی رحمہ اللہ نے درست لکھا ہے کہ:

> ''عقیدہ فسق یزید کا تعلق سنیت سے نہیں ہے، نہ اثباتاً نہ نفیاً، بلکہ اس کی حیثیت محض ایک علمی تحقیق کی ہے، اگر کسی عالم کے نزدیک شرعی قواعد کے ماتحت اس کا فسق ثابت ہو، اور وہ اس کو فاسق مانتا ہو تو وہ بھی سنی ہے، اور کسی عالم کے نزدیک ان قواعد کی رُو سے اس کا فسق ثابت نہ ہوتا ہو، اس لئے وہ اس کو فاسق نہ مانتا ہو تو وہ بھی سنی ہے''۔①

نیز تحریر فرماتے ہیں:

> ''عقائد اہل سنت میں یہ بات ہرگز داخل نہیں ہے کہ یزید کو لازی طور پر فاسق و فاجر اور مستحق ذم وعیب سمجھا جائے، یہ بات اگر عقائد اہل سنت میں داخل ہوتی تو بہت سے اکابر اہل سنت یزید کے باب میں اپنے ان

① تبصرہ بر شہید کربلا و یزید صفحہ نمبر: ۱۰۹، طبع مئو، انڈیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خیالات کا اظہار نہ فرماتے جن کو آگے کسی مناسب موقع پر ہم انھیں کے الفاظ میں نقل کریں گے''۔①

شاید کوئی سوال کرے کہ یہ مولانا حبیب الرحمن اعظمی رحمہ اللہ کون ہیں؟ تو ہم نے اسی مضمون میں پہلے ان کا مختصر تعارف یوں کروا دیا ہے:

یہ مولانا حبیب الرحمن اعظمی رحمہ اللہ وہ ہیں جنھیں علامہ زاہد کوثری رحمہ اللہ ''العلامة الأوحد والتحرير المفرد'' لکھا کرتے تھے۔

جنہیں شیخ الازہر، امام اکبر شیخ عبدالحلیم محمود رحمہ اللہ نے "أكبر علماء العالم الاسلامي" کا خطاب دیا تھا۔

جنہوں نے اپنی پہلی ملاقات میں "أنا حبیب الرحمن الاعظمی من الهند" کہہ کر اپنا تعارف کروایا تو ان کے لیے علامہ نجد شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ احتراماً اپنی نشست سے کھڑے ہو گئے اور مولانا اعظمی کو اپنی نشست پر بٹھایا۔

جن کو ڈاکٹر محمد حمید اللہ رحمہ اللہ نے ''شاہ ولی اللہ ثانی'' کہا۔

جن کے بارے میں شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے یہ تجویز منظور کروائی کہ جمعیۃ علماء ہند کی ورکنگ کمیٹی کے سامنے جب بھی کوئی فقہی مسئلہ پیش ہو تو محدث جلیل مولانا حبیب الرحمن اعظمی سے استصواب رائے کئے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کیا جائے گا۔

جنہیں محدث العصر مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ ''اپنے وقت کا عظیم محدث'' فرمایا کرتے تھے۔

جنہیں استاذی المکرم حضرت شیخ عبد الحمید سواتی نور اللہ مرقدہ نے ''فخر

① تبصرہ بر شہید کربلا و یزید صفحہ نمبر: ۱۲، طبع مئو، انڈیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

المحدثین، سید الفقہاء، تاج العلماء اور رئیس المحدثین'' لکھا۔①

میں یہاں یہ بات ایک بار پھر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ میرا موضوع یزید کا فسق وعدل نہیں بلکہ میں اس سلسلے میں جدید سبائی گروہ کے غلوّ پر بات کر رہا ہوں جو انہوں سنیت کے عقیدے کے طور پر مشہور کر رکھا ہے۔

ایک مغالطہ اور فریب کا ازالہ:

جدید سبائی گروہ کی طرف سے آج کل یہ منطق بھی پیش کی جاتی ہے کہ:

''یزید کی شخصیت کے ساتھ ہمیں کوئی خاص دلچسپی نہیں بلکہ ہمارا منشا صرف دفاعِ صحابہ ہے جو یزید کو فاسق و فاجر ماننے کی صورت میں ہی ممکن ہے، اس لیے کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یزید کی بیعت کی ہے جیسے حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہم وغیرہ، لہٰذا اگر ہم یزید کو قطعی طور پر کافر کہتے ہیں تو ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں فرق آتا ہے کیونکہ کافر کی بیعت کسی صورت جائز نہیں۔ جبکہ دوسری طرف بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یزید کے خلاف خروج اور قتال بھی کیا ہے، جیسے حضرت حسین، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت عبداللہ بن حنظلہ، حضرت عبداللہ بن مطیع رضی اللہ عنہم، اگر ہم یزید کو صالح، عادل، اور خلیفہ برحق مانتے ہیں تو ان سب صحابہ کو باغی اور گناہگار ماننا پڑتا ہے، کیونکہ امام عادل کے خلاف خروج بھی کسی صورت درست نہیں......جن صحابہ رضی اللہ عنہم نے یزید کی بیعت کو توڑنے سے گریز کیا وہ اس لیے کہ ان کے نزدیک فاسق کے خلاف جہاد کرنا اور اس کی بیعت توڑنا

① بحوالہ: حیات ابو المآثر، طبع مرکز تحقیقات و خدمات علمیہ، مئو، انڈیا۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جائز ہی نہیں تھا، یہ نہیں کہ وہ یزید کو صالح اور عادل مانتے تھے''۔

(نوٹ: ہمیں مدیر''مجلہ صفدر'' کی طرف منسوب ایک تحریر بھیجی گئی ہے جس میں یہ مندرجہ بالا منطق پیش کی گئی ہے، تاہم ہم یقینی طور پر نہیں کہہ سکتے کہ یہ انہیں کی تحریر ہے یا نہیں؟ تاہم یہ مغالطہ عام طور پر دیا جاتا ہے اس لیے اس کا ازالہ ضروری ہے۔)

ازالہ:

سب سے پہلے یہ دھوکہ دیا گیا کہ ''بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یزید کی بیعت کی ہے''، جبکہ آپ حدیث و تاریخ کی تمام کتب اٹھا کر دیکھ لیں، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی زندگی میں جب یزید کی ولی عہدی کی بیعت لی گئی کُل چار (یا اگر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بھی ملایا جائے تو) پانچ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سوا کسی چھٹے صحابی کا اس بیعت سے اختلاف آپ کو نہ ملے گا، یعنی جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم نے یزید کی ولی عہدی کی تجویز سے اختلاف نہیں کیا تھا، اور جن چار یا پانچ صحابہ نے اس سے اختلاف کیا وہ اختلاف ولی عہد کے ذاتی کردار سے متعلق نہ تھا بلکہ ولی عہدی والے طریقہ کار سے متعلق تھا، اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد جب یزید کی خلافت کی بیعت کا وقت آیا تو ان پانچ میں سے ایک (حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما) تو وفات پا چکے تھے، باقی چار میں سے بھی حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم نے یزید کی بیعت کر لی تھی، اور صرف دو صحابہ حضرت حسین بن علی اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم نے بیعت سے اختلاف فرمایا...... لہٰذا یہ کہنا کہ ''بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یزید کی بیعت کر لی تھی'' درست نہیں، بلکہ جمہور اور اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کی بیعت کی تھی اور بیعت نہ کرنے والے دو تین ہی تھے۔

یاد رہے! بعض اہل مدینہ کی طرف سے یزید کی بیعت توڑنے کا واقعہ سنہ ۶۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہجری کا ہے، اور ہم اس وقت سنہ ۶۰ کے آخری ایام کی بات کر رہے ہیں۔

دوسرا مغالطہ یہ دیا گیا ہے کہ

''اگر یزید کو کافر کہیں تو پھر تو اس کی بیعت کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں فرق آتا ہے کیونکہ کافر کی بیعت کسی صورت جائز نہیں''......

تو عرض ہے کہ اہل سنت کے نزدیک تو کسی فاسق کو بھی جان بوجھ کر خلیفہ بنانا جائز نہیں، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس بارے بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"وَعَنْ بَعْضِهِمْ لَا يَجُوزُ عَقْدُ الْوِلَايَةِ لِفَاسِقٍ ابْتِدَاءً فَإِنْ أَحْدَثَ جَوْرًا بَعْدَ أَنْ كَانَ عَدْلًا فَاخْتَلَفُوا فِي جَوَازِ الْخُرُوجِ عَلَيْهِ وَالصَّحِيحُ الْمَنْعُ إِلَّا أَنْ يَكْفُرَ فَيَجِبُ الْخُرُوجُ عَلَيْهِ"۔ ①

''اور بعض علماء کا کہنا ہے کہ فاسق کی ولایت کا انعقاد کرنا (یعنی اسے حاکم بنانا) جائز ہی نہیں، ہاں اگر (حاکم بننے کے وقت تو وہ عادل تھا) لیکن بعد میں اس سے ظلم ظہور پذیر ہوا تو پھر اس میں اختلاف ہے کہ اس کہ خلاف خروج جائز ہے یا نہیں، لیکن صحیح بات یہی ہے کہ اس کے خلاف خروج بھی منع ہی ہے، مگر یہ کہ وہ کفر اختیار کرے تو پھر اس کے خلاف خروج واجب ہے''۔

لہٰذا یزید کو فاسق و فاجر جانتے ہوئے بھی اس کی بیعت کرنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم پر تو اعتراض اس صورت میں بھی آ سکتا ہے کہ انہوں نے جان بوجھ کر ایک فاسق کو والی بنایا، تو اس طرح ان صحابہ رضی اللہ عنہم کا دفاع کیسے ممکن ہے؟

نیز علماء اہل سنت نے اپنی کتابوں میں یہ صراحت بھی کی ہے کہ:

''کوئی شخص غیر مستحق خلافت مسلط ہو جائے تو ان احکام میں جو شرع کے موافق

① فتح الباری، صفحہ ۸، جلد ۱۳، دار المعرفۃ بیروت۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوں اس کی اطاعت کی جائے، نہ ان احکام میں جو شرع کے مخالف ہوں۔ اور اس سے بغاوت نہ کی جائے اور نہ اس سے جنگ کی جائے، ہاں اگر اس سے کفر صریح ظاہر ہو (تو اس حالت میں بغاوت اور لڑائی درست ہے)''۔①

بلکہ امام نووی رحمہ اللہ وغیرہ نے تو فاسق حاکم کے خلاف خروج کا ناجائز ہونا جمہور علماء اہل سنت کا قول بتلایا ہے:

"وَقَالَ جَمَاهِيرُ أَهْلِ السُّنَّةِ مِنَ الْفُقَهَاءِ وَالْمُحَدِّثِينَ وَالْمُتَكَلِّمِينَ لَا يَنْعَزِلُ بِالْفِسْقِ وَالظُّلْمِ وَتَعْطِيلِ الْحُقُوقِ وَلَا يُخْلَعُ وَلَا يَجُوزُ الْخُرُوجُ عَلَيْهِ بِذَلِكَ بَلْ يَجِبُ وَعْظُهُ وَتَخْوِيفُهُ لِلْأَحَادِيثِ الْوَارِدَةِ فِي ذَلِكَ"②

مشہور حافظ حدیث اور حنفی عالم امام طحاوی رحمہ اللہ (متوفی ٣٢١ ہجری) اپنے ''عقیدہ'' میں لکھتے ہیں:

"وَلَا نَرَى الْخُرُوجَ عَلَى أَئِمَّتِنَا وَوُلَاةِ أُمُورِنَا وإن جاروا ولا ندعوا عَلَيْهِم وَلَا نَنْزِعُ يَدًا مِنْ طَاعَتِهِمْ... الخ"③

''یعنی ہم اپنے حکام اور والیوں پر خروج جائز نہیں سمجھتے، اگر چہ وہ بے راہ رو ہوں، اور نہ ان پر بددعا کرتے ہیں، اور نہ ان کی اطاعت سے کنارہ کش ہوتے ہیں''۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"وَلِهَذَا استقر أَمر أهل السّنة على ترك الْقِتَال فِي الْفِتْنَة للأحاديث الصَّحِيحَة الثَّابِتَة عَن النَّبِي ﷺ وصاروا يذكرُونَ هَذَا فِي عقائدهم

① دیکھیں مثلاً: ازالۃ الخفاء مترجم اردو، جلد ١ صفحہ ٥٣٦۔
② شرح النووي على صحيح مسلم: جلد ١٢ صفحہ ٢٢٩، دار احیاء التراث العربي، بیروت۔
③ العقیدۃ الطحاویۃ، صفحہ ٦٨، طبع المکتب الاسلامی بیروت۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ویأمرون بِالصبرِ علی جور الأَئِمَۃ وَترك قِتالھمْ" ①

''یعنی اہل سنت کی رائے اس بات پر قرار پا گئی کہ زمانہ فتنہ میں قتال نہ کیا جائے کیونکہ اس بارے میں نبی ﷺ سے صحیح احادیث ثابت ہیں، اور وہ (اہل سنت) اپنے عقائد میں یہ بات ذکر کرتے ہیں اور اپنے حکام اور والیوں کے ظلم پر صبر کرنے اور ان سے قتال ترک کرنے کا حکم دیتے ہیں''۔

تو کیا علماء اہل سنت کے ان اقوال کو بنیاد بنا کر بھی تو کوئی دشمن صحابہ، یزید کے خلاف خروج کرنے والوں پر اعتراض کرسکتا ہے یا نہیں؟

لہٰذا یہ مقدمہ ہی بنیادی طور پر غلط ہے کہ ''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دفاع کے لیے یزید کو ضرور و بالضرور فاسق و فاجر و شرابی و زانی ماننا لازمی ہے''۔ بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دفاع یزید کے فسق و فجور کے ثابت ہونے پر ہرگز موقوف نہیں، خاص طور پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا اختلاف یزید کی ذات و کردار پر تھا ہی نہیں بلکہ اس طریقے پر تھا جس طریقے سے یزید کو ولی عہد بنایا گیا تھا۔ اور یہ ایک اجتہادی اختلاف تھا، اور یہ اجتہادی اختلاف حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا یزید سے نہ تھا بلکہ ان جمہور صحابہ سے تھا جنہوں نے یزید کی ولی عہدی سے اتفاق کیا تھا، حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے آپ کی شہادت تک کسی بھی مرحلے میں یہ ثابت نہیں کہ آپ نے اپنے اس اختلاف کی بنیاد یزید کے فسق و فجور یا اس کی ذات کو بتلایا ہو۔

پھر یہ کہا جاتا ہے کہ:

''اگر ہم یزید کو قطعی طور پر کافر کہتے ہیں تو ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں

①منہاج السنۃ، جلد۴، صفحہ ۵۲۹، طبع سعودیہ / المنتقی من منہاج الاعتدال، جلد ۱ صفحہ ۲۹۷، طبع سعودیہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرق آتا ہے کیونکہ کافر کی بیعت کسی صورت جائز نہیں‘‘......

لیکن ساتھ ہی اسی جدید سبائی گروہ کے لوگ ہمیں یہ بھی بتاتے ہیں کہ ’’یزید کے کفر میں تو اختلاف ہے، لیکن اس کا فسق متفق علیہ ہے‘‘، اور پھر بعض علماء اہل سنت کی عبارات سوشل میڈیا پر پھیلائی جاتی ہیں جنہوں نے یزید کو ’’کافر‘‘ لکھا ہے، مثال کے طور پر اسی گروہ کے ایک مناظر صاحب نے پچھلے دنوں قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ کی تفسیر سے ایک حوالہ پیش کیا تھا کہ انہوں نے سورۃ النور کی آیت نمبر 55 کی تفسیر میں یہ لکھا ہے کہ:

"وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ ....اشارة الى يزيد بن معاوية......①

’’وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ سے یزید بن معاویہ کی طرف اشارہ ہے‘‘۔

اسی طرح بتایا جاتا ہے کہ فتاویٰ بزازیہ میں لکھا ہے کہ:

’’والحق ان يلعن يزيد على اشتهار كفره وتواتر فظاعة شره②

’’یعنی حق یہ ہے کہ یزید پر لعنت کرے کیونکہ اس کے کفر کی شہرت ہے اور اس کے شرور تواتر سے ثابت ہیں‘‘۔

تو سوال یہ ہے کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی صاحب، فتویٰ بزازیہ کے مفتیان اور اس فتوے کو نقل کرنے والے امین اکاڑوی صاحب کے یزید کے بارے میں اس فتوائے کفر سے صحابہ کی شان میں فرق آتا ہے یا نہیں؟؟ کیا مدیر مجلہ صفدر کے گروہ نے آج تک کبھی یہ لکھا ہے کہ جن حضرات نے یزید کو کافر لکھا ہے وہ اہل سنت کے مسلک سے ہٹے ہوئے ہیں؟؟ اور ان کا یہ قول جمہور اہل سنت کے خلاف ہے؟

---

①تفسیر مظہری، جلد ۶ صفحہ ۵۵۳ مکتبہ رشیدیہ۔

② بحوالہ: تجلیات صفدر از مولوی محمد امین صفدر اکاڑوی صاحب، جلد ۱ صفحہ ۵۲۵ طبع سوم۔

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

پھر آخری دھوکہ یہ دیا جاتا ہے کہ

''جن صحابہ یزید کی بیعت کو توڑنے سے گریز کیا وہ اس لیے کہ ان کے نزدیک فاسق کے خلاف جہاد کرنا اور اس کی بیعت توڑنا جائز ہی نہیں تھا، یہ نہیں کہ وہ یزید کو صالح اور عادل مانتے تھے''۔

یہاں ہمارا سوال ہے کہ کیا یہ بات خود ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بتائی ہے کہ

''ہم اس لیے یزید کی بیعت توڑنے سے منع کر رہے ہیں کہ فاسق کی بیعت توڑنا ہمارے نزدیک جائز نہیں، ورنہ ہم بھی یزید کو فاسق ہی سمجھتے ہیں؟''

یا یہ ان نام نہاد محققین کا اپنا خیال ہے؟ کیا ان صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہیں خود یہ فرمایا تھا کہ

''سمجھتے تو ہم بھی یزید کو فاسق ہی ہیں، لیکن چونکہ ہمارے نزدیک فاسق کے خلاف خروج بھی درست نہیں اس لیے ہم اس سے روکتے ہیں؟''

پھر اس پر یہ فریب دیا جاتا ہے کہ

''ثابت کرو جن صحابہ نے یزید کی بیعت کی تھی یا سنہ ۶۳ ہجری میں اس کی بیعت توڑنے سے روکا تھا، انہوں نے کہیں یزید کو صالح یا عادل کہا ہو''۔

یہ بھی الٹی گنگا ہے، بھائی اگر ان صحابہ رضی اللہ عنہم نے یزید کو صالح و عادل نہیں کہا تو، اسے فاسق وشرابی وزانی بھی نہیں کہا تھا، اگر آپ اپنے ذہن سے ان صحابہ کی طرف یہ بات منسوب کر سکتے ہیں کہ ''سمجھتے تو وہ بھی یزید کو فاسق ہی تھے'' تو کوئی دوسرا ان کی طرف یہ بات کیوں منسوب نہیں کر سکتا کہ ''وہ یزید کو فاسق و فاجر نہیں سمجھتے تھے اسی لیے انہوں نے اس کی بیعت کی اور اس پر قائم بھی رہے''؟ جبکہ قرائن بھی اسی بات کی تائید کرتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الغرض! خود ہی اپنے ذہن سے صغرے کبرے بنا کر اور اپنے من مانے نتیجے نکال کر انھیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف منسوب کرنا یہ بھی اس جدید سبائی گروہ کا طرہ امتیاز ہے، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا موقف اصول اجتہاد پر قائم تھا، اور یہ ایک اجتہادی موقف تھا، ان کے موقف کی صحت کا دارومدار یزید کے فسق وعدل پر ہرگز نہیں، اور نہ ہی حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کی ولی عہدی پر اپنے اختلاف سے لے کر اپنی شہادت تک کہیں بھی، کسی کے سامنے بھی یزید کی ذات وکردار پر کوئی اعتراض فرمایا اور نہ ہی آپ سے اسے فاسق وشرابی اور زانی کہنا ثابت ہے، ہمارے نزدیک حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا موقف صحیح اس لیے تھا کہ اصول شرع اور قواعد اجتہاد کے مطابق تھا۔

خلاصہ کلام یہ کہ یزید کو فاسق وفاجر کے بجائے خواہ کتنا عادل وصالح ہی فرض کرلیا جائے وہ تب بھی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مقابل ہونا تو درکنار، ان کی خاک پا کے برابر بھی نہیں ہوسکتا، اس کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مدمقابل لانا ہی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی کسر شان ہے، کیونکہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ صحابی ہیں، جبکہ یزید صحابی نہیں ہے، اور صحابی کے مقابلے میں کسی صحابی کو ہی لایا جاسکتا ہے کسی غیر صحابی کو خواہ وہ کتنا ہی بلند مرتبہ عادل وصالح کیوں نہ ہو، ہرگز نہیں لایا جاسکتا۔

یہ بھی خوب اچھی طرح واضح رہنا چاہیے کہ ہم ریحانۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو باغی نہ کہتے ہیں نہ مانتے ہیں، ایسے عقیدے اور نظریے سے ہم سو سو بار اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

چونکہ مدیر ''مجلہ صفدر'' نے اپنے مضمون میں حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب حفظہ اللہ کا بار بار ذکر کیا ہے اس لیے آیئے مضمون کے آخر میں ان کی تحریرات سے چند مزید اقتباس پڑھتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا لکھتے ہیں:

''اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر یزید کی ولی عہدی نیک نیتی کے ساتھ عمل میں آئی تھی اور وہ کھلا فاسق و فاجر نہیں تھا تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اس کے خلاف خروج کیوں کیا؟ یہ سوال اگرچہ ہمارے موضوع زیر بحث سے براہ راست تعلق نہیں رکھتا، لیکن چونکہ اس معاملے میں ایک دوسرے گروہ نے دوسری انتہاء پر پہنچ کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر اعتراضات والزامات کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے اس لئے یہاں تفصیل میں جائے بغیر نہایت اختصار کے ساتھ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا وہ موقف بھی پیش کر دیتے ہیں جو ہم نے سمجھا ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، علماء کا راجح قول یہ ہے کہ ولی عہد بنانے کی حیثیت ایک تجویز کی سی ہوتی ہے اور خلیفہ کی وفات کے بعد امت کے ارباب حل وعقد کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ چاہیں تو ولی عہد ہی کو خلیفہ بنائیں اور چاہیں تو باہمی مشورے سے کسی اور کو خلیفہ مقرر کر دیں، لہٰذا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد یزید کی خلافت اس وقت تک منعقد نہیں ہو سکتی تھی جب تک امت کے ارباب حل وعقد اسے منظور نہ کر لیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ، بذات خود شروع ہی سے یزید کو خلافت کا اہل نہیں سمجھتے تھے اور جیسا کہ پیچھے عرض کیا جا چکا ہے، یہ ان کی دیانتدارانہ رائے تھی، جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو انہوں نے دیکھا کہ حجاز کے اکابر اور اہل حل وعقد نے جن میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ شامل تھے، ابھی تک یزید کی خلافت کو تسلیم نہیں کیا، ادھر عراق سے ان کے پاس خطوط کا انبار لگ گیا جس سے واضح ہوتا تھا کہ اہل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عراق بھی یزید کی خلافت کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں، وہاں کے لوگ مسلسل انھیں یہ لکھ رہے تھے کہ ہمارا کوئی امام نہیں ہے اور ہم نے ابھی تک کسی کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی، ان حالات میں ان کا موقف یہ تھا کہ صرف اہل شام کی بیعت پوری امت پر لازم نہیں ہو سکتی۔

لہٰذا اس کی خلافت ابھی منعقد ہی نہیں ہوئی اس کے باوجود وہ پورے عالم اسلام پر بزور متصرف ہونا چاہ رہا ہے تو اس کی حیثیت ایک ایسے سلطان متغلب کی سی ہے جو غلبہ پانا چاہتا ہے مگر ابھی پا نہیں سکا، ایسی حالت میں اس کے غلبہ کو روکنا وہ اپنا فرض سمجھتے تھے اور اسی لئے انہوں نے پہلے حالات کی تحقیق کے لئے حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا تاکہ صحیح صورتحال معلوم ہو سکے، لہٰذا کوفہ کی طرف ان کا کوچ فقہی نقطۂ نظر سے بغاوت کے لئے نہیں تھا بلکہ ایک متغلب کے غلبہ کو روکنے کے لئے تھا، اگر ان کی نظر میں صورتحال یہ ہوتی کہ یزید پورے عالم اسلام پر بزور قابض ہو چکا ہے اور اس کا تسلط مکمل ہو گیا ہے، تب بھی وہ بہ حالت مجبوری احکام شریعت کے مطابق یزید کو سلطان متغلب تسلیم کر کے خاموش ہو جاتے، لیکن ان کی نظر میں صورت حال یہ تھی کہ یزید کا تسلط ابھی مکمل نہیں ہوا، اور وہ یہ سمجھتے تھے کہ اس کے اقتدار کو ابھی روکا جا سکتا ہے، اور یہی وجہ ہے کہ جب کوفہ کے قریب پہنچنے کے بعد انھیں معلوم ہوا کہ کوفہ کے لوگوں نے غداری کی ہے اور یزید کا تسلط وہاں پر مکمل ہو گیا ہے تو انہوں نے وہ تین مشہور تجاویز پیش کیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ:

اما ان اضع یدي في ید یزید"۔ "یا پھر میں اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ میں دے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوں گا''۔

اس کا صاف مطلب ہی یہ ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو جب معلوم ہوگیا کہ یزید کا تسلط پوری طرح قائم ہو چکا ہے تو سلطان متغلب کی حیثیت سے وہ اس کے ہاتھ پر بیعت کے لیے رضامند ہو گئے تھے، لیکن عبید اللہ بن زیاد شمر بن ذی الجوشن کے مشورے پر عمل کر کے ان کی کسی بات کو نہ مانا اور اس بات پر اصرار کیا کہ وہ غیر مشروط طور پر عبید اللہ بن زیاد کے پاس حاضری دیں، ظاہر ہے کہ عبید اللہ بن زیاد کی اس نامعقول بات کو ماننا حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر لازم نہیں تھا اور وہ اس میں اپنی جان کا خطرہ سمجھتے تھے، اس لئے بالآخر انہیں مقابلہ کرنا پڑا اور کربلا کا المیہ پیش آیا۔ جہاں تک یزید کا تعلق ہے، یہ بالکل درست ہے کہ کسی بھی معتبر روایت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس نے خود حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا یا انہیں شہید کرنے کا حکم دیا بلکہ بعض روایات سے یہ ثابت ہے کہ اس نے آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر افسوس کا اظہار کیا اور عبید اللہ بن زیاد کو اپنی مجلس میں برا بھلا کہا، لیکن اس یہ غلطی ناقابل انکار ہے کہ اس نے عبید اللہ بن زیاد کو اس سنگین جرم پر کوئی سزا نہیں دی''۔ ①

---

① حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور تاریخی حقائق، صفحات ۱۲۶ تا ۱۲۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قسط ۱۸ اس مضمون کی غرض وغایت اور چند شبہات کے جوابات

قارئین محترم! اس تمام مضمون سے ہمارا مقصد مشاجرات صحابہ کے بارے میں عدالت لگا کر محاکمہ کرنا نہیں، بلکہ یہ بتانا ہے کہ اہل سنت کا سب سے زیادہ راجح، سب سے زیادہ محتاط اور سب سے زیادہ قوی مسلک سکوت، توقف اور کف لسان کا ہے، بجائے صحابہ کرام کے درمیان یہ فیصلے کرنے کے کہ فلاں حق پر تھا اور فلاں غلطی پر، ان کا معاملہ اللہ پر چھوڑ دیا جائے اور تمام صحابہ کرام کا ذکر بالخیر کیا جائے، چنانچہ اس بارے میں ایک اور اہم فتویٰ پیش کر کے میں آگے چلتا ہوں۔

سنہ ۱۴۱۳ ہجری بمطابق ۱۹۹۲ء میں جامعۃ العلوم الاسلامیۃ بنوری ٹاؤن (کراچی) کو ایک استفتاء موصول ہوا جس میں مشاجرات صحابہ سے متعلق دو حضرات کے مختلف نظریات کو پیش کر کے یہ سوال کیا گیا تھا کہ ان دونوں میں سے کس کا نظریہ اہل سنت کا اصل اور راجح مسلک ہے، چنانچہ پہلے شخص خالد کا موقف یوں لکھا گیا کہ:

> ''مشاجرات صحابہ کے بارے میں اہل السنۃ کا اصل مذہب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تخطیہ وتصویب یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مجتہد مصیب اور اصحاب جمل وصفین کو مجتہدین مخطیین ماننا اور کہنا ہے، یہی قوی ترین، راجح ترین اور مقبول ترین مذہب ہے، اس کے مقابلہ میں اس معاملہ میں سکوت وتوقف نہ تو اہل السنۃ کا اصل مذہب ہے اور نہ یہ قوی ترین اور پسندیدہ ہی ہے بلکہ یہ کمزور ترین مسلک ہے، اسی لیے جمہور اہل السنۃ نے اسے اختیار نہیں کیا ہے''۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جبکہ اس کے مقابلے میں طارق کا یہ موقف پیش کیا گیا کہ:

''مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں اہل السنۃ کا اصل مذہب سکوت وتوقف ہے، یہی احوط واسلم اوراقوی واحسن ہے، اسی میں سلامتی اور صحابہ کے بارے میں ہر طرح کی بدظنی سے حفاظت ہے، اس کے بالمقابل صحابہ کا تخطیہ وتصویب، اہل السنۃ کا اصل مذہب نہیں بلکہ ایک رخصت اور مَخلَص ہے، یعنی اصل تو یہی ہے کہ حضرات صحابہ کرام کی مشاجراتی اجتہادی خطا وصواب کو بھی زبان پر نہ لایا جائے ...... لیکن اگر کسی وقت کسی ضرورت شرعیہ وشدیدہ کی وجہ سے اس موضوع پر کلام کرنا پڑ جائے تو اجتہادی خطا وصواب سے زائد کوئی لفظ ہرگز نہ کہا جائے ......''

جامعۃ العلوم الاسلامیۃ، بنوری ٹاؤن کراچی کے مفتی عبدالسلام چاٹگامی رحمہ اللہ نے اس استفتاء کا جواب تفصیلی تحریر فرمایا، جس کے آخر میں لکھا کہ:

''اہل السنۃ والجماعت کا عقیدہ یہ نہیں ہے کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت قطعی طور پر حق پر تھی اور دوسری جماعت قطعی طور پر ناحق پر تھی، اس کی کوئی دلیل قطعی قرآن میں نہیں ہے، ہاں ظن وگمان کے درجہ میں بعض کو صواب پر اور بعض کو خطا پر سمجھنا ممکن اور جائز ہے، لازم نہیں، کیونکہ صحابہ کرام کی ایک تیسری جماعت ایسی بھی تھی جس نے ان میں سے کسی کا ساتھ نہیں دیا تھا بلکہ یہ حضرات خاموشی کو اسلام سمجھتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بنص قطعی اسلام اور مسلمانوں کے سراپا خیرخواہ تھے، اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تھی، پھر یہ حضرات قطعی باغی اور خطاکار کیسے ہو سکتے ہیں؟ بناء علیہ ہمارے نزدیک دونوں تحریرات میں سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جناب طارق صاحب کی تحریرات اقرب الی الحق واولی بالصواب واثبت بالاخذ واقوی بالدلیل وانسب للتعبیر واوفق بالمذاھب ہیں اور جناب خالد صاحب کی تحریرات اس کے برعکس ہیں، مبنی برخطا اور اقرب الی الخطا ہیں'' واللہ اعلم بالصواب وعلمہ اتم واحکم"①

نوٹ: مکمل استفتاء اور اس کا جواب ماہنامہ بینات کے مندرجہ بالا شمارے میں پڑھا جاسکتا ہے، طلب کرنے پر اس کی پی ڈی ایف مہیا کی جاسکتی ہے، نیز اصل ہاتھ سے لکھا ہوا فتوی بھی میرے پاس محفوظ ہے۔

چند شبہات کا ازالہ:

آخر میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میرے اس مضمون سے متعلقہ گاہے بگاہے اٹھائے گئے اہم شبہات کا ازالہ بھی کردیا جائے۔

شبہ نمبر 1:

آپ نے مضمون کا نام ''جدید سبائی گروہ کا علمی تعاقب'' کیوں رکھا؟ کیا آپ کے نزدیک وہ صاحب اور ان کے ہمنوا ''سبائی'' ہیں جن کے مضمون پر آپ یہ علمی تعاقب لکھ رہے ہیں؟

جواب:

میں نے اپنے اس مضمون میں جہاں بھی ''جدید سبائی گروہ'' لکھا ہے اس سے مراد ''حقیقی سبائی گروہ'' نہیں بلکہ ''صورتاً سبائی گروہ'' ہے...... اس کی مزید وضاحت کے لیے آپ کو حضرت قاضی مظہر حسین صاحب مرحوم کا ایک حوالہ پیش کیے دیتا ہوں، آپ نے اپنی کتاب میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف گناہ اور نافرمانی کی نسبت کی،

① ماہنامہ بینات بابت ماہ ربیع الاول ۱۴۱۳ ہجری، ستمبر ۱۹۹۲ء، صفحات: ۲۹۔۳۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب اس کی طرف ایک اہل علم نے آپ کی توجہ دلائی تو آپ اپنے الفاظ کا دفاع فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''یہ الفاظ بظاہر واقعی سخت ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت کے خلاف ہیں لیکن بندہ نے بھی تو ان سے مراد اجتہادی خطا ہی لی ہے، یعنی صورتاً گناہ اور نافرمانی ہے نہ کہ حقیقتاً''۔①

لہٰذا میرے اس عنوان سے بھی ''صورتاً سبائی گروہ'' مراد ہے۔

شبہ نمبر 2:

کیا آپ کے نزدیک وہ تمام بزرگان امت ''حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے گستاخ ہیں جنہوں نے لکھا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے اجتہادی غلطی ہوئی؟''

جواب:

میں نے ہرگز اِن حضرات کو ''گستاخِ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نہیں کہا اور نہ لکھا، اور نہ ایسا سمجھتا ہوں''، ہاں البتہ جن حضرات کے قلم سے کسی بھی صحابی کے بارے میں ''اجتہادی خطا'' سے آگے مثلاً: خطائے منکر، گناہ گار، نافرمان، رضائے الٰہی کی شرط پوری نہ کرنے والا وغیرہ جیسی تعبیرات نکلی ہیں، ایسی تعبیرات کو میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شایان شان نہیں سمجھتا۔

شبہ نمبر 3:

آپ کا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا نظریہ ہے؟ ان کا موقف درست تھا یا غلط؟ دوسرے لفظوں میں آپ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور یزید میں سے کسے درست اور کسے غلط سمجھتے ہیں؟

---

① بحوالہ: خارجی فتنہ طبع دوم، جلد ا صفحہ ۴۷۷

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب:

ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ یزید کو فاسق و فاجر کے بجائے خواہ کتنا عادل و صالح ہی فرض کر لیا جائے وہ تب بھی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مقابل ہونا تو درکنار، ان کی خاک پا کے برابر بھی نہیں ہو سکتا، اس کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مد مقابل لانا ہی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی کسر شان ہے، کیونکہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ صحابی ہیں، جبکہ یزید صحابی نہیں ہے، اور صحابی کے مقابلے میں کسی صحابی کو ہی لایا جا سکتا ہے کسی غیر صحابی کو خواہ وہ کتنا ہی بلند مرتبہ عادل و صالح کیوں نہ ہو، ہرگز نہیں لایا جا سکتا۔ یہ بھی خوب اچھی طرح واضح رہنا چاہئے کہ ہم ریحانۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو باغی نہ کہتے ہیں نہ مانتے ہیں، ایسے عقیدے اور نظریے سے ہم سو سو بار اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کا اختلاف دوسرے صحابہ کے ساتھ تھا، اور طریق ولی عہدی (یعنی باپ کے بعد بیٹے کو خلیفہ بنانے) پر تھا اور اصول اجتہاد کی بنیاد پر تھا، اور جیسا کہ حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب حفظہ اللہ کا حوالہ پہلے نقل کیا گیا کہ:

”......حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو جب معلوم ہو گیا کہ یزید کا تسلط پوری طرح قائم ہو چکا ہے تو سلطان متغلب کی حیثیت سے وہ اس کے ہاتھ پر بیعت کے لیے رضامند ہو گئے تھے“۔

شبہ نمبر 4:

دعا کریں کہ اللہ قیامت کے دن آپ کو یزید کے ساتھ رکھے۔

جواب:

میں دعا کرتا ہوں کہ مجھے اللہ ان تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ رکھے جنہوں نے پہلے یزید کی ولی عہدی کی تجویز پیش کی، پھر ولی عہدی کی بیعت کی، اور پھر دوسری

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

مرتبہ اس کی بیعت خلافت کی، اور مجھے یقین کامل ہے کہ قیامت کے دن حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی انہی صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ہوں گے کیونکہ آپ بھی آخری وقت میں یزید کی بیعت کے لیے تیار ہو چکے تھے، لہٰذا یہ جذباتی سوال کسی مسئلہ کا حل نہیں ہوتے۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین۔

حافظ عبید اللہ اسلام آباد

۲۶ ستمبر ۲۰۱۹ بروز جمعرات بعد از نماز مغرب